میاڈیل مجبزر قلیپ بیگ اجمیری

مثنوی

باغِ عدن

"آج ہی سے خلد ہے تیرا مکاں"

از

ایم۔ ایم فلیپ میگ

اجمیری

سالِ اشاعت سنہ ۱۹۸۵ء

ناشر جناب گیان چند کنول
ایڈیٹر مسیحی دنیا
جنگ پورہ۔ نئی دہلی۔ ۱۴

پیشکش از آل انڈیا اردو رائیٹرز گلڈ
پوسٹ بکس ۱۵۰۔ اندور۔ مدھیہ پردیش

ملنے کے پتے ایم ایم فلیپ۔ سمیرل کمپاؤنڈ
بالمقابل پرانا بس سٹینڈ۔ اجمیر
دفتر رسالہ مسیحی دنیا ۱/۲ بی جنگپورہ نئی دلی۔ ۱۴

قیمت ہندوستان میں اٹھارہ روپے
انگلینڈ میں چار پونڈ۔ کینیڈا بارہ ڈالر
امریکہ بارہ ڈالر

(جمال پرنٹنگ پریس دہلی)

بسم خدا منجی یسوع مسیح

۲۸۹
٣

"جن کو اس کی خبر نہیں پہنچی وہ دیکھیں گے
اور جنہوں نے نہیں سنا وہ سمجھیں گے"

مقدس پولوس رسول کا خط رومیوں کے نام
۱۵ باب ۲۱ آیت

پہلی کرن

میں نے اپنی ناچیز تالیف
باغِ عدن کو نہایت خلوص و عقیدت کے ساتھ
اپنی شریکِ حیات ڈورتھن مالیسی کے نام منسوب
کرتا ہوں۔ جس نے میری ہر طرح ہمت افزائی فرمائی
مجھے ترغیب دی۔ نیک رائے سے نوازا
فضلِ خداوند یسوع مسیح ہمیشہ اس پر سایہ فگن رہے
آمین

بقلم میگ

میگ کی تصنیف باغِ عدن جو پڑھیگا
رازِ سربستہ صداقت کا کھلیگا اُس پر

پیش لفظ

محترمی۔ جناب گیان چند کنول صاحب ایڈیٹر مسیحی دنیا نئی دہلی
آپ سے میرا قلمی تعارف ایک عرصہ دراز سے ہے اور میرے کلام کو
شوق سے مسیحی دنیا میں شائع کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے آپ سے
ہم نے کتابت اور طباعت کے بارے میں بہت کچھ سیکھا اور سمجھا
ہے جس سے ہم ناواقف تھے اور آپ کی گرانقدر رائے اور مشورے
سے فیضیاب ہوئے۔ آپ انسانیت نواز ملنسار صاف گو بااخلاق
ادیب اور شاعر ہی نہیں بلکہ صفِ اول کے مناد بھی ہیں آپ پانچ برس
تک آل انڈیا ریڈیو کے ایڈیٹر رہے اور کئی رسالوں اور اخباروں کے
ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں مثلاً روزانہ ملاپ سنسار، پربھات ویر بھارت
پیارا دیش اور کرسچین ٹائمز۔ مسیحی مزدور گوجرانوالہ شہر سے نکالا۔ آپ
چوٹی کے مبشر اور کنونشنوں اور جلسوں کے سپیکر ہیں۔ آپ وطن
پرست بھی ہیں اور آپ نے آزادی کی جنگ میں حصہ لیا اور کئی بار جیل
کاٹی اور گرفتار ہوئے اور اب آپ مسیحی دنیا کے ایڈیٹر ہیں یہ ہر دلعزیز
رسالہ اپنے ۳۲ سال بڑی شان و شوکت کے ساتھ پورے کر چکا
ہے مسیحیوں کا یہ واحد پرچہ مذہبی اور سیاسی خبریں براہ راست
مسیحی عوام تک پہنچاتا ہے سرکار تک بھی مسیحیوں کی آواز پہنچانے
میں پیش پیش ہے۔ ان کا قول ہے کہ انسان ڈرے تو صرف خدا سے

میری ہر مسیحی سے درخواست ہے کہ وہ مسیحی دنیا کے خریدار بنے اور دوسروں کو بھی بنائے تاکہ جماعت کا یہ اخبار فروغ پائے۔ اور زندہ رہے کیونکہ بغیر راہنما اور شمار سے سکے قوم مردہ ہوتی ہے

جناب کنول ایڈیٹر مسیحی دنیا گذشتہ چالیس پچاس برس سے مسیحی صحافت اور اردو روزنامہ اخبارات پر چھائے ہوئے ہیں آزادی سے پہلے آپ گوجرانوالہ سیمنری سے نامور رسالہ مسیحی مزدور شائع کیا کرتے تھے اور جناب ہنری ویلیم ہما ایڈیٹر تھے اور دوسرے مسیحی ادبا کے ساتھ مل کر صحافت کی خدمت کرتے تھے۔ آپ سے خط وکتابت تو عرصہ سے تھی۔ لیکن ملاقات ۱۹۸۵ میں وقار سخن جناب ڈی اے پیرسن قربان سیکرٹری مسیحی مصنفین اردو کانفرنس کی طرف سے بلائی گئی کانفرنس اور مشاعرہ کے دوران ہوئی۔ جب میں جناب کنول صاحب سے دفتر مسیحی دنیا بلاک مکان نمبر ایک جنگ پورہ میں جناب دینش اجمیری کے ساتھ جا کر ملا۔ اس ملاقات میں مجھے احساس ہوا۔ کہ ایک عظیم انسان۔ بلند پایہ مفکر مضمون نگار ادیب اور شاعر میرے سامنے ہے آپ کی اپنی اور آپ کی وساطت سے کئی دوسرے اصحاب کی کتابیں اب تک چھپ چکی ہیں۔

دعا گو

ایم ایم فلیپ بیگ

اجمیری

انتساب
ارباب محبت کے نام

مخلص
میکش اجمیری
سمیرل کمپاؤنڈ
امپیریل روڈ
اجمیر

تعارف

نام میگڈل مینرز فلیپ تخلص مینگ ۔ نومبر ۱۹۱۴ کو اجمیر شریف میں ولادت پائی۔ مسیحی ماحول میں پرورش پائی۔ ہڈبینڈ میموریل ہائی سکول اجمیر میں تعلیم حاصل کی۔ چھٹی جماعت ہی سے اختیاری مضمون کے طور پر فارسی پڑھنی شروع کی ۱۹۳۲ء میں مذکورہ بالا اسکول سے میٹرک کیا۔ گورنمنٹ کالج اجمیر میں داخلہ لیا۔

محترم والد بزرگوار جناب جے فلیپ جو کہ بی بی اینڈ سی آئی ریلوے کے محکمے میں ٹیلیگراف ماسٹر کے عہدے پر اجمیر میں فائز تھے۔ ۱۹۳۲ء میں عہدے سے سبکدوش ہو گئے۔ آپ کو اردو۔ فارسی سے بہت انتساب اور دلچسپی تھی۔ اکثر اردو فارسی کے اشعار ہم کو سناتے تھے اور یاد کراتے تھے۔ والد بزرگوار کے سبکدوش ہونے کے بعد میرے چھوٹے بھائی بہنوں کی تعلیم کا بوجھ میرے شانوں پر آ گیا جس کو ہر طرح پائے تکمیل تک پہنچا دیا۔

۱۹۳۱ء میں میری شادی مس ڈورین میسی سے ہو گئی۔ خدا نے چار دختر نیک اختر سے نوازا۔ جو آج تک خدا کے فضل و کرم سے موجود ہیں ان کی شادی کر دی ہے۔ داماد اچھے خوش طبع ہیں۔ با اولاد ہیں اور خدا کی مہربانی سے خوش و خرم ہیں۔ میرے سسرال میں بھی اردو ۔فارسی کا چلن تھا اور وہ لوگ اپنا آبائی وطن لکھنؤ کو خیر باد کہہ کر اجمیر شریف میں سکونت پذیر ہو گئے اور یہ میرے لئے سونے پر سہاگہ ہو گیا۔

مجھے شعر گوئی کا شوق طالب علمی کے زمانے سے تھا یا یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ ورثہ میں ملا ہے۔ میرے واجب التعظیم، عظیم المرتبت استاد جناب جے۔ آر۔ پول رح نادر۔ ابو الخیال۔ ابو المحاورہ۔ قادر الکلام۔ ملتانِ ہند

شاہجہانپوری تھے۔ آپ نے علم عروض۔ نکاتِ فن شاعری اور دیگر خوبیاں اور عیوبِ کلام بخوبی سمجھائیں جنکو میں نے خوب اچھی طرح دل لگا کر سیکھا۔ آپ متواتر مجھے شاعری پر سبق پڑھاتے رہے اور قریب تین سال کے بعد تحریر فرمایا کہ آپکو تقطیع علم عروض اور فنِ شاعری پر عبور حاصل ہے جس سے میں خوش ہوں اور جیسی بھی مجھ سے استاد کی خدمت بن پڑی آخری دم تک باخوشی کی اور آپ سے برکتیں اور دعائیں حاصل کیں۔

آپ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں جسکی نقل ذیل میں دی جاتی ہے:

ڈیر میک۔ دعا

منی آرڈر مل گیا تھا شکریہ خدا ہزار گنا آپکو برکت دے جو مجھ نحیف کی خبر لیتے ہو۔ تمہاری خدمت رائیگاں نہیں گئی ہے۔ ملک الشعراء میر محمد تقی میرؔ کا فیضان تمہیں حاصل ہے اور برکت بھی۔

آپ کو قریب تین سال سے زیادہ ہو گئے ہیں کہ آپ مجھ سے شاعری پر سبق لے رہے ہیں۔ آپ نے دل لگا کر اور صبر سے اس فن کو سیکھا ہے۔ آپ کو تقطیع، علمِ عروض، فنِ شاعری پر عبور حاصل ہے جس سے میں خوش ہوں۔ خدا نے آپ کو مسیح کی تمجید اور حمد کیلئے شاعر بنایا ہے۔ عزیز بیٹے خدا آپ کو عروج بخشے۔ آمین۔

نادرؔ

میرے قادر الکلام استاد نادرؔ جب خداوند یسوع مسیح کے آغوشِ مبارک میں سو گئے تو اس کے بعد اپنے کلام پر محترم علامہ عزت مآب ایس۔ ایس ملیلسن ریحانی لکھنوی سے مشورہ لینا شروع کیا اور خاکسار نے ان کے فارسی کلام کا منظوم ترجمہ کیا اور انہیں سے اصلاح اس پر لی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کی اردو و فارسی کی لیاقت بہت اچھی ہے۔ اشعار پڑھ کر طبیعت باغ باغ ہو گئی۔ آپ نے جو میری

فارسی غزل "نوائے دوست" کا اردو میں جو منظوم ترجمہ کیا ہے۔ اس کے بعض اشعار میری فارسی کی غزل سے بہت بلند اور قابلِ داد و تحسین ہیں۔ خدا آپ کو اور زیادہ شعر فہمی کی دولت سے نوازے ۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ "آمین" آپ نے ناچیز کے کلام کو کتاب "رازِ محبت" میں بر صفحہ ۹۵-۹۴ اور "پیغام حیات" میں بر صفحات ۱۲۳-۱۲۴ تک اشاعت فرمایا جسکا میں ممنون و مشکور ہوں

۱۹۴۳ء میں سنیٹرل ٹیلیفون ایکسچینج پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف محکمہ میں بطور ٹیلیفون اوپریٹر اجمیر میں فائز ہوا۔ ۱۹۷۲ء میں سینیر سپروائیزر ٹیلیفون کے عہدے سے سبکدوش ہو گیا اور ٹیلیفون محکمے سے پنشن لی۔ اب اپنا وقت اردو کی خدمت اور خداوند یسوع مسیح کی حمد و ثنا میں گزارتا ہوں۔

میری شریکِ حیات نے محکمۂ تعلیم راجستھان میں بطور ٹیچر کے کام کیا اور ۱۹۷۳ء میں ریٹائر ہو گئیں۔ محکمہ تعلیم راجستھان سے پنشن لی ہے۔

میرا کلام مسیحی دنیا۔ زندگی۔ رازِ محبت۔ پیغام حیات۔ روزانہ ملاپ دہلی۔ مسیح الرجا۔ کتاب اردو کے مسیحی شعراء۔ دینک نوجیوتی ہندی رسم الخط (روزنامہ) اخبار میں شائع ہوتا رہتا ہے۔

ناچیز
میک اجمیری

عرضداشت

میرے دل میں ایک عرصے سے یہ آرزو پنپ رہی تھی کہ میں مثنوی کی شکل میں دنیا کے سامنے حضرت آدم کی پیدائش سے لیکر خداوند یسوع مسیح کی ولادت اور اسکے مُردوں میں سے جی اٹھنے اور آسمان پر جانے تک کے تمام واقعات اور آمدِ ثانی کے حالات قلمبند کروں اور قاری کے پیش نظر کروں تاکہ مسیحی اور غیر مسیحی اس سے فیضیاب ہو سکیں اور خداوند یسوع مسیح کی سوانح حیات سے واقفیت حاصل کریں۔ اس کیلئے خدا سے دعا کی اور اس نے منظور فرمائی۔ ناچیز کی آرزو پوری ہوئی۔ جو آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

اس مثنوی میں بہت ضروری اور براہ راست خداوند یسوع مسیح سے تعلق رکھنے والے واقعات پیش کئے ہیں۔ اکثر جگہ کتاب مقدس کے حوالہ جات اور نئے الفاظ کی تشریح تحت الصفحہ نمبر ڈال کر کر دی گئی ہے تاکہ قاری حضرات کو سمجھنے میں مدد ملے؛

قاری حضرات کی خدمتِ عالی میں اسقدر عرض کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ عیب لسان کا سہو۔ نسیاں سے مخمر ہونا مسلمہ ہے تو مجھ ایسا سر تا پا قصور (تام نہاد انسان) اس کلیہ سے کیونکر مستثنےٰ رہ سکتا ہے۔ لہذا خطا پوش عطا کوش نگاہوں کا امیدوار ہوں : خدا سے دعا ہے کہ مثنوی ثنائے مسیح خداوند یسوع مسیح کا اور خدا کا جلال جمال۔ کمال ظاہر کرنے کا وسیلہ ٹھہرے۔ آمین

خاک نشین
میگ اجمیری

تخلص میگ کی وضاحت

تخلص کی تعریف یہ ہے کہ شاعر اپنے اصلی نام کی بجائے کسی بھی زبان میں جو اسے پسند ہو اپنا نام رکھ لے۔ اس کو زبان کی قید نہیں ہے کیونکہ اُردو زبان کئی زبانوں سے مل کر بنی ہے۔ کبھی شاعر اپنے نام کا ایک حصہ بھی بطور تخلص استعمال کرتا ہے وہ اسی نام سے دنیائے شعر و ادب میں پہچانا اور پکارا جاتا ہے۔ مثلاً میر۔ غالب۔ چکبست نادر وغیرہ۔ ملک الشعراء سید میر محمد تقی ؒ نام آپ نے اپنے نام کا اوّل حصہ میر بطور تخلص استعمال کیا۔ جناب اسد اللہ خاں نام تخلص اسد بعد میں آپ نے اپنا تخلص غالب رکھا۔ اسکی وجہ آگے بیان کرونگا۔

خاکسار کا پورا نام میگڈیل میزر۔ فلیپ (فلیپس سرنیم ہے) انگریزی میں MAGDIEL-MIBZAR ہے۔ یہ لاطینی اور یونانی زبان کا ہے۔ میری والدہ ماجدہ ؒ نے ان کو بائبل مقدس یعنی پیدائش کی کتاب ۳۶ باب ۴۳ آیت پہلی تواریخ کی کتاب پہلا باب ۵۴ آیت سے انتخاب کیا۔ اردو کی بائبل میں مجدائیل۔ مبصار ہے۔

میگڈیل کا نصف نام: میگ (MAG) ہے۔ والدین پیار سے اسی نام سے پکارتے تھے یعنی یہ میرا اکنیتی نام ہے۔ اس لئے میں نے اپنا تخلص میگ رکھا۔ جو اردو زبان کا لفظ نہیں ہے۔ اس لئے شعراء حضرات کو عجیب اور بے معنی لگتا ہے۔ وہ حقیقت میں بامعنی لفظ ہے۔ کئی شعراء حضرات نے تخلص میگ کی وضاحت طلب کی جن میں سے خاص میرے واجب التعظیم استاد جناب جے آر پول ؒ تخلص نادر۔ مکرمی جناب ڈی اے

ہیریسن۔ قربان۔ کرم فرما جناب ہینری۔ ولیم ابراہام۔ تما میرٹھی۔ عزیزم مکرمی جناب جوزف انور متخلص آنور صاحب نے بھی رسالہ "شانِ ہند" دہلی جون ۱۹۸۵ کا ہے۔ اپنے مضمون زیرِ عنوان "کل ہند مسیحی اردو مصنفین ایسوسی ایشن کی الہ آباد کے مشاعرہ اور کانفرنس کی سرگذشت برگشتہ صفحہ ۲۶ پر ہے۔ وہ بھی لفظ میگ کے درپردہ وضاحت کے طالب ہیں: مذکورہ بالا اول تین کرمفرماؤں کو جواب دے چکا ہوں۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ میں اپنے تخلص میگ کی وضاحت اپنی مثنوی "باغِ عدن" میں بھی کر دوں۔ تاکہ ہر قاری میرے تخلص میگ کو بخوبی سمجھ لے۔ کیونکہ یہ اردو شعراء کرام اور اردو دان حضرات کے لئے بالکل نیا تخلص اور اس پر روشنی ڈالنا میرا عین فرض ہے تاکہ غلط فہمی اور غلط تصورات دور ہو جائیں اور اسکے معنی بھی معلوم ہو جائیں۔

لفظ میگ کیونکہ لاطینی اور یونانی زبان کا ہے اس لئے اس کا مصدر میگس ہے (MAGUS) اور میگ کے معنی بائبل لغات میں "عاقل مجوسی یا نجومی" کے ہیں؛ چیمبرز ڈکشنری۔ انگلش ہندی میں میگ کے معنی جیوتشی کے ہیں اس لئے میگ تخلص اختیار کیا جو کہ چھوٹا۔ با معنی اور مختصر نام بھی ہے۔ اور بزرگوں کی یاد سے وابستہ بھی۔

دوسرا نام مبزر (MIBZAR) ہے جس کے معنی بائبل لغات میں پناہ گاہ کے ہیں۔ بائبل مقدس میں جتنے نام آئے ہیں وہ سب با معنی ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ (انگریزی میں MOSES) معنی پانی سے نکالا ہوا۔

میگھ جو ہندی لفظ ہے جس کے معنی بادل یا بارش کے ہیں کا میگ سے کوئی تعلق نہیں ہے

ایسے ہی محترم فرانسس ویلنگڈن FRANCIS WELLINGDON

متخلص ڈینس: ڈینس فرنچ لفظ ہے۔ جس کے معنی بائبل لغات میں:
پادری یار وحانی شخص کے ہیں۔ اختیار کیا ہے۔

اردو زبان اتنی میٹھی اور پُر اثر ہے کہ ہر قوم و ملّت یعنی (مسلم، ہندو
عیسائی (مسیحی) سکھ، پنجابی وغیرہ) نے اسے اپنایا ہے۔ ہندوستان
کے گوشے گوشے میں اردو کے شاعر پائے جاتے ہیں۔ جو بڑی عزت کی نظر
سے دیکھے جاتے ہیں۔ ۹۹ فیصدی شعراء حضرات کے تخلص اردو زبان
کے ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے اکثر تخلص ٹکرا جاتے ہیں۔ اکثر ایسا دیکھا
گیا ہے کہ مبتدی اور قادر الکلام شاعر کا تخلص ٹکراجاتا ہے تو مبتدی
شاعر مشہور و معروف کے کلام سے سرخ رُو ہو جاتا ہے اور قادر الکلام
شاعر کو مبتدی شاعر کے کلام کی وجہ سے نیچا دیکھنا پڑتا ہے۔ اس
لئے جہاں تک ممکن ہو تخلص ایسا ہونا چاہیئے۔ جو ٹکرائے نہیں اور قوم
اور ملّت کی طرف بھی ہلکا سا اشارہ کرتا ہو تاکہ قاری اور سامعین حضرات
حقیقی شاعر سے دوچار ہو سکیں۔ اور یہ بات بھی پائے تکمیل تک پہنچ
جائے کہ اردو زبان نے ہر قوم و ملّت کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ اس لئے
ہر قوم اس کی ترقی اور زندہ رکھنے کے لئے کوشاں ہے۔ ایک لطیفے سے
لطف اندوز ہوئیے:

ایک مشہور لطیفہ ہے کہ کسی نے اسدؔ شاگرد سوداؔ کے اس شعر
کو غالبؔ کا شعر سمجھ کر بہت سراہا ہے

اسدؔ اس جفا پر بتوں سے وفا کی
مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

جناب غالبؔ نے سنا تو یہ فرمایا:

"صاحب جس بزرگ کا یہ مقطع ہے اس پر بقول اس کے رحمت خدا کی اور اگر میرا ہے تو مجھ پر لعنت ۔ ۔ ۔ اسد اور شیر، بُت اور خدا۔ جفا اور وفا۔ میری طرزِ گفتار نہیں۔"

اُسی دن سے مکرمی جناب اسد اللہ خاں صاحب نے اپنا تخلص بدل لیا اور غالب رکھا۔

ماخوذ از غالب نمبر، فروغ اردو صفحہ ۲۰۹

دیباچہ

مقدّس بائبل یعنی عہدِ عتیق اور عہد جدید ایک بڑی عجیب و غریب حقیقت کا مجموعہ ہے جس کو خدا کی ہدایت کے مطابق وقتاً فوقتاً نبیوں نے لکھا ہے۔ مقدّس پیدائش کی کتاب سے لیکر مقدّس مکاشفہ کی کتاب تک خدا کے احکام اور حقیقت ہی حقیقت ہے اور لازوال محبّت اور نجات کا سر چشمہ صدیوں سے مقدس بائبل پڑھی جا رہی ہے۔ وہ ہر ایک پڑھنے والے کو ہر وقت نئی۔ پُراثر۔ دلچسپ لگتی ہے۔ دل اس کے پڑھنے سے بھرتا نہیں طبیعت اس کے پڑھنے سے گھبراتی نہیں بلکہ قاری کو دائمی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس کے مطالعہ سے غیر مسیحیوں کی زندگیاں تبدیل ہوگئیں اور انہوں نے باخوشی بغیر کسی دباؤ۔ لالچ کے دل سے خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا اور اپنی شخصی گواہی اور نیک چالچلن سے دیگر بھائیوں کو بھی مسیحی کلیسیا میں شریک کیا۔

اس سائنس کے زمانہ میں جبکہ نئی ایجادیں روز بروز وقوع میں آرہی ہیں اور بشر خدا کی طرف سے منحرف ہوتا جاتا ہے۔ تو اس بیسویں صدی میں جو سائنسی ہے۔ بائبل کی حقیقت کو دہرانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ زندہ واحد خدا اور خداوند یسوع مسیح کو جانیں۔ کلام خدا کو پڑھ سکیں اور فیضیاب ہوں۔

مقدّس بائبل کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ قریباً ۱۶۰۰ (ایک ہزار چھ سو) زبانوں سے بھی زیادہ زبانوں میں چھپتی ہے اور مسیحی اور غیر مسیحی کے ہاتھوں میں جاتی ہے۔ لاکھوں کاپیاں ہر سال مفت تقسیم کی جاتی ہیں اور بہت ہی کم

قیمت میں سمجھی بھی جاتی ہے۔ لیکن اس بات کا افسوس ہے کہ بہت کم لوگ اس کو توجہ سے پڑھتے ہیں۔ مسیحی گھروں میں بھی آج کل بائبل کا پڑھنا مفقود سا ہو گیا ہے۔ بچے، جوان۔ بزرگوار بھی اس کی تلاوت کبھی کبھار ہی کرتے ہیں اور خدا سے دن بدن دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان مُردہ دلوں کو پھر سے زندہ کرنا اور بائبل کی تلاوت کی طرف راغب کرنا ہمارا عین فرض ہے۔

آجکل کے بچے۔ نوجوان۔ بزرگوار بھی بائبل کے ہیروں سے بالکل ناواقف ہیں جبکہ ان کے باپ دادا۔ بائبل کے ہیروں سے بخوبی واقف تھے۔ ان کے ہیرو! حضرت دانی ایل۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضرت ابراہام خلیل اللہ، خداوند یسوع مسیح نجات دہندہ۔ مقدس پولوس وغیرہ تھے برعکس اس کے آج کل کے بچوں، نوجوانوں، بزرگوں کے بھی ہیرو (HERO) راجیش کھنہ، پدمنی کولہاپوری، امیتاب بچن، وحیدہ رحمان وغیرہ ہیں۔ وہ خداوند یسوع مسیح کے بیش قیمت لازوال پیار کو نہیں جانتے اور وہ اس دائمی پیار کے خزانے کو بھولے بیٹھے ہیں۔ اس سے میرا مطلب کسی پر الزام لگانا نہیں ہے۔ یہ نئی زمانہ کی رفتار ہے جس سے مسیحیوں کو بچنا لازمی اور ضروری ہے۔

اس دور اور مذکورہ بالا باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ ناچیز نے دنیا کی پیدائش سے لے کر خداوند مسیح کی سوانح حیات، صلیبی عید الظفر عید صعود۔ آمد ثانی کا ذکر مثنوی کی شکل میں بہت ہی سہل الفاظ میں جہاں تک ممکن ہو سکا کیا ہے۔ جو بچوں، جوانوں۔ بزرگوں کو لئے یکساں دلچسپ ہے کیونکہ ہر مسیحی ان واقعات سے اچھی طرح واقف ہے مثنوی کے اشعار ایک دو مرتبہ پڑھنے سے ہی ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ جس سے بائبل کی تلاوت بھی ہو جاتی ہے۔ قومی ارتقا۔ دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔ مثنوی کا

مقصد ہے کہ مسیحی اور غیر مسیحی واحد خدا اور زندہ خداوند یسوع مسیح کی
لامحدود محبت. قربانی. فدیہ جو اس نے سولی پر گنہگاروں کیلئے دیا سمجھیں
اور نیک دلی سے توبہ کر کے خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول
فرمائیں اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کریں۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ مناجات ہے جس میں خداوند یسوع مسیح
اور خدا کی تمجید و حمد کی گئی ہے جس سے خدا اور خداوند یسوع مسیح
جلال پائے۔

آمین ثم آمین
پیار آگیت
میکٹ اجمیری

نوازشات

مکرمی جناب ڈی اے ہیریسن قربان وقارِ سخن ایم اے انگلش۔ بی ٹی
ایم اے (اردو) منشی کامل (فارسی) اعلیٰ قابلیت (اردو) معلّم انگلش۔ جنرل
سیکریٹری کل ہند مسیحی اردو مصنفین سہارنپور رقمطراز ہیں:

مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۸۴

مکرمی بیگ صاحب! تسلیمات

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ مجھے یہ معلوم کرکے بہت مسرت ہوئی کہ آپ اپنے کلام کا کچھ حصہ مع ایک مثنوی شائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں آپ کے ہمت کی داد دیتا ہوں۔ میں نے اب تک آپ کی غزلوں سے حظ اٹھایا ہے۔ اب آپ کی مثنوی نظر سے گذری تو ایک گونہ مسرت ہوئی۔ اصنافِ سخن میں مثنوی دشوار صنف ہے۔ مثنوی کہنے میں بیک وقت کئی باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے جس میں تسلسل و ربط، واقعات کا انتخاب اور الفاظ کی نشست۔ آپ نے اپنی مثنوی میں بہت زیادہ اختصار سے کام لیا ہے جس وجہ سے بائبل سے ناواقف قاری کو سمجھنے میں دقّت ہوگی اور واقعات کا تسلسل بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ بہرحال آپ کی اس کوشش پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

آپ کا کلام قابلِ قدر ہے۔ اس میں بعض اشعار بہت دلکش ہیں۔ مجھے خصوصیت کے ساتھ یہ اشعار بہت پسند آئے ؎

جب سُنی آوازِ حق گھبرا گئے — رب کے آگے آنے سے تھرا گئے
تھے قدم ان کے جو لرزیدہ بہت — بولے رب سے ہم ہیں شرمندہ بہت

طوفانِ نوح کو ان دو اشعار میں بہت خوبصورت طریقے سے پیش کیا ہے ؎

اس کا بھڑکا ان پہ پھر ایسا غضب — آب میں تھے غرق سلسلے یے ادب
بچ گیا بس نوح کا اک خاندان — تھیں سفینے میں بچیں وہ ساری جان

ولادتِ مسیح

تھا لباسِ ابنِ مریم نور کا — پیکرِ خاکی میں حق مستور تھا

صفاتِ مسیح

ہر مریضِ جاں بلب سے بات کی — زندگی بخشی کسی کو آنکھ دی
اس نے دی مردہ دلوں کو جان بھی — راہِ حق کی دی انہیں پہچان بھی
زندگی بدلی کرشمہ دیکھئے — شانِ انصافِ مسیحا دیکھئے
اس قدر اس نے کیا سب کا بھلا — کہہ اٹھی دنیا محبت کا خدا

گیتسمنی

دور وہ ان سے ہوا بہر دعا — آنکھ تر تھی، دل پریشاں غم زدہ

مثنوی کے علاوہ جو کلام شامل کتاب ہے اس میں یہ اشعار بہت خوب ہیں

روئے جلالی:

؎ خونِ دل آنکھوں سے میری ہو کے پانی بہہ گیا
وائے بیزاری کلیجہ منہ کو آکے رہ گیا

قیامت پر قیامت

جی اٹھا ہے ابنِ مریم قبر خالی دیکھئے
چشمِ بینا سے اجل کی خستہ حالی دیکھئے
روشنی کو سمجھے ظلمت جبر کے جی اٹھنے کو وہم
عقل کے ماروں کی آشفتہ خیالی دیکھئے

نمونۂ زبانِ معتبر

اٹھو دیکھو جہان روشن ہوا نورِ حقیقت سے
مسرت سے اذاں دینے لگا مرغِ سحر پہلی

جلوہ گری

نہ پیمانِ وفا تجھ سا۔ نہ وصفِ دلبری تیری
کرے کیا خاک اُلفت میں کوئی بھی ہمسری تیری

اعجاز

ہر طرف سنتا ہوں میں آہٹ تری — ہر خموشی میں تری آواز ہے

آپ کے اس مجموعے کی اشاعت کو میں کل ہند مسیحی اردو مصنفین ایسوسی ایشن کی ایک اور اہم کامیابی خیال کرتا ہوں۔ ابھی جناب نحیف دہلوی کا مجموعۂ کلام "آوازِ دل" شائع ہوا ہے اور اب آپ کا کلام۔ خدا کا شکر ہے کہ مسیحی شعراء اب میدانِ ادب میں تیز قدمی کے ساتھ بڑھ رہے ہیں۔ خدا کرے اس قسم کے اور مجموعے زیورِ طبع سے آراستہ ہو سکیں۔ خدا آپکو کامیابی اور سربلندی عنایت کرے۔ آداب

دعاگو قربان

جنرل سیکرٹری کل ہند مسیحی اردو مصنفین ایسوسی ایشن۔ سہارنپور

مکرمی جناب پی۔ ای۔ باورڈ صاحب ایم اے (انگلش) ایم اے (ہسٹری) ایم اے (اردو) علیگ کامل (فارسی) ادیب کامل (اردو) رقمطراز ہیں:

میک صاحب کی مثنوی و مناجات و ثنا پر میرے تاثرات

میک صاحب کی یاد آوری کا میں ممنون ہوں۔ آپ نے خادم کے غریب خانے پر آکر اپنی مذہبی مثنوی، مسیحی غزلیں اور قطعات سے روشناس کیا اور

مجھ سے اپنے کلام پر نقد نظر کے جائزے لینے کی استدعا کی :
یوں تو قربان صاحب نے آپ کے کلام پر کافی روشنی ڈالی ہے اور تعمیری تنقید و نظریہ سے آپ کی ہمت کی داد دی ہے۔ قربان صاحب خود ایک مستند استاد ہیں اور مسیحی شعراء میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ جو کچھ انہوں نے آپ کے کلام پر وضاحت کی ہے خلوص سے کی ہے۔

عدیم الفرصتی کے باعث میں ایک طویل تبصرہ کرنے سے گریز کروں گا اور کوشش کرونگا کہ محاسن کلام میگ کا صحیح جائزہ لوں۔

یہ کہنا بجا ہوگا کہ میگ صاحب شعر و سخن کی دنیا میں ایک روشن ستارے ہیں جن کی شاعری کی جگمگاہٹ سے کئی شعراء نے تاریکی سے نکل کر روشنی میں قدم رکھا ہے اور موجودہ دور میں بھی وہ اچھے اور مقبول شاعروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ میگ صاحب کا کلام آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔

آپ بطور ایک لے مین (LAY-MAN) بائبل کے جیّد عالم ہیں۔ ان کی اس قابلیت کی داد دیتا ہوں۔

مثنوی کے باب میں آپ نے بہت اختصار سے کام لیا ہے۔ جو بائبل سے ناواقف حضرات کی تشنہ لبی کو دور نہیں کر سکتا۔ بہر حال مثنوی بہت خوب ہے۔ محاسن کلام میگ کا کم و بیش نظریہ حاضر خدمت ہے

بائبل ایک ضخیم کتاب ہے جس کی نثر کو نظم میں ڈھالنا ایک کارِ مشکل ہے۔ یہ ہر کسی شاعر کا کام نہیں ہے۔ تاہم آپ نے بائبل کے دونوں عہد ناموں کے حقائق کا مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ کی مثنوی ایک لاجواب شے ہے۔

مثنوی پر نظریہ

طوفانِ نوح

طوفانِ نوح کے سلسلے میں آپ نے زیادہ وضاحت نہیں کی جس سے ناواقف حضرات مبرّا رہ جائینگے۔ بہرکیف یہ دو اشعار قابلِ تعریف ہیں ؎

اُس کا بھڑکا ان پہ پھر ایسا غضب — آب میں تھے غرق سارے بے ادب
بچ گیا بس نوح کا اک خاندان — تھیں سفینے میں بچیں وہ ساری جان

قربانیِ اضحاق

قربانیِ اضحاق کا مثنوی میں بیان کرنے سے بیگ صاحب نے ساری دنیا کے اردو پہ بڑا احسان کیا ہے۔ یہ ایک زبردست حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ حضرت ابرہام نے کوہ موریا پر حضرت اضحاق کی قربانی چڑھانے کا قصد کیا اور اس کو چھُری سے ذبح کرنا چاہا۔ دریں اثنا خدا کے مقرب فرشتہ کی بلند آواز نے ایسا کرنے سے باز رکھا۔ دنیا میں کافی تعداد ایسے افراد کی ہے جو حضرت اضحاق کی جگہ حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے قائل ہیں لیکن بائبل شریف میں حضرت اضحاق کی قربانی کا بیان ہے۔ خدا کے حکم کی تعمیل کرنا ابرہام کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے کی محبت سے بڑھ کر تھا۔

ذرا ان اشعار کو دیکھئے ؎

لکڑیاں اس نے چُنی دستور سے — رکھ دیا اضحاق اس پر باندھ کے
لی چھری پھر ذبح اس نے اٹھا — دی فرشتے نے صدا - ابرہاما
دیکھ لی تیری محبت تیز تیغ — نہ کیا اکلوتے کو مجھ سے دریغ

دس احکام

دس احکام کا انکشاف ایک بہت اہم بات ہے در اصل دس احکام ہی شریعت خدا کی محبت و سیرت کا اظہار ہے جو لا تبدیل ہے شعر ملاحظہ ہو

آج تک موجود ہیں احکام دس ہے بنا یہ دین حق کی اور بس

مسیح کا پہاڑی واعظ

اپنے پہاڑی وعظ میں خداوند یسوع مسیح نے پرانے عہد نامہ کی شریعت کی وضاحت کی ہے۔ آپ کی ایک مشہور و معروف تعلیم کو مثنوی میں اس طرح پیش کیا گیا ہے ؎

تو طمانچہ کھلکے بھی ہو نہ خفا پھیر دے تو گال اپنا دوسرا

ہے غلط اس کو سمجھنا بزدلی اس میں طاقت لاکھ گھوڑوں کی چھپی

دے دیا اس نے حلیمی کا سبق عاجزی اور انکساری کا سبق

نوٹ: مہاتما کرم چند گاندھی نے اپنی کتاب میں اسکا ذکر کیا اور اسکو عملی جامہ پہنایا بدلہ نہ لینے کے بارے میں خداوند یسوع مسیح کے علاوہ کسی نے کبھی نہیں فرمایا۔ اور نہ اس کی تلقین کی۔ مابعد آنے والوں نے اس اصول کی تقلید کی۔ خداوند یسوع مسیح خود اس تعلیم و اصول کے موجد ہیں جو محبت پر مبنی ہے یوں تو کل پہاڑی وعظ غور طلب ہے۔

پاؤں دھونے کی رسم

آجکل یہ حلیمی و فروتنی کو ظاہر کرنیوالی رسم دنیائے مسیحیت سے تقریباً مفقود ہے۔ میگ صاحب نے اس رسم کی حقیقت پر روشنی ڈال کر مسیحی دنیا پر بڑا احسان کیا ہے۔ شعر پیش خدمت ہے ؎

پاؤں شاگردوں کے دھوئے آپ نے بیچ خدمت کے یوں لوئے آپ نے

آثارِ قیامت از خداوند یسوع مسیح

بائبل کی سب سے مقدم اور اہم تعلیم خداوند یسوع مسیح کی دوسری آمد ہے۔ آثارِ قیامت سے مسیح کی آمد ثانی کے وقت کی پہچان ہو سکتی ہے۔ آمدِ ثانی مسیح مسیحیوں کے ایمان و امید کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اگر مسیح کی دوسری آمد کو بائبل کی تعلیمات سے خارج کر دیا جائے تو مسیحی دنیا تاریک اور ظلمت کا شکار ہو جائے گی اور خوف و ہراس، خوشی اور اطمینان کی جگہ چھین لینگے۔ یوں مسیحیوں کی امیدِ نجات پر پانی پھر جائیگا۔ خدا کا شکر ہے کہ بائبل شریف مسیح کے آمدِ ثانی کی پیشگوئیوں سے بھرپور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کل بائبل میں ڈھائی ہزار (2500) دفعہ مسیح کے آمدِ ثانی کا بیان ہے جس بات کا بار بار بیان کیا جائے۔ وہ ایک بڑی اہمیت بن جاتی ہے۔ آثارِ قیامت کو نظم میں یوں بیان کیا گیا ہے ؎

ایک دن چیلوں نے پوچھا محترم
کیا قیامت کے نشاں ہیں۔ شہ اُمم
اس طرح چیلوں سے وہ گویا ہوا
تم نے جو پوچھا ہے یہ اچھا کیا
رنگ بدلیگا جہاں کا اس قدر
ہو گا برگشتہ خدا سے ہر بشر
آسماں کی طاقتیں ہل جائینگی
چاند سورج بھی نہ دیں گے روشنی
آسماں سے گر پڑیں گے تارے سب
جان لیوا ہر مصیبت ہو گی تب
ہو نگے برپا سینکڑوں جھوٹے نبی
جھوٹ ان کا دین ہو گا۔ مطلبی
خود خدا بن جائیں گے وہ اور مسیح
تم نہ ان کو ماننا اپنا شفیع
تم نہ گھبرانا مگر ہو کے کھڑے
دیکھنا سوئے فلک چھوٹے بڑے
یہ قیامت کی نشانی سرسری
آئے گا پھر شفاعت ناصری

صلیبی منظر

صلیبی منظر سب واقعات سے زیادہ دلخراش اور دردناک ہے۔ لیکن اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے جاں بحق ہونے سے پہلے ایک ڈاکو بچا لیا اور اسے نجات کا حقدار بنایا۔ یہ صلیبی منظر کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ دو شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

فردِ عصیاں کاٹ میری رحم کر　　اپنی شاہی میں مجھے تو یاد کر
یوں مسیحا نے کہا تو یہ کہ ہاں　　آج ہی سے خلد ہے تیرا مکاں

کلماتِ صلیب

مسیح کو اذیت پہنچا کر صلیب دینے والے ظالموں کے حق میں آنخداوند نے خدا باپ سے انہیں معاف کرنے کی درخواست کی۔ مسیح کا اپنے ستانے والوں اور مصلوب کرنے والوں کیلئے ایسا عمدہ رویہ تھا جو بے مثال ہے۔

یہ شعر غور فرمایئے ؎

یہ پہلا کلمہ دشمنوں کے حق میں تھا　　اے خدا بخش دے ان کی خطا

خداوند یسوع مسیح کی موت

اشعار ذیل خوب ہیں ؎

کہہ اٹھے رومی سپاہی بے خطر
ہے خدا کا ہاں یہی لختِ جگر
نہ کسی شاہ و نبی کی موت پر
نہ رسول و انبیاء کی فوت پر
گو مرے ہیں سینکڑوں اہلِ صفا
ماجرا ایسا نہ دیکھا نہ سُنا

اب سناؤں۔ مناجات اور قطعات کے بارے میں

خدا مجاز میں

دو اشعار قابلِ تحسین ہیں ؎

ہے عجب وفا یہ مسیح کی کہ جو کل تھی آج بھی ہے وہی
اور رہے گی دیکھنا تم باخدا یہ بدل نشیب فراز میں

تو مرے گناہوں پہ کر نظر۔ تو فردِ عصیاں کو کاٹ دے
تیرا بندہ نذر چڑھائے کیا تری شان بندہ نواز میں

ساقیِ آبِ بقا

ساقیِ آبِ بقا کے چار اشعار قابلِ قدر و قیمت ہیں ؎

فعل سے۔ گفتار سے۔ الفت سے اور برداشت سے
ذاتِ باری کو عیاں تو نے مسیحا کر دیا

یہ بھی اک اعجاز ہے تیرا شہیدِ کلوری
جس نے توبہ کی اسے حق کا شناسا کر دیا

بندۂ کامل ہیں ہم کو لغزشوں سے کام کیا
جزو کو شامل کل میں جب تو نے مسیحا کر دیا

بیشک وہ پردہ نشیں ہے ذرّے ذرّے سے عیاں
اک جہاں حیرت میں ہے کیسا یہ کچھ تماشا کر دیا

جمالِ ندیم

دو اشعار بہت خوب ہیں ؎

تو ذرا سمجھ سے تو کام لے جو خدا کے نام پر مر مٹے
انہیں موت کیا ہے حیات ہے، انہیں ہجر کیا ہے وصال ہے

وہ بدل دے کافر سخت کو، وہ بہشت تو یہ بخش دے
یہ اثر ہے اس کی نگاہ کا۔ وہ زباں کا اس کی کمال ہے

اعجاز

یہ شعر خوب ہے ؎

ہر طرف سنتا ہوں میں آہٹ تری ہر خموشی میں تری آواز ہے

اچھا کیا

اس کے دو اشعار تعریف کے قابل ہیں ؎

ہے شہیدِ گلوری کا معجزہ دشمنوں کے دل میں گھر پیدا کیا

وہ جمالِ دوست میں تھی دلکشی آئینہ حیرت سے منہ دیکھا کیا

قطعات

دین و ایمان

یہ سب اشعار تعریف و تحسین کے مصداق ہیں ؎

ترس کھاؤ یتیموں پر۔ مریضوں پہ۔ غریبوں پر
کرو تم غور اس پہ۔ یہ صدائے سوختہ جاں ہے

خدا کی شان ہے کثرت میں وحدت ہے
جو شاہد اس کی ہے عیسیٰ کی طاعت ہے
جو دل کے پاک ہیں اے میگ کیا کہنا!
انہیں حاصل حقیقی قربِ رحمت ہے

جہاں میں میگ دولت ہے نہ حشمت ہے
اگر کچھ ہے تو عزت ہے قناعت ہے
اٹھا پردہ مری آنکھوں سے نفرت کا
تو پھر دیکھا۔ محبّت ہی محبّت ہے

خدا محبت ہے خداوند یسوع مسیح محبت ہے اور انکے بندوں کا مذہب محبت ہے

جمالِ پاک پر نظریہ

جمالِ پاک الفاظ میں

کسی شخص کے نقش و نگار کی خوبی و صاحت کے ساتھ نظم میں بیان کرنا زبادانی کا بین ثبوت ہے۔ میگ صاحب نے خداوند یسوع مسیح کی شکل و صورت کی جیتی جاگتی تصویر کا مفصل تذکرہ اپنی نظم "جمالِ پاک الفاظ میں" میں بدرجہء احسن پیش کیا ہے۔ یوں تو پوری نظم قابلِ تعریف و تحسین ہے۔ مگر چند اشعار لاجواب ہیں مثال کے طور پر یہاں چند اشعار لکھے جاتے ہیں ؎

شکل دلآویز تھی اور قد بلند — تھا تناسب خوشنما ہر دل پسند
بانکپن تھی یا چشمۂ آبِ حیات — جس نے ظاہر کی ہمیں راہِ نجات
تھی نظرِ معصوم میں پاکیزگی — عمر بالغ۔ نوجوانی۔ راستگی
ہاتھ اس کے تھے ملائم بے نظیر — ڈوبنے والوں کے تھے وہ دستگیر
جب چھوئی بیمار نے اس کی قبا — مرضِ مہلک سے ملی اس کو شفا
اس کی شیریں تھی زبان اور پُراثر — روتے آتے ہنستے جاتے نوحہ گر
پاؤں اس کے تیز رَو اور خوشنما — مات کھاتی جس سے تھی بادِ صبا
سرزنش کرتا تھا شاہوں کی طرح
مشورہ دیتا تھا ماؤں کی طرح

احقر پی اسے ہاورڈ

آخر میں میں میگ صاحب کو اس سعی اور کوشش پران کو مبارکباد کہتا ہوں کہ آپ نے بائبل کے حقائق کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ خدا آپ کو سرفراز کرے اور کامیابی کے سہرے سے آراستہ کرے۔ میں یہ بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ میں میگ صاحب کو "ضمیر الحق" کے نام سے نامزد کرتا ہوں۔ آپ قبول فرمائیں۔ آمین

خیر اندیش
بی۔ اے ہاورڈ (ریٹائرڈ پاسبان)
ایس ڈی اے چرچ
اجمیر شریف

مورخہ ۲۴۔۸۔۱۰۔۱۹

مکرمی پروفیسر جناب ساحل احمد صاحب
صدر شعبہ اردو۔ ای سی سی۔ الہ آباد
رقمطراز ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی زندگی اوران کا دائرہ عمل بے پناہ وسعت کا حامل ہے۔ ان کا حلم۔ ان کی مروّت اور نرم دلی ان کی شخصیت کے وہ عظیم جزو ہیں جن سے ان کی پیغمبرانہ شان وعظمت کی نشو ونما میں مدد ملتی ہے۔ خود مذہب اسلام میں ان کی عظمت و توقیر کے ترانے لکھے گئے ہیں قرانِ پاک میں سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ مریم میں ان کی زندگی کے مختلف نشیب وفراز کو بہ تفصیل نمایاں کیا گیا ہے۔ مسلمان اردو شعرا نے بھی ان کی شخصیت کی نوری وحدت کو اپنی شاعری میں جلوہ گر کیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ اسلام انبیائے بنی اسرائیل کے خاتم ہیں۔ ارض گلیل کا مشہور معروف قصبہ "ناصرۃ" آبائی وطن تھا۔ ولادت بیت المقدس میں ہوئی۔ خاندان یوسف بن یعقوب بن ماتان نامی حکیم تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اوران کی پیدائش کے تعلق سے نہ صرف انکی بزرگی ظاہر ہوتی ہے بلکہ حضرت مریم کی حرمت و پاکی اور دینی ریاضت کا نقش بھی منور ہوتا ہے۔ ابنِ مریم، روح اللہ مسیح ومسیحا کے نام سے مذہبی تاریخ آئینہ ہوتی ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم۔ روح اللہ۔ مسیح ومسیحا مسیحائی قم۔ قم باذنی خر عیسیٰ۔ اعجاز عیسوی۔ دم عیسیٰ۔ اعجاز مسیحی۔ فقر مسیح۔ مرغ مسیح۔ سوزنِ عیسیٰ وغیرہ سے انکی شخصیت کا پرتو روشن ہوتا ہے۔

علامہ اقبال کا یہ شعر جس سے مسیحا کی شخصیت، فقر و قناعت۔ رحم و

شفقت کی حقیقتیں واضح ہوتی ہیں۔ یہ شعر قرآن پاک کی حسب ذیل آیت کا اشاریہ ہے:

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ :۔ (ع ۵ / ۱۱۰)

۵ دیکھنے والے سمجھتے تھے دمِ عیسیٰ تجھے
تھی وہ اک موجِ نسیمِ بوستانِ اہلِ درد

مذکورہ بالا الفاظ کا حوالہ بائبل مقدس سے واضح کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ دیگر قاری حضرات اور خاص کر مسیحیوں کو فائدہ پہنچے۔

حضرت یسوع: ملاحظہ ہو مقدس متی کی انجیل ۱ باب ۲۱ آیت۔ یسوع کے معنے۔ کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دیگا۔

حضرت عیسیٰ[۵]: دیکھئے "لغاتِ جدید" صفحہ ۴۹۱ مرتبہ جناب ایم سکندر (مدیر آریہ ورت دہلی) ۱۹۵۲ء: عیسیٰ کے معنی تحریر فرماتے ہیں۔ عیسیٰ عبرانی لفظ۔ مذکر ہے۔ گناہ سے بچانے والا (نجات) ایک پیغمبر کا نام جنہیں خدا نے بغیر باپ کے حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا کیا حضرت عیسیٰ لفظ بائبل میں نہیں آیا ہے لیکن قرآن شریف میں یسوع و عیسیٰ کہا گیا ہے۔

ابنِ مریم: مریم کا بیٹا۔ ملاحظہ ہو: مقدس متی کی انجیل ۲ باب ۱۰ آیت "بچے کی ماں مریم" قرآن شریف میں ابن مریم کہا ہے۔

روح اللہ: دیکھئے۔ مقدس متی کی انجیل ۳ باب ۱۶ آیت۔ اس نے خدا کی روح (روح اللہ) کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا۔ قرآن شریف میں خداوند مسیح کو روح اللہ سے خطاب کیا ہے۔

مسیح و مسیحا - خداوند یسوع مسیح کے القاب ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ مقدس یوحنا کی انجیل ۱۔ باب ۴۱ آیت " اس نے پہلے اپنے سگے بھائی سے مل کر کہا ہم کو خرستس یعنی مسیح مل گیا۔

مسیحائی :- مسیحائی کے معنی ہیں: مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ: دیکھئے مقدس لوقا کی انجیل ۸ باب ۵۳، ۵۲ آیت۔ خداوند یسوع مسیح نے چار دن کے مردہ کو جلایا جس کی لاش سڑ گئی تھی۔ دیگر مردوں کو بھی۔

قم :- قم عربی لفظ صیغہ امر ہے جسکے لغوی معنی اٹھ کھڑا ہونا۔ اٹھ بیٹھ

قم باذنی :- اذن عربی لفظ۔ لغوی معنے ہیں حکم یا اجازت۔ قم باذنی کے معنے ہوئے: حکم کے ساتھ اٹھ کھڑا ہونا۔ دیکھئے مقدس یوحنا کی انجیل ۱۱ باب ۳۲ تا ۴۴ آیت - ان آیات میں لعزر کے مرنے اور جی اٹھنے کا مفصل بیان کیا ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے بلند آواز سے پکارا۔ " اے لعزر نکل آ" جو مر گیا تھا۔ وہ قبر سے نکل آیا دیکھئے مقدس مرقس کی انجیل ۵ باب ۴۱ آیت : ایک لڑکی کو زندہ کرتے وقت آپ نے یونانی زبان میں فرمایا: "تلیتا قومی" جس کا مطلب ہے: "اے لڑکی میں تجھ سے کہتا ہوں" اُٹھ" اور وہ لڑکی زندہ ہو گئی۔ لڑکی بارہ برس کی تھی۔

خرِ عیسیٰ : مقدس ذکریاہ نبی کی کتاب ۹ باب ۹ آیت میں یوں مرقوم ہے: " اے بنت صیہون شادمان ہو۔ اے دختر یروشلم خوب للکار کیونکہ دیکھ تیرا بادشاہ آتا ہے۔ وہ صادق ہے اور نجات اس کے ہاتھ میں ہے وہ حلیم ہے اور گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر سوار ہے بلکہ لادو کے بچے پر۔ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا۔ اور دیکھئے

مقدس متی رسول کی انجیل۔ ۲۱ باب ۱ تا ۱۱ آیت۔ یوں مرقوم ہے:
خداوند یسوع مسیح گدھی کے بچے پر سوار ہو کر یروشلم کو گئے۔ بھیڑ یہ
نعرہ لگا رہی تھی "ابنِ داؤد کی ہوشعنا۔ مبارک ہے وہ جو خداوند کے
نام پر آتا ہے۔ عالمِ بالا پر ہوشعنا"۔ اس کو قرآن شریف میں خرِ علیٰ
کہہ کے واضح کیا ہے۔
ابنِ داؤد بھی خداوند یسوع مسیح کا لقب ہے۔

اعجازِ عیسوی۔ اعجازِ مسیحی: اعجاز کے لغوی معنے ہیں۔ عاجزی۔ ناممکن بات
کو ممکن کر دکھانا۔ اعجازِ عیسوی، اعجازِ مسیحی کے معنے ہیں خداوند
یسوع مسیح کے معجزات جو آپ نے کئے۔ مثلاً مُردوں کو زندہ کرنا۔ گنہ
بخشنا۔ بد روحوں کو نکالنا۔ اندھوں کو آنکھیں دینا وغیرہ۔ دیکھئے
مقدس یوحنا رسول کی انجیل ۵ باب پورا۔ اس کو قرآن شریف میں
اعجازِ عیسوی و مسیحی کہا ہے۔

دمِ عیسیٰ: دم کے معنے ہیں سانس یا زندگی کے ہیں یعنی عیسیٰ زندگی
کا دم ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا "راہ حق
زندگی میں ہوں"۔ ملاحظہ ہو مقدس یوحنا نبی کی انجیل ۱۴ باب ۶ آیت
اس کو قرآن شریف میں "دمِ عیسیٰ" کہہ کے واضح کیا گیا ہے۔

فقرِ مسیح: فقر عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں۔ افلاس۔ فقیری۔ دیکھئے
مقدس لوقا رسول کی انجیل ۹ باب ۵۷ و ۵۸ آیات میں یوں مرقوم
ہے جب خداوند یسوع مسیح راہ میں چلے جاتے تھے تو کسی نے آ کر اُن
سے کہا "جہاں کہیں تو جائے میں تیرے پیچھے چلونگا۔ یسوع نے اسے
جواب دیا۔ "لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے

مگر ابنِ آدم (یعنی خداوند یسوع مسیح) کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" یعنی آپ کا کوئی ذاتی مکان۔ دھن دولت وغیرہ نہیں تھی اس لئے قرآن شریف میں "فقرِ مسیح" کہا ہے۔

مُرغ عیسیٰ[۱۱] : دیکھئے مقدس لوقا کی انجیل ۲۲ باب ۵۴ تا ۶۱ آیات یوں مرقوم ہے۔ مقدس پطرس جو خداوند یسوع مسیح کا شاگرد تھا۔ نے خداوند مسیح سے کہا کہ "میں تیرے ساتھ مرنے کو بھی تیار ہوں"۔ خداوند یسوع مسیح نے جواب دیا کہ "آج مرغ بانگ نہ دیگا جب تک تو تین بار میرا انکار نہ کرے کہ مجھے نہیں جانتا۔ اور ایسا ہی ہوا"۔ حضرت پطرس نے خداوند مسیح کا تین بار انکار کیا۔ مرغ نے بانگ دی۔ اسے خداوند مسیح کی بات یاد آئی۔ وہ زار زار رویا۔ بعد میں خداوند یسوع مسیح کا سچا پیرو ہوا۔ بڑا مناد بنا۔ شہید ہوا۔ اور جب مصلوب ہونے کو تھا تو آپ نے فرمایا۔ "مجھے الٹی صلیب دی جائے یعنی سر او پر کی طرف اور نیچے کی طرف ہوں۔" یوں آپ جاں بحق ہوئے۔ اس لئے قرآن شریف میں مُرغِ عیسیٰ کہا ہے۔

(حاشیہ: نیچے ... پاؤں اوپر)

سوزنِ عیسیٰ[۱۲] : سوزن فارسی لفظ ہے جس کے معنی اردو میں "سوئی" کے ہیں دیکھئے مقدس متی رسول کی انجیل ۱۹ باب ۱۶ تا ۲۸ آیات وہاں یوں مرقوم ہے؛

ایک مالدار نے خداوند یسوع مسیح سے کہا کہ "میں کیا کروں کہ آسمان کی بادشاہی پاؤں" خداوند مسیح نے جواب دیا "اپنا سارا مال غریبوں کو بانٹ دے اور میرے پیچھے ہو لے"۔ دولتمند چپکے سے روانہ ہو گیا کیونکہ بہت مالدار تھا۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں

سے کہا کہ "دولتمند کا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونا مشکل ہے اور پھر کہا" میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا آسان ہے مگر دولتمند کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا بہت مشکل ہے۔" اس لئے قرآن شریف میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اور "سوزنِ عیسیٰؑ" کہا ہے۔

جناب بیگ اجمیری کی تصنیف مثنوی "باغِ عدن" اس سلسلے کی ایک خوبصورت متبرک کڑی ہے انہوں نے اپنے مذہبی مسلک اور عقیدت وطہارت کی تثلیث میں حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ اور تعلیمات کو بہت عمدگی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ چونکہ وہ خود بھی عیسائیت کی توسیع و اشاعت اور تبلیغ میں برسرِ پیکار و عمل رہے ہیں اس لئے کلام میں حرکت و عمل۔ دینی وارفتگی، حلم و مروت۔ امید و یقین اور اخلاقی قدر و منزلت کی نوری شعاعیں روشن و تابندہ نظر آتی ہیں۔

یہ مثنوی حضرت عیسیٰ مسیحؑ کی پیدائش سے لے کر ایثار و قربانی تک کے واقعات اور تعلیمات پر مشتمل ہے اور جس طرح انہوں نے مختلف واقعات حسنہ کو مربوط و منضبط رکھتے ہوئے مسیحی تعلیمات کو اجاگر کیا ہے اس سے صلابت اور محبت ظاہر ہوتی ہے۔ مختلف مذہبی اور تاریخی واقعات کو مناسب تلمیحوں کی مدد سے اجاگر کیا ہے۔ خاص طور پر حواشی بے حد قیمتی ہیں۔ انہوں نے اپنے شعری اسلوب کی مدد سے شعریت کو محفوظ و برقرار رکھا ہے ورنہ عام طور پر ایسے موضوعات کی احاطہ بندی میں شعریت مفقود ہو جاتی ہے جس سے عام قاری کو استفادہ کرنے میں دقت محسوس ہوتی ہے حالانکہ بعض مواقع پر اختلاف کی گنجائش نکلتی ہے۔ مگر مذہبی مجادلہ سے

قطع نظر اس کتاب کو مسیحی نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ اور جس طرح میگ صاحب نے اپنی مذہبی فکر و تفکر کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ مثنوی "باغ عدن" تصنیف کی ہے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ حالانکہ قبل اس کے لیٹر این ڈسنی رونق لکھنوی اے بی فلپ صابر اکبر آبادی ریحانی لکھنوی۔ گریفن جونز شرر وغیرہ نے بھی گہرافشانی کی ہے۔

فن و شاعری کی رو سے کلام کا جائزہ نہ لے کر صرف میں نے یہ ملحوظ رکھا ہے کہ انہوں نے نفس موضوع کے ساتھ انصاف کیا ہے یا نہیں چنانچہ اس موضوع کی مذہبی نوعیت اتنی اعلیٰ و ارفع ہے کہ ہر شخص کی کامیابی مشتبہ ہو سکتی ہے۔ مگر میگ صاحب نے واقعات کے تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے اور تلمیحی صفات کو اجاگر کرنے میں حدِ ادب کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ خاص طور پر درج ذیل اشعار میں عالمی سطح کی محبت۔ یگانگت اور رواداری کے سحر فانہ چراغ روشن ہیں۔

جمالِ پاک انفاظ میں

سرزنش کرتا تھا شاہوں کی طرح
مشورہ دیتا تھا ماؤں کی طرح

انتقام

دے دیا اس نے حلیمی کا سبق — عاجزی و انکساری کا سبق

اچھا کیا

وہ جمالِ دوست میں تھی دلکشی — آئینہ حیرت سے منہ دیکھا کیا

عیب جوئی

دل سے اپنے عیب کی زنجیر کھینچ — پہلے اپنے آنکھ کا شہتیر کھینچ

قطعہ

اٹھا پردہ مری آنکھوں سے نفرت کا تو پھر دیکھا محبت ہی محبت ہے

۴-۱۰-۱۹

دستخط:- پروفیسر ساحل احمد
صدر شعبہ اردو ای بی سی
الہ آباد

کرم فرما جناب ہنری ولیم صاحب تمامیرٹھی ایم۔اے ادیب ملت جنرل سیکرٹری آل انڈیا اردو رائٹرز گلڈ۔ اندور۔ جنرل سیکرٹری آل انڈیا ٹی وی ریویورز ایسوسی ایشن۔ اندور۔ نائب صدر اسلامیہ کریمیا پوسٹ گریجویٹ کالج۔ بزم اردو فارسی و غزل۔ اندور۔ ایڈیٹر مسیحی دور۔ اندور۔ ایڈیٹر انجیلن ٹائمز لیوٹن۔ انگلینڈ۔ رقمطراز ہیں: ۱۳ر اگست ۱۹۸۵

احوال واقعی

کسی زمانے میں مجھے یہ شرف بھی حاصل تھا کہ جناب فلیپس بیگ اجمیری میرے استاد بھائی تھے۔ یہ شرف مجھے کم دن ہی حاصل رہا۔ اردو ادب کے افلاطون۔ اردو شاعری کے ارسطو اور اردو علم کے سقراط جناب جان رابرٹ پال نادر شاہجہانپوری جنہیں ان کی حیات میں ہی ملٹن ہند، ابوالخیال۔ ابوالاثر۔ ابوالمحاورہ جیسے درجنوں خطابات سے نوازا گیا تھا۔ ان کے اشعار تو میرے لئے سرمایۂ نازش ہیں ہی مگر ان کے تخصیصی خطوط اردو علم و ادب کے بیش قیمت خزانے سے کم نہیں۔ حضرت استاد خلد آشیانی

سے شخصی ملاقات کا شرف مجھے حاصل نہیں رہا۔ مگر ان کے خطوط نے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ اپنے ایک خط میں انہوں نے اپنے تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں جناب فلپس میگ احمیری کو مناسب و موزوں درجہ عنایت کیا ہے۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ میگ صاحب سے بھی الہ آباد کے بین الاقوامی مشاعرے میں محض ایک بار ہی برائے مشاعرہ میری رسمی ملاقات ہو پائی ہے۔ نادر صاحب کو میگ احمیری عزیز تھے۔ میگ صاحب کی فرمائش ہوئی کہ ان کی منظوم کتاب "باغ عدن" پر میں بھی اپنے تاثرات قلمبند کروں۔ استاد کا وصال ہو چکا ہے۔ ان کی جانشینی کا شرف مجھے حاصل ہے۔ میگ صاحب حضرت استاد کو عزیز تھے۔ میگ صاحب کا حکم مجھے عزیز ہے۔ چنانچہ تعمیلِ حکم اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں۔

کلامِ مقدس عہد عتیق اور نئے عہد نامے کا مجموعہ ہے۔ کائنات کے خلق کئے جانے سے لیکر قیامت تک کا ذکر اس میں ہر تفصیل سے موجود ہے۔ پہلا آدم جب خلق ہوا باغ عدن میں رکھا گیا۔ ابلیس اور فطرتاً کمزور حوا کے بہکانے پر آدم سے وہ گناہ مرتکب ہو گیا۔ جس کی پاداش میں باغِ عدن ان سے چھین لیا گیا اور دنیا کے ریگزار مصائب میں بنی آدم آج تک بھٹک رہے ہیں۔ اس گہرے تاریکی کے دور میں خداوند مسیح یسوع امید کی شعاع بن کر نمودار ہوئے اور انسانی نجات کی گمشدہ کڑیوں کو جوڑ گئے۔ یہ ہم خالق اور منحرف مخلوق میں پھر سے رشتہ محبت کی تجدید کر گئے۔ دنیا والوں کے نزدیک شاید یہ اتنا بڑا جرم ہوا کہ اسکے لئے خداوند یسوع مسیح کو مصلوب کرنا جرم کی پاداش کیلئے ناگریز تھا بہر حال خداوند مسیح کو جسمانی اذیت دیکر بظاہر موت کی نیند سلا دیا گیا

مگر وہ تیسرے دن خود اپنی پیشینگوئی کے مطابق زندہ ہو گئے اور لوگوں کے
ہجوم کی آنکھوں دیکھتے آسمان پر صعود فرما گئے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے
یہ ایک فرد کی تاریخ ہے۔ اس فرد کی تاریخ جس میں کئی تاریخیں جذب ہو چکی
ہیں۔ کلامِ مقدس میں بنی نوع انسان کی سیاسی اور سماجی تاریخ موجود ہے
اس میں حصول نجات کے متعلق مختلف بشری جدوجہدوں کا مرقع موجود
ہے۔ مختلف ادوار میں انسانی نسلیں گناہوں کی غلامی سے رستگاری کے ٹراؤ
سے نجات کی آزادی کی منزل تک مائل بہ سفر رہیں۔ انمیں روحانی احساس بیدار ہو کر فروغ پاتا
رہا۔ انسانی قافلے قدرت کے فضائل سے شاداب ہوتے رہے۔ روحانی ارتقا
کے حصول کیلئے انسانی جذبوں میں شدت پیدا ہوتی رہی۔

میگ صاحب کا یہ اعجازِ فن ہے کہ انہوں نے مسیحی تلمیحات کو
مخصوص دور کے مقامی رنگ و فضا میں اپنے اشعار کے ذریعہ ایسے پُراثر
آہنگ میں سمو دیا کہ نہ صرف آبائے روحانی مختلف النوع شخصیتوں کے
تمام تر اوصاف کا ذکر ہی ہو گیا۔ بلکہ میگ صاحب کے کمالِ سخنوری نے
فضا سازی کا کام بھی کر دیا۔ بارِ عصیاں سے لدے ہوئے سر بزانو گنہگاروں
کی بے مائگی اور بے بسی کا احساس، گنہگاروں کے دل میں روحانی بیداری
کی خواہش میگ صاحب نے کافی موثر طور پر بیان کی ہے

زبان اور بیان کے اعتبار سے میگ صاحب کی شاعری میر تقی
میر اور لکھنؤ اسکول کا حسین سنگم ہے۔ میر تقی میر کے اول وارث حضرت
استاد ابوالخیال نادر شاہجہانپوری سے میگ صاحب کو شرف تلمذ
حاصل رہا۔ چنانچہ میگ صاحب کے کلام میں کئی جگہ میر کے ۷۲ نشتروں
والا روائت بھی ملتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ نواب جعفر علی خاں اثر

لکھنوی کے جانشین ریحانی لکھنوی (عزت مآب ایس ایس ہینین ریحانی لکھنوی) سے بھی میگ صاحب مشورۂ سخن فرماتے رہے لہذا میگ صاحب کے کلام میں لکھنوی زبان کی شگفتگی اور شائستگی بھی موجود ہے۔ کہیں کہیں ان کے کلام میں آتش کی رندی۔ بیباکی اور بانکپن بھی جھلک اٹھتا ہے۔ میگ صاحب کے کلام کی ایک وصف یہ بھی ہے کہ وہ قدیم الفاظ سے نئی مقبولیت بھی پیدا کر لیتے ہیں۔

باغ عدن میں جب اور جہاں منظر نگاری سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہاں منظر کی ہو بہو تصویر کھینچی ہوئی ملتی ہے۔ کہیں کہیں وہ اس منظر کو زیادہ دلچسپ بنانے کیلئے ماحول سازی سے بھی کام لیتے ہیں۔ فطرتی حسن کے اظہار کے وقت میگ صاحب فطرت پرست نظر آنے لگتے ہیں۔ مگر ان کے تہہ دار کلام میں محض کوئی ایک پہلو نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ ان کا کلام روایتی طرز کا ہے بنی نوع انسان کی روحانی ارتقائی تاریخ میں وہ خاصی ہوشمندی سے کام لئے ہوئے ہیں اور بجائے کسی ایک مخصوص طرز کے فلسفہ کے وہ ایک حوصلہ مند دانشمندی کی طرف جھکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

باغ عدن سے وہ عرفانِ ذات اور عرفانِ مسیح کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ گناہوں کے بوجھ سے لدی پھدی دنیا کو وہ مسیحی احترام وعزتِ نفسی کے فلسفہ سے روشناس کرتے ہیں اور اس طرح انکی شاعری ایک مقصدی شاعری کے دائرے کو بھی چھو جاتی ہے اور پیغامِ عمل بن جاتی ہے۔

میگ صاحب کے کلام میں نہ صرف دنیاوی زندگی کی بلکہ روحانی زندگی کی بھی حرارت موجود ہے وہ گناہوں سے بسمل اور نیم جاں برگشتہ خاطروں میں روحانی اقدار کی حرارت اور اخلاقی حرارت پیدا کرنے پر تلے نظر آتے ہیں۔

غمِ دوراں اور غمِ جاناں میں جب سماجی شعور کی آمیزش ہو جاتی ہے تو اسکے اثرات و نظریات قدرے مختلف ہوتے ہیں۔ شاعر روحانی اور اخلاقی شعور کی بیداری پہ زور دیتا ہوا نظر آنے لگتا ہے۔ وہ گناہ اور مادیت کی کثافت کے خلاف اپنے کلام میں صدائے احتجاج بلند کرتا دکھائی دیتا ہے۔

میگ صاحب کی شاعری موضوعات سے گریز نہیں ہے۔ ان کا لہجہ براہِ راست بیانیہ ہے۔ ان کے کلام میں جابجا مداوائے غمِ عصیاں کی آرزو موجود ہے۔ انکا کلام کی شگفتگی ان کے قاری کے ذہن پر بڑا خوشگوار اثر پیدا کر دیتی ہے۔ وہ فطرت پرست ہیں حسن پرست نہیں۔ کہیں کہیں ضرورتاً نئی ترکیب بھی وضع کرتے ہیں۔ مگر ابہام گوئی کا الجھاؤ پیدا نہیں ہونے دیتے اور مبہم گوئی سے صاف کترا کے نکل جاتے ہیں۔

بہ حیثیت انسان وہ پابند اخلاق بھی ہیں۔ مروت کے قائل ہیں حساس غیور اور فلاح پسند ہیں۔ ان میں انسانی ہمدردی اور شخصی دردمندی موجود ہے۔ وہ روشن امکانات کے قائل ہیں۔ وہ اہلِ کمال بھی ہیں۔ مگر دوسرے اہلِ کمال سے جلتے نہیں بلکہ ان کی عزت اور قدر کرتے ہیں۔

دستخط: ہنری ولیم ہما میرٹھی

مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۸۵

قطعۂ تاریخ

برائے "باغِ عدن" تصنیف جناب فلیس میگؔ اجمیری
نتیجۂ فکر ہنری ولیم - ہماؔ میرٹھی - ایم اے
پوسٹ بکس ۱۵۰ - اندور، مدھیہ پردیش

اللہ کی یہ شان ہے اللہ کی قدرت — تثلیث میں کثرت بھی ہے تثلیث میں وحدت
جب آٹھوں پہر ذہن میں ہو فکرِ یہوواؔ — حمد اسکی اگر ہو تو ہے خالق کی عبادت
اُس کلکِ گہربار پہ سَو جان سے قرباں — جس خامے سے ہو میرے یہوواہ کی مدحت
ہیں میر تقی میرؔ کے نشتر ہی نرالے — وارث ہیں اُسی فن کے ہماؔ۔ نادرؔ و عشرت
ہیں میگؔ کے اشعار بھی نشتر سے کہاں کم — ہے حسنِ ادب حضرتِ نادرؔ کی بدولت
مصرعوں کو اگر دیکھو تو موتی سے جڑے ہیں — الفاظ کی شوکت کہیں تخئیل کی ندرت
شاعر کے ہر اک شعر نے سَو سحر جگائے — بندش کی لطافت کہیں ترکیب میں جدت
اک لفظ میں مفہوم کئی طرح کے پنہاں — اِک سحر ہے، اعجاز ہے، اک حسنِ بلاغت
ہر بات کے کہنے ہی کا انداز نیا ہے — ہر چند کہ شعروں میں نمایاں ہے روایت
ہر شعر ہے اوراقِ مصوّر کا نمونہ — ہے حسنِ قلم میگؔ کا تصویرِ فصاحت

تاریخِ طباعت کہی ہاتف نے ہماؔ سے
ہے "باغِ عدن" میگؔ کی دستارِ فضیلت

۱۹۸۵

دستخط: ہماؔ میرٹھی - اندور
۱۶ ستمبر ۱۹۸۵ء

قطعۂ تاریخ برائے باغِ عدن

تصنیف جناب ایم۔ ایم۔ فلیپس۔ بیگ اجمیری
اثرِ خامہ جناب ولیم۔ ہما میرٹھی۔ ایم۔ اے

باغِ عدن میں آیا نظر فکر و فن مجھے
ہر شعر لگ رہا ہے چمن در چمن مجھے

مدت سے آرزو ہے ملے کوئی ہم زباں
شکرِ خدا کہ بیگ ملا ہم سخن مجھے

عطرِ سخن کی نزہت پر کیف کیا کہوں
ہر لفظ اسے ہما ہے گل و نسترن مجھے

اصرار بیگ کا ہے کہ تاریخ میں کہوں
کچھ درخورِ غرور نہیں ورنہ فن مجھے

روزِ ازل سے تا بہ قیامت کا تذکرہ
محبوب کیوں نہ ہو رخِ باغِ عدن مجھے

۱۹۸۵

دستخط:۔ ہما میرٹھی

اندور

۲۴-۹-۸۵

اظہارِ تشکرات

خاکسار ان تمام حضرات کا نام بنام شکریہ ادا کرنا بھی اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہے جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور اپنی خلوص و نیک رائے سے نوازا۔ دعا ہے کہ خدا تعالے ان حضرات کو اجر عطا فرمائے۔

مکرمی عزیزم جناب قربان صاحب وقارِ سبحی

خلوص و پیار۔ آپ نے اپنا قیمتی وقت میری مثنوی "باغ عدن" پر صرف کیا۔ اس کو بغور پڑھا۔ آپ کو جو اشعار دلکش اور پسند آئے۔ انکو آپ نے حواشی پر زیرِ عنوان لکھ کر ظاہر کیا اور اپنی خلوص و نیک رائے سے نوازا جس سے میری حوصلہ افزائی ہوئی۔ تقویت و اطمینان حاصل ہوا میں آپ کا بہت ممنون و مشکور ہوں۔

نیاز آگیں

مینگ اجمیری

محترم عزت مآب جناب پی۔ اے ہاورڈ صاحب۔ دام ظلکم

بعد قدمبوسی کے عرض پرداز ہوں کہ آپ نے عدیم الفرصتی میں بھی میری مثنوی "باغِ عدن" کو نظر نواز فرمایا۔ ہر زاویۂ نظر سے پرکھا اور جو اشعار آپ کو بہت پسند آئے۔ ان کی از روئے بائبل مقدس وضاحت بھی فرمائی۔ جس نے مثنوی کا نرخ اور بھی بالا کر دیا۔ جو قاری حضرات کیلئے سونے پر سہاگے کا کام کریگا۔ جس عنوان میں سے آپ نے اشعار چنے ہیں ان کا آپ نے حواشی پر ذکر کر دیا ہے۔ آپ کی سچی اور صاف دلی رائے نے میرے دل کو تقویت بخشی ہے اور روحانی اور جسمانی قوتوں کو جگا دیا

ہے جس کا میں بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ نے جو ناچیز کو "شاعرِ ضمیر الحق" کے نام سے نامزد کیا ہے۔ اس لئے میری روحانی نیت۔ اخلاق اور عمل کو اجاگر کیا ہے جس کو میں دست بستہ قبول کرتا ہوں۔ اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کا مشکور و ممنون ہوں۔

آپکا فرمانبردار خادم
میکش اجمیری

معزز و مہربان جناب پروفیسر ساحل احمد صاحب

آداب و نیاز۔ احقر نے اپنی مثنوی "باغِ عدن" آپ کو پیش کی اور رائے کیلئے عرض کی۔ تو آپ نے بڑی فراخدلی سے میری درخواست کو منظور فرمایا۔ آپ نے اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔ شروع سے آخر تک مثنوی کو بغور پڑھا۔ آپ نے خدا و ند یسوع مسیح کے بارے میں جو قرآن پاک میں مرقوم ہے صفائی اور صدق دلی سے پیش کیا ہے جو مسیحیوں کے لئے بڑا گرانقدر اثاثہ ہے اور معلومات بھی۔ آپ نے جو اپنی خلوص و نیک رائے سے نوازا ہے وہ حقیقت ہے اور میرے لئے مشعلِ راہ بھی۔ اور جو اشعار آپ کو پسند آئے ان کی حقیقت و سچائی کو ببانگ دہل اظہار فرمایا ہے اور روشنی ڈالی ہے جس کا میں تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں۔

احقر: میکش اجمیری

جلیل القدر ڈاکٹر لے بقیا ہما صاحب

سلام و نیاز۔ خاکسار نے اپنی مثنوی "باغِ عدن" کے لئے قطعۂ تاریخ اور رائے کیلئے آپ سے عرض کی تھی وہ آپ نے بڑی خوشی سے قبول فرمائی کیونکہ آپ قطعۂ تاریخ گوئی میں ماہر ہیں اور بلند پایہ شاعر

بھی اور میرے واجب التعظیم استاد ہے۔ آر پال نادر شاہجہانپوری رح کے جانشین بھی ہیں۔ آپ نے " احوالِ واقعی " اور دو قطعاتِ تاریخ قلم برداشتہ " باغِ عدن " پر لکھ کر ارسال فرمائے جو نہایت موزوں، جاذب دل ہیں اور ایک معیاری فنِ شاعری کے مظہر ہیں۔ آپ نے اپنی گرانقدر اور خلوص رائے کا اظہار فرما کر میری ہمت افزائی کی ہے جس کا میں تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں۔

آپ کا
میکش اجمیری

بسمِ خدا منجی[۱] یسوع مسیح

۴۸۹

۳

دعا

اے باپ بیٹے روحِ مقدس وبا وفا
تثلیث[۲] سے وحدت میں تمہیں ہو مرے خدا
تیری وفا پہ جان تصدق ہے دل فدا
کر لے قبول ان کو تو اے جانِ کبریا
ہر کام تیرے نام سے ہم شروع کریں
اپنے لبوں پہ نام نہ آئے گا دوسرا
ہم تو پیارے ہاتھ میں ایمانِ آرزو
اپنے کرم سے بھر دے اسے صاحبِ عطا
یارب تو مشنوی کو مری کامیاب کر
میکِ حزیں کی سن لے توجہ سے یہ دعا

[۱] منجی، منجیٔ و منجی - ایک ہی ہیں جس کے معنے ہیں - نجات دینے والا

[۲] تثلیث - فی التوحید ہے۔ ہم مسیحی یہ مانتے ہیں کہ خدا واحد ہے۔ اس کے بیوی نہیں اور اس کے اولاد نہیں۔ واحد خدا کے تین ظہور ہیں: (۱) باپ (خدا) (۲) دوسرا یسوع مسیح (بیٹا) (۳) روح القدس۔
روح القدس کوئی فرشتہ نہیں ہے بلکہ وہ پاک روح ہے جس کا کام نیک ہدایت کرنا ہے۔ کلمۃ اللہ، ابنِ خدا، ابنِ اللہ، روح اللہ، خدا کا بیٹا، ابنِ داؤد۔ یہ خداوند یسوع مسیح کے القاب ہیں۔ جن کا مطلب مظہر الٰہی ہے۔ خداوند یسوع مسیح کے دوسرے القاب: مشیر، خدائے قادر، ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شہزادہ، ابنِ آدم، ابنِ مریم۔ ملاحظہ کیجیے:
مقدس یسعیاہ نبی کی کتاب۔ ۹ باب ۶، ۷ آیت

باسمہٖ خداوند یسوع مسیح سبحانہٗ

قادرِ مطلق۔ آفرینشِ عالم و مشیرِ خالق یعنے (خداوند یسوع مسیح) کے کملات جس کی زبانِ مبارک سے سامعہ نواز لہجے سے تمام کائنات عالم کو لفظ "ہو" کن۔ سے مخاطب فرماکر وجود بخشا۔ ایک مٹی کے بدڈھول لوندے کو اپنے دستِ مبارک سے خوشنما صورت عطا کی۔ اور اپنے پاک نتھنوں کا دم پھونکا۔ زندگی بخشی۔ قوتِ تکلم عنایت کی جو اظہارِ مطلب کے لئے شایانِ شان ہے۔

اس چشمہ حیات سے محبت کا شہدِ فایق ابلا اور تمام دنیا کو سیراب کیا۔ یہ صنعتِ کاملہ کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ قہر و غضب اسکی شانِ جباری ہے۔ اس کی حلیمی، انکساری، نرم دلی سخت دل کو بھی موم کر دیتی ہے اور موہ لیتی ہے۔ یہ اس کا رحم و کرم اور شانِ مغفرت کا اعجاز ہے۔ اپنے اکلوتے بیٹے یعنی خداوند یسوع مسیح کی قربانی برائے عاصیاں اس کی دائمی، لاثانی محبت کا ثبوت ہے۔

ملاحظہ کیجئے مقدس پیدائش کی کتاب ۱: ۱۔ ۳۱ و ۲: ۱۔ ۴

۴۰۰۴ برس پیشتر از مسیح

باغِ عدن

یہ زباں زد تو خواص و عام ہے
قادرِ مطلق خدا کا نام ہے

ہے خدا کے لفظِ کن میں روح و تن
خاک سے پیدا کیے رنگیں چمن

چاند سورج ہیں ستارے ضوفشاں
نور سے روشن ہیں اس کے دو جہاں

ہے قضا و زندگی پہ دست رس
لوگ کہتے ہیں خدا اس کو ہی بس

رازق و غفار کہتے ہیں اُسے
مفلسوں کا یار کہتے ہیں اسے

خاک سے پیدا البشر اس نے کیا
خاک کے پُتلے کو اپنا دم دیا

آدمی کا نام آدم رکھ دیا
جس سے ظاہر ہوئی شانِ خدا

اس کی پسلی سے نکالی ایک زن
نام حوّا دے دیا۔ آدم مگن

شانِ رحمت دیکھئے ان کو بنا
اُس نے آدم کو خوشی سے دے دیا

عدن کے باغ میں رکھا انہیں
دے دیا پھل پھول کا کھانا انہیں

اک شجر اچھے بڑے پھل کا لگا
پھل نہ کھانا اس کا تم اس نے کہا

جو اگر کھایا اسے مر جاؤ گے
دور اپنے رب سے ہو پچھتاؤ گے

یہ خدا کا حکم نقصان کے لئے
حکم رب پر وہ چلے تکیہ کئے

عدن ۔ ایک بندرگاہ ۔ اس کو چار دریا سیراب کرتے ہیں۔ (۱) جیون (۲) جیحون (۳) دجلہ (۴) فرات ۔ اس سے کچھ دور خدا نے ایک باغ لگایا ۔ اسکا نام باغِ عدن رکھا ۔ جس میں تمام اقسام کے پھل پھول تھے اور ممنوعہ شجر بھی تھا ۔

حوّا ۔ حضرت آدم نے اپنی شریکِ حیات کا نام حوّا رکھا جسکے معنی ہیں "زندوں کی ماں"

آگیا شیطان[۱] جو ایک دن وہاں — جستجو میں تھا کہ آدم ہے کہاں

مل گئی حوّا اسے آدم نہیں — کھلنے میں اس پھل کے کچھ جو کم نہیں

کون کہتا ہے مرو گے اس سے تم — عقل دونوں کی کھلے گی جو ہے گم

کھا لیا بے سوچے سمجھے اس نے پھل — اور گیا شیطاں وہاں سے پھر نکل

لے گئی پھل وہ کہا آدم سے کھا — اس کے کہنے پر ثمر وہ کھا گیا

کھل گئیں دونوں کی آنکھیں برملا — ننگا پن ان کو بڑا اپنا لگا

بھولی شکلوں پر وہ کالک چھا گئی — پیکرِ خاکی پہ لعنت آ گئی

آ گئی ان کو تمیز نیک و بد — سر اٹھایا خواہشوں نے سو فیصد

لنگیاں انجیر کے پتوں کی سی — ان سے عریانی انہوں نے ڈھانک لی

جب سنی آواز حق گھبرا گئے — رب کے آگے آنے سے تھرا گئے

تھے قدم ان کے جو لرزیدہ بہت — بولے رب سے ہم ہیں شرمندہ بہت

جو منع تھا پھل اسے ہی کھا لیا — جو نہ کھانا تھا ہمیں وہ کھا لیا

رب نے کپڑے انکو چمڑے کے دئے
وہ ستر اپنا چھپا ئیں اس لئے

[۱] شیطان۔ عزرائیل انگریزی میں لوسیفر (LUCIFER) ایک فرشتے کا نام ہے جو بڑا خوبصورت خوش گلو سنگیت، ساز و نغمہ میں ماہر تھا فرشتوں میں وہ اعلیٰ منصب تھا۔ اس نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی مانند بلکہ اس سے بھی بلند بنانا چاہا۔ خدا نے اس کو اس تکبر اور گھمنڈ کی وجہ سے بجلی کی طرح آسمان پر سے زمین پر گروا دیا۔ اب وہ ہمیشہ خدا کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔ وہ ان القاب سے پکارا جاتا ہے شیطان۔ ابلیس۔ سانپ۔ اژدھا۔ انگریزی لوسیفر۔
ملاحظہ کیجئے۔ مقدس یسعیاہ نبی کی کتاب ۱۴ باب ۱۵-۱۲ آیات

رب کے آگے تھے کھڑے آدم حوا — اور تھا ابلیس بھی ان میں کھڑا
جرم ان کا رب نے ان سے کہہ دیا — مجرموں کو دی خدا نے یہ سزا
پیٹ کے بل تو چلے گا عمر بھر — دی سزا شیطان کو یہ سر بسر
لاکھ چاہے تو اگر کھانا بھلا — خاک ہوگی دن بدن تری غذا
نسل عورت اور تجھ میں دشمنی — سر کو کچلے گا تیرے اب آدمی
سانپ کاٹیگا تیری ایڑی کو جب — سر کچل دے گا تو اس کا خوب تب
تجھ کو عورت درد زہ ہوگا بہت — اور تجھے تو چاہنے کی چاہ بہت
آدمی کی چاکری واجب ہوئی — رات دن تو اس طرف راغب ہوئی
آدمی کو دی سزا سنئیے ذرا — کھائے گا روٹی پسینے کی سدا
گیلی مٹی سے بنا تو جان لے — زندگی فانی ہے تیری مان لے

عدن سے انکو نکالا رب نے پھر
وہ گئے اس کی نگاہوں سے بھی گر

جرم — نافرمانبرداری۔ دیکھئے کلام مقدس پیدائش کی کتاب ۳ باب ۱۔۲۴ آیات جہاں مذکورہ بالا سزائیں مرقوم ہیں۔

۲۲۱۷ برس پیشتر از مسیح

حضرت ابرہام خلیل اللہ

ابنِ تارح[1] نام اُس کا ابرام[2]
قوم عبرانی میں وہ تھا نیک نام

دل میں اس کے تھا خدا کا خوف بھی
کی خدا کی دل سے اس نے بندگی

اسکے ایماں میں بڑی تھی پختگی
تھی خدا میں اور اس میں دوستی

ایک دن اس سے خدا نے یوں کہا
چھوڑ کے اپنے وطن کو دور جا

ہر طرح کی نعمتیں دوں گا تجھے
سرفرازی۔ برکتیں دوں گا تجھے

ہر قبیلہ تجھ سے برکت پائے گا
وہ خزانہ مال و دولت پائیگا

گن ستاروں کو اگر تو گن سکے
اس قدر اولاد دونگا میں تجھے

بیوی ابرام کی، ساری[3] نام تھا
نوجواں تھی وہ، عبادت کام تھا

ایک مصری ہاجرہ[4] اس کی کنیز
نوجواں تھی۔ خوش طبع و باتمیز

چل پڑا حاران[5] سے مردِ خدا
وہ پچھتر سال کا اس وقت تھا

ملک کنعان میں ڈیرا کیا
اس جگہ اس کو نظر آیا خدا

ملک تجھ کو یہ میں دونگا سربسر
یہ مرا پیمان ہے تجھ سے بشر

حاران

[1] حضرت تارح حضرت ابرہام کے والد بزرگوار کا نام تھا۔ آپکی عمر ۲۰۰ برس کی ہو چکی تھی اور آپ نے حاران میں وفات پائی۔ مقدس پیدائش کی کتاب ۱۱ باب ۳۱ آیت

[2] حضرت ابرہام دیکھئے مقدس پیدائش کی کتاب ۱۲: ۱-۸۔ [3] ساری حضرت ابرہام کی بیاہتا بیوی کا نام تھا [4] ہاجرہ۔ حضرت ابرہام کی کنیز کا نام تھا۔ [5] حاران حضرت ابرہام کا آبائی وطن تھا کنعان۔ آپ نے اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر خدا کے حکم کے مطابق کنعان میں جا بسے چھہتر برس۔ مقدس پیدائش کی کتاب ۱۲ باب ۴ آیت میں یہ عمر آپ کی مرقوم ہے

۱۹۱۳ برس پیشتر از مسیح

عرض کی خاوند سے ساری نے یوں — آج تک اولاد سے محروم ہوں
کہہ دیا شوہر کو اس نے ماجرا — پیش کرتی ہوں تمہیں میں ہاجرہ
باخوشی ساری نے اپنا حق دیا — ہاجرہ کے تن سے اسمٰعیل ہوا
وہ برس پورے چھیاسی کر چکا — جب ملی اس کو نوید جانفزا
ہاجرہ کو ناز اتنا ہو گیا — بھول بیٹھی وہ خدا کو بخدا

ساری اس کی اب نظر میں تھی حقیر
مالکن کو اپنے وہ سمجھی صغیر

اسمٰعیل ـ عبرانی لفظ ہے۔ معنی "خدا سنتا ہے"

بات اس کی چبھ گئی ساری کو جب — ہو کے دو زانو دعا کی سن لے رب
ہو گئی نو نٔے برس کی ساری جب — سَو برس کا ہو گیا ابرام تب
کی نظر ابرام پہ۔ رب نے کہا — ہوں میں تیرا قادرِ مطلق خدا
نام بدلا ساری کا۔ سارہ کہا — اس کو ابرام سے ابراہام کہا
سرنگوں سن کے ہوئے وہ دونو تب — جلتے جلتے کہہ گیا یہ ان کو رب
صُلب سے سارہ کے ہوئے لڑکا جب — نام تو اضحاق رکھنا اس کا تب
عہد یہ ہے تیرے میرے درمیاں — اس سے پہلے کہ ہو یہ لڑکا جواں
کرنے ختنہ آٹھویں دن اسکا تو — عہد ختنے کا کرے گا پورا تو
بات ابراہام سے کر کے خُدا — وہ فلک پر اپنے مسکن کو گیا
سارہ سے اضحاق پیدا ہو گیا — جو کہا تھا رب نے وہ پورا ہوا

رسم اس کے باپ نے کر دی ادا
آٹھویں دن اس کا ختنہ ہو گیا

حضرت سارہ ؛ عبرانی لفظ ہے۔ معنی "شہزادی"۔ حضرت ابراہام کی بیاہتا بیوی کا نام جو خدا نے دیا۔ آپ نے ۱۲۷ برس عمر پا کر وفات پائی۔
حضرت ابراہام ـ عبرانی لفظ ہے۔ معنی "قوموں کا باپ" یہ آپ کا خدا کا دیا ہوا نام ہے۔ آپ نے ۱۷۵ برس ہو کر وفات پائی۔
حضرت اضحاق ؛ عبرانی لفظ ہے۔ معنی ہنسی۔ آپ نے ۱۸۰ برس عمر پا کر وفات پائی۔

۱۸۹۲ برس پیشتر از مسیح

حضرت اسمٰعیل اور اسکی ماں کا نکالا جانا

ہاجرہ کا بیٹا ٹھٹھے مارتا — کچھ نہ وہ اضحاق کو گردانتا
غرض کی سارہ نے ابرہام سے — تو نکال ہاجرہ بیٹے کو دسے
لونڈی کا بیٹا نہیں وارث ترا — حق وراثت میں ہے بس اضحاق کا
تو خدا کی یہ ہدایت جان لے — جو کہا سارہ تجھ کو مان لے
ہو گیا اسمٰعیل تیرہ سال کا — دونوں کو ابرہام نے رخصت کیا
رخصتی پر روٹی پانی دے دیا — حق ادا ابرہام نے اپنا کیا

چھوڑ دونوں اپنے آفت کو مرے
بیرسبع کے بیاباں میں رہے

ختم پانی ہو گیا روٹی نہ تھی — تشنگی اور بھوک دونوں کو لگی
جانے ٹھہرا حال خستہ بے بسی — نہ پرندہ نہ چرندہ آدمی
ڈال کر اسمٰعیل کو جھاڑی تلے — دور بیٹھی اشک آنکھوں سے ڈھلے
ہاجرہ صحرا میں ہے کتنی دکھی — لڑکے کی آواز جب رب نے سنی
اک فرشتے نے پکارا ہاجرہ — سن لیا ہے رب نے تیرا ماجرہ
جا تو لڑکے کو اٹھا اور سنبھال — برکتیں دونگا اسے میں باکمال
ہاجرہ کی آنکھ رب نے کھولدی — جب دکھا کنواں خوشی کی سانس لی
اک فرشتے نے کہا تو مشک بھر — اپنے لڑکے کا تو کر دے حلق تر
دی خدا نے انکو برکت زندگی — جا بسے فاران میں وہ باخوشی

رشتہ اب ابرہام کا ان سے نہ تھا
ذکر قربانی اسمٰعیل کیا

دیکھئے مقدس پیدائش کی کتاب ۲۱ باب ۱—۳۴ آیات

اسمٰعیل عبرانی نام ہے جسکے معنی ہیں "سنتا ہے"۔ آپ فاران میں رہتے تیراندازی میں ماہر تھے آپکی ماں نے آپکی شادی ایک مصری عورت سے کرادی۔ آپکے بارہ فرزند نرینہ تھے آپکی عمر ۱۳۷ برس تھی جب آپ نے وفات پائی۔ دیکھئے پیدائش کی کتاب ۲۵: ۱۲-۱۸

۱۸۷۲ برس قبل از مسیح

قربانی حضرت اضحاق ابن ابراہام

بیسویں سال میں جب اضحاق تھا — امتحاں ابراہام کا رب نے لیا

اس طرح گویا ہوا اس سے خدا — اپنے اکلوتے کی قربانی چڑھا

لے کے اسکو موریا کے ملک جا — کوہ پر تجھ کو بتا دوں گا جو

مان لی اس نے خدا کی یہ رضا — دو جواں تھے ساتھ اور اضحاق تھا

صبح کو وہ چل دئے تھے موریا — تیسرے دن کوہ وہ ان کو دکھا

کر رہا تھا لخت دل یوں گفتگو — ہے چھری اور لکڑیاں بھی مشک بو

باپ قربانی کا برہ ہے کہاں؟ — دیگا برہ خود خدا اک نوجواں

اس جگہ پہنچے جہاں کا حکم تھا — اس جگہ اس نے دیا مذبح بنا

لکڑیاں اس نے چنیں دستور سے — رکھدیا اضحاق اس پر باندھ کے

لی چھری پھر ذبح اس لے اٹھا — دی فرشتے نے صدا۔ ابراہاما

تو چھری اضحاق پہ اب نہ چلا — تو نے مانی ہر طرح میری رضا

دیکھ لی تیری محبت تیز تیغ — نہ کیا اکلوتے کو مجھ سے دریغ

دوست کہہ کر میں پکارونگا تجھے — میں خدا ہوں برکتیں دوں گا تجھے

دیکھ پیچھے رب نے پھر اس سے کہا — ایک مینڈھا جھاڑی میں اٹکا ہوا

کر ذبح تو بہر قربانی اسے — مخلصی اضحاق کی جانی اسے

یہ مسیحا کی طرف ایما ہوا
مثل اس برے کے وہ برہ ہوا

حضرت اضحاق کا سن پیدائش ۱۸۹۲ برس قبل از مسیح
حضرت اضحاق کی قربانی کا سن ۱۸۷۲ برس قبل از مسیح
حضرت اضحاق ۱۸۰ برس کی عمر پاکر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

۱۴۹۱ برس پیشتر از مسیح

شریعت دس احکام

حکم دس اس لئے دئیے ہم کو بتا
بت پرستی تو نہ کرنا۔ یہ کہا
کام نوکر اور تو خود بھی نہ کر
باپ ماں کی کر تو عزت حکم رب
خون کرنا۔ چوری کرنا۔ ہے برا
تو نہ دے جھوٹی پڑوسی کی گواہ
اس نے ان کو سنگ پر لکھ کر دئیے
کر دیا اس نے بشر کو آشنا
ہو گئی اس سے تمیز نیک بد
آج تک موجود ہیں احکام دس

حکم پہلا یہ ہو۔ نہ رب میرے سوا
نام لینا تو نہ میرا بے وجہ
پاک رکھنا سبت کا دن اے بشر
عمر لمبی ہوگی تیری یوم و شب
ہے زنا گر کیا تو مستحق سزا
اس کی بیوی سے نہ کر تو رو سیاہ
کوہ سے اترے انہیں موسیٰ نے
حکم جا نو۔ مانو۔ موسیٰ نے کہا
ہیں وہ یکساں شاہ گدا پرسنو فیصد
ہے بنا یہ دین حق کی اور بس

حضرت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ عبرانی قوم لاوی کی اولاد میں سے تھے آپکے والد بزرگوار کا نام حضرت امرام اور والدہ ماجدہ کا نام جوکیبد تھا۔ فرعون بادشاہ نے عبرانی لڑکوں کو پیدا ہوتے ہی دائیوں کو مارنے کا حکم دے دیا تھا تا کہ اسرائیلی قوم زیادہ طاقتور نہ ہو اور شمار میں بھی نہ بڑھے حضرت موسیٰ جب پیدا ہوئے تو آپکی والدہ نے اسے تین ماہ تک چھپائے رکھا اور زیادہ نہ چھپا سکی تو اسکو ٹوکرے میں رکھ کر دریائے نیل میں بہا دیا۔ اتفاقاً دختر فرعون اور سہیلیاں اس دریا میں نہا رہی تھیں اس نے ٹوکرے کو کھول کر دیکھا تو بچے کو زیادہ خوبصورت تھا اسکو نکال لیا اور اسکی پرورش کی۔ اسلئے موسیٰ کے معنی ہیں پانی میں سے نکالا ہوا۔

حضرت موسیٰ کا مصری نام "اوسارسف" تھا آپ نے ہیلیوپولس میں ان زبانوں میں تعلیم پائی (۱) یونانی (۲) کسدی (۳) اسوری۔ آپ ان زبانوں پر قادر الکلام تھے۔

خدا نے آپکو اپنا پیغمبر چن لیا اور خدا سے حورب کے پہاڑ پر ہم کلام ہوا بذریعہ ایک جھاڑی کے جو آگ سے جل رہی تھی مگر جلتی نہیں تھی جب حضرت موسیٰ وہاں دیکھنے کو پہنچے تو آگ سے آواز آئی۔ اے موسیٰ یہ پاک جگہ ہے اپنی جوتی اتار۔ آپ نے خدا کے حکم کی تعمیل کی۔ خدا نے آپکو اسرائیلیوں کو مصر بادشاہ کی غلامی سے چھڑانے کیلئے استعمال کیا۔ حضرت موسیٰ ہی کیلئے کلیم اللہ کے خطاب سے یاد کئے جاتے ہیں یعنی خدا سے کلام کرنے والا

۲۳۴۱ برس پیشتر از مسیح

غضب الٰہی

ایک عورت[1] کے سبب آیا گناہ — آ گئی سر پر ہمارے اک بلا
نہ ملاقاتیں نہ وہ راتیں حسیں — کٹ گیا رشتہ خدا سے بالیقیں
آدمی کی تھیں بُری سب حرکتیں — دن بدن بگڑی بہت جو عادتیں
تھا وہ رنجیدہ[2] بنا کے آدمی — دوستی کی پھر جگہ تھی دشمنی
اُس کا پھر کا اِن پہ پھر آیا غضب — آب میں تھے غرق سارے بے ادب
بچ گیا بس نوحؑ[3] کا اک خاندان — تھیں سفینے میں بچیں وہ ساری جان
عاجز و مجبور جب پایا اسے — آدمی پر پھر ترس آیا اُسے

[1] ایک عورت سے مراد حضرت حوّا۔ جس نے ممنوعہ پھل کھایا۔
[2] رنجیدہ۔ دیکھئے مقدس پیدائش کی کتاب ۶:۶ وہاں یوں مرقوم ہے" اور یہوواہ زمین پر آدمی کو بنانے سے پچھتایا اور دل میں بہت رنجیدہ ہوا۔"
[3] حضرت نوحؑ حضرت لمک کا بیٹا تھا۔ وہ راستباز اور اپنے لوگوں میں بے عیب تھا اور وہ خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ نوحؑ کے والد بزرگوار نے ۷۷۷ برس اس دنیا میں گذارے اور پھر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آدمی کے خیالات اور بُرے کام دن بدن بڑھتے چلے گئے اور گناہ روز بروز زور پکڑتا گیا تو خدا نے اس دنیا کو پانی سے غارت کرنے کا ارادہ کر لیا کیونکہ نوحؑ اور اس کا خاندان راستباز و نیک تھا۔ اس کو خدا نے حکم دیا کہ وہ گوپھر کی لکڑی کی ایک کشتی بنائے اور اس کی لمبائی ۳۰۰ ہاتھ۔ چوڑائی ۵۰۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰۰ ہاتھ ہو اور وہ تین منزلہ ہو اور اس میں کمرے بنی ہوں۔ جب بارش شروع ہو تو وہ ہر چیز یعنی حیوان۔ چرندے پرندے۔ درندے کا ایک ایک جوڑا اور وہ خود معہ اپنے اقارب کے یعنی اپنے بیٹوں۔ عورت اور بہنوں کو اس میں لے لینا۔ یہ سب مل کر آٹھ جانیں تھیں۔ حضرت نوحؑ کی عمر چھ سو برس تھی اس کے دوسرے مہینے کی سترویں تاریخ سے طوفان اور بارش شروع ہو گئی اور تمام جانیں کشتی میں داخل ہو گئیں۔ چالیس دن اور رات بارش اور طوفان رہا۔ تمام گنہگار آدمی اور باقیماندہ جانیں غرق ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت نوحؑ کی اولاد سے دنیا بنی اور بسی۔ قوس قزح اسکی نشانی ہے۔ دیکھئے پیدائش کی کتاب ۶: ۱-۳۲

۶ برس سن عیسوی سے پیشتر

مقدس یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی پیدائش اور خداوند یسوع مسیح کا پیش رو

تھا ذکریاہ اللہ والا آدمی ۔۔۔ نیک خصلت تھی نہیں اس میں خودی
اس کی بیوی کا الیشبع نام تھا ۔۔۔ خانہ داری، بندگی سے کام تھا
تھے مگر اولاد سے محروم وہ ۔۔۔ اس لئے اکثر رہے مغموم وہ
تھا وہ کاہن اپنے فرقے کا جناب ۔۔۔ کارکن مقدس کا تھا وہ لاجواب
اس زمانے میں یہ اک دستور تھا ۔۔۔ جا کے مقدس میں جلا مر[نشہ] کا ہنا
قرعہ اندازی سے ہوتا کام تھا ۔۔۔ قرعہ نکلا۔ آج اس کے نام کا
مُر جلانے وہ گیا مذبح پر ۔۔۔ سرنگوں باہر دعا میں تھے بشر
اک فرشتہ نزد مذبح کے کھڑا ۔۔۔ جب اسے دیکھا زکریاہ۔ ڈر گیا
نام جبرائیل مجھے بھیجا گیا ۔۔۔ تا سناؤں تجھ کو میں مژدہ نیا
رب نے کی منظور ہے تیری دعا ۔۔۔ سُن الیشبع کی بچی لی اس نے لوا

حضرت زکریاہ - زکریاہ = دونوں طرح لکھا جاتا ہے - آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت برکیاہ تھا دادا محترم کا نام عدو تھا- آپ ابیاہ کے فرق میں سے تھے- آپ کاہن تھے، خدا کے حضور راستباز اور اس کے حکموں اور قانونوں پر چلنے والے تھے- آپ ہیکل میں بخور- قربانی اور دیگر کاموں کو سرانجام دیتے تھے- موجود خدا سے آپکو معلومات اور رویائیں ملتی تھیں اور روحیاں ظاہر ہوتی تھیں وہ دنیا پر ظاہر کرتے تھے- خاص کرشمات مختلف رویائیں (VISIONS) جو آپ دیکھیں- اس کا مفصل تذکرہ مقدس زکریاہ نبی کی کتاب میں مندرج ہیں- دیکھئے ۲ باب ۱-۱۱ آیت

آپ عمر رسیدہ تھے- اولاد سے محروم تھے- خدا نے آپ کی دعا سنی اور فرزند نرینہ عطا فرمایا- جس کا نام یوحنا رکھا گیا- آپ کی عمر قریباً ۵۰ ابرس کی تھی- جب ریا کار فقیہوں فریسیوں نے آپ کو ہیکل کے درمیان قربان گاہ پر قتل کیا - آپ شہید ہوئے-

مقدسہ الیشبع ۱- الیشبع کے معنی ہیں "خدا ہے" آپ حضرت ہارون کی بیٹیوں میں سے تھیں- آپ کاہنی فرقے سے تعلق رکھتی تھیں- آپ خدا پرست- فرمانبردار عبادت گذار، موسوی شرع کی پابند تھیں- حضرت زکریاہ کی شریک حیات تھیں- آپ خداوند یسوع مسیح کی والدہ مقدسہ مریم کی چچیری بہن تھیں- آپ کی بطن پاک سے مقدس یوحنا پیدا ہوئے-

نیک فرما کا رب نے تم کو دے دیا — نام اس کا تم رکھو گے "یوحنا"
تم کو ہوگی اس کے آنے کی خوشی — ہوگی اوروں کو بھی اس سے خوشی
متقی ہوگا۔ نہ پیئے گا شراب — روح اقدس اس پہ ہوگا اے جناب
باپ، ماں، بچوں کو بھی دیگا خبر — وہ خدا کی سمت پھیرے گا بشر
وہ حضور رب رہا ہوگا کھڑا — لوگ مانیں گے اسے حق آشنا
یوں زکریا نے فرشتے سے کہا — کس طرح مانوں میں اس کو سچ بتا
عمر دونوں کی زیادہ اس قدر — ہے کہاں طاقت کہ ہم سے ہو پسر
میں حضوری میں خدا کے ہوں کھڑا — یوں زکریا سے فرشتے نے کہا
اعتبار حق نہ جب تو نے کیا — تا ولادت اس کی تو گونگا ہوا
یہ فرشتہ کہہ کے رخصت ہو گیا — قول رب نے وقت پر پورا کیا
یہ فرشتے نے خبر مریم کو دی — ہے الشبع کے رحم میں زندگی
ہے چھٹا اس کو مہینہ۔ آج کل — ہے لب دریا سفینہ آج کل
سن کے مریم گھر الشبع کے گئی — ہو مبارک یہ خوشی تجھکو نئی
مل کے دونوں نے خدا کی۔ کی ثنا — رہ کے مریم گھر کو لوٹی بادعا

کی خدا نے اپنی بندی پر نظر
ہو گیا پیدا الشبع سے پسر

مرؔ: یا بخور معنے ہیں "خوشبوئیاں"۔ پڑھئیے گا خروج کی کتاب ۳۰: ۲۲—۳۸ وہاں یوں مرقوم ہے: "خداوند نے موسیٰ سے کہا تو اپنے لئے خوشبوئیاں یعنی مر مصطگی۔ لونگ اور خالص لوبان لیجیو۔ یہ سب برابر ہوں تو انکو بخور خوشبو گندھی کی کاریگری سے پاک و مقدس بنا۔ اور ان میں سے کچھ کو کوٹ تا کہ باریک ہوں۔ اس مرکب کو مر بھی کہتے ہیں جو کاہن صبح شام مذبح پر جلاتے تھے کہ خداوند کیلئے خوشبو ہو

آٹھویں دن اس کا ختنہ ہو گیا — رسم بھی کی نام رکھنے کی ادا
نام وہ تھا جو فرشتے نے کہا — تھا زکریا نے بھی تختی پر لکھا
یوحنا کہہ کر پکارا وہ گیا — کھل زکریا کے گئے لب بجدا
پھر زکریا روحِ اقدس سے بھرا — اس طرح اس نے خدا کی کی ثنا
پاک نبیوں کی زبانی جو کہا — قول پورا وہ خدا نے کر دیا
دشمنوں سے دی ہمیں اس نے نجات — بندگی رب کی کریں پائیں حیات
اپنے بیٹے "یوحنا" کو یوں کہا — تو نبی برحق خدا کا ہے بنا
ہے خدا کی تجھ پہ رحمت از رہِ نو — ابنِ مریم کا تو ہوگا پیش رو

یہ دعا دے کر زکریا خوش ہوا
شکر یہ اس نے خدا کا بھی کیا

نوجوانی میں قدم اس نے رکھا — دن بدن وہ روحِ اقدس میں بڑھا
کچھ دنوں تک جنگلوں میں وہ رہا — کام اس کا تھا عبادت اور دعا
اونٹ کے بالوں کی تھی اس کی قبا — شہد، ٹڈی[۵۱] یوحنا کی تھی غذا
ہو گئی نازل وحی اس پر وہاں — کی منادی اس نے یوں پیر و جواں
موسوی شرع سے آگاہ کیا — وہ منادی توبہ کی کرنے لگا
پاپیوں کو وہ یہ کہتا تھا سدا — تم کرو توبہ گنہ سے برملا
جس نے کی توبہ گنہ سے بچ گیا — ان کو بپتسمہ بھی یردن میں دیا
لاؤ پھل توبہ کی صورت یاں تو — رب کو اپنے آج تم پہچان لو
بادشاہی آسماں کی آ گئی — اور گھٹا رحمت کی ہم پر چھا گئی

بعد میرے جو ہے اس کے واسطے
کر رہا ہوں سیدھے ٹیڑھے راستے

ٹڈی[۵۱] - یہ ایک درخت کا پھل ہے۔ جس کی شکل اڑنے والی ٹڈی سے ملتی جلتی ہے یہ خوش ذائقہ ہوتی ہے۔ اور یردن ندی کے جنگلوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ بادشاہوں کی بھی یہ پسندیدہ غذا تھی۔

ہے مسیحا وہ۔ نہیں ہے دوسرا
یہ حقیقت ہے سنو اہل خدا

میں نہیں قابل تمہیں یہ بول دوں
اسکے تسمے جوتیوں کے کھول دوں

وہ کریگا صاف گندم کو جناب
ان کو کھتے میں رکھیگا وہ جناب

بھوسہ آتش میں جلا دے گا سبھی
وہ خبر اس کی نہ لے گا پھر کبھی

میں نے بپتسمہ دیا پانی سے ہے
وہ تمہیں بپتسمہ دیگا روح سے

ہے نہیں اس سا یہاں ور تو وہاں
اس کے حق میں ہے یہی میرا بیاں

ہے مسیحا اس قدر مجھ سے بڑا
میں ستارہ شمس وہ ہے بخدا

فگر نمبر ۸۶ (No.86 فگر) یہ ہڈی کی پچلی ہے جو بادشاہ سینا آشریب کے کھانے میں استعمال کی جاتی تھی۔ ۶۸۱-۷۰۵ ق۔م (705-681) قبل مسیح، دیکھئے (NEW Bible Dic)

یردن [۱]: ایک دریا کا نام ہے جس کو انگریزی میں (JORDON) اور عربی میں الاردون کہتے ہیں۔ یردن یہودی زبان کا لفظ ہے جس کا مصدر یارادٹ ہے۔ اس کا اسم یردت ہے یردن کے معنی اترنے کے ہیں۔ عربی لفظ الاردون جس کے معنی "پانی کی جگہ" ۔۔ یردن ندی شہر فلسطین۔ کوہ حرمون سے نکلتی ہے اس کی چوڑائی ۲۰۰-۱۰۰ فٹ کی ہے اور لمبائی ۱۰۴ میل ہے اور یہ ۱۲۰۰ فٹ کی اونچائی سے DEAD-SEE میں گرتی ہے۔ یہ قیصریہ فلیپی۔ بیت شیدہ۔ کفرنحوم، حبرون۔ بیت لحم۔ یروشلم گلیل کی جھیل اور دیگر مشہور شہروں کو سیراب کرتی ہے۔

اس کے کنارے بہت سے گھاٹ بنے ہوئے ہیں جو آج کل بھی نہانے کے کام آتے ہیں۔ اس پر کئی پل ہیں جو رومن حکومت اور دیگر حکومتوں نے بنائے تھے۔ جن کے کھنڈرات آج بھی موجود ہیں۔ گلیل کی جھیل سے قریباً سات میل کی دوری

پر ایک پل ہے جس کا نام "جسر بنت یعقوب ہے"۔ انگریزی میں نام:
"THE BRIDGE OF DAUGHTER OF JACOB" ہے۔

یردن ندی کی وادی بہت ہی زرخیز ہے۔ تمام اقسام کے پھل پھول۔ سبزیاں۔ جڑی بوٹیاں بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ جنگل بہت گھنے ہیں۔ مدھو مکھی کے چھتے بہت اور ان سے شہد بہت مقدار میں پایا جاتا ہے۔ ٹڈی جو کہ ایک پھل یہاں بہت ہوتا ہے وہ مقدس یوحنا بپتسمہ دینے والے کی خاص غذا تھی۔ جنگلی جانور ہر قسم کے یہاں مگر شیر ببر مفقود ہے؛

مقدس انبیا۔ یشوع۔ ایلیاہ۔ الیشع۔ داؤد بادشاہ۔ سلیمان بادشاہ۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور خداوند یسوع مسیح بھی اس دریا سے بخوبی واقف تھے۔ آپ نے یوحنا سے اسی دریا میں بپتسمہ لیا تھا۔ آج کل یہاں دور دراز ملکوں سے ہزاروں کی تعداد میں سیاح۔ زائرین برائے سیر و تفریح آتے ہیں اور حظ اٹھاتے ہیں۔

پانچ برس سن عیسوی سے بیشتر

مقدسہ مریم کو خوشخبری

ہے بیاں کرنا حقیقت کا مجھے
ہے عیاں کرنا صداقت کا مجھے

اک کنواری نام مریمؑ مہ جبیں
پاک دامن، نوجواں۔ یکتا حسیں

وہ حیا کے باغ کی تھی نازک سی کلی
وہ نظر میں تھی خدا کے پاک تھی

ہوگئی یوسفؑ سے نسبت بالیقیں
مرد کو اس نے مگر جانا نہیں

جب کیا جبرئیل نے اس کو سلام
سُن کے دیکھو، ہوگئی وہ لاکلام

روبرو آ کے فرشتے نے کہا
فضلِ رحمت تجھ پہ مریمؑ ہوگیا

سُن کے گھبرائی۔ کہا کیا بات ہے
حکم رب کیا ہے مجھے کیا بات ہے

کھولی یوں جبرئیل نے اپنی زباں
تیرے تن سے لڑکا ہوگا خوش بیاں

پاک مریمؑ سُن کے گھبرائی۔ کہا
مرد سے واقف نہیں ہیں بخدا

کس طرح ممکن یہ ہوگا۔ خوش بیاں
روحِ حق سایہ کریگی تجھ پہ ہاں

نام اس کا یسوعؑ ہے تو جان لے
وہ سنجی ہے بشر کا مان لے

بات ٹالوں کیا مرا مقدور ہے
حکم ربِّ ل سے مجھے منظور ہے

پاک دل میں ایک دیا جلتا ہوا
یہ فرشتہ کہہ کے پھر چلتا ہوا

مقدسہ مریمؑ کے والد کا نام حضرت جوکن اور والدہ ماجدہ کا نام انتا تھا وہ شہر ناصرت میں رہتے تھے جو گلیل کے شہر کا ایک گاؤں ہے۔ آپ کی پیدائش ناصرت کی ہے آپ نیک باعصمت پاک دوشیزہ تھیں۔

جمالِ پاک الفاظ میں

جب مسیحا پیکرِ خاکی میں تھا
شکل دل آویز تھی اور قد بلند
بال کی رنگت تھی اوروں سے دگر
باسلیقہ وہ تھے شانوں پر پڑے
درمیاں میں مانگ جب ان کی پڑی
مانگ تھی یا چشمۂ آبِ حیات
اس کی پیشانی کشادہ اور بلند
آسمانی رنگ کی آنکھوں میں ضیا
تھی نظر معصوم میں پاکیزگی
اسکے عارض مثلِ گلگوں سرخ تھے
قرمزی ڈورے کی صورت اسکے لب
تھی سنہری اس کی داڑھی اور گھنی
یہ نمونہ دار کی صورت کا تھا
خوبصورت اس کی گردن تا ڑ سی
ہاتھ اس کے تھے ملائم بے نظیر
اس کے چھونے سے ملی سب کو شفا
اسکی شیریں تھی زباں اور پُراثر
[illegible]

یوں جمالِ پاک کا چرچا ہوا
تھا تناسب خوشنما ہر دل پسند
خم زدہ کاکل سنہرے خوش نظر
سادگی کے ان میں تھے موتی جڑے
اس سے زیبائش سرِ اقدس بڑھی
جس نے ظاہر کی ہمیں راہِ نجات
مظہرِ دریادلی - اقبال مند
نورِ الفت سے رہیں روشن سدا
عمر بالغ. نوجوانی. راستگی
سیب کی صورت تھے وہ ابھرے ہوئے
ناک اسکی تھی ستونی جوں قطب
مثلِ دو شاخہ زنخداں سے بنی
کلوری پہ ہو بہو دیکھا گیا
دستکاری دستِ قدرت کی وہ تھی
ڈوبنے والوں کے وہ تھے دستگیر
زندگی اس کی زباں تھی. برملا
روتے آتے ہنستے جاتے نوحہ گر
[illegible]

وہ شریکِ غم ہوا غمگین کا — غمزدوں کے ساتھ وہ رویا بھی تھا
پاؤں اس کے تیز رو اور خوشنما — مات کھاتی جس سے تھی بادِ صبا
سرزنش کرتا تھا شاہوں کی طرح — مشورہ دیتا تھا ماؤں کی طرح
مردِ کامل ہوش مند و باوفا — پاک دامن متقی - دانا وہ تھا
نہ فرشتہ - آدمی - اس سا ہوا — نہ کسی کو مرتبہ اس سا ملا
جو کہا اس نے کیا وہ باخوشی — باعمل ایمان اس کا - زندگی
جو ہوا عورت سے پیدا کوئی ہو — ہے بدن سایہ بھی اس کا جان لو

ہر طرح کامل بشر وہ نیک تھا
پاپیوں کے واسطے قربان ہوا

آزمائش

پھر یسوع روحِ مقدس سے بھرا
اس نے پھر چالیس دن روزہ رکھا

ختم جب اسکے ہوئے چالیس دن
رہ سکا اب وہ نہیں روٹی کے بن

آگیا شیطان پھر امتحاں
اس سے بولا یوں کہ اے بھوکے جواں

تو خدا کا ہے اگر بیٹا تو کہہ
سنگ کو روٹی بنا ۔ کیوں بھوک سہہ

آدمی جیتا ہے روٹی سے کہاں
کسقدر نادان ہے تو بد گماں

جو خدا کے منہ سے نکلے ۔ زندگی
ہر سخن اس کا حیاتِ سرمدی

بام پر ہیکل کی ۔ اس کو لے گیا
تو یہاں سے اپنے کو گرا دے گرا

ہاں سنبھالیں گے فرشتے تجھکو سب
نہ لگے گی پتھروں سے تیری نس

یہ تجھے معلوم ہے رب کا بیاں
تو نہ لے اپنے خدا کا امتحاں

لے گیا ابلیس اس کو کوہ پر
شان دنیا کی دکھائی سربسر

پھر کہا اس نے کہ سجدہ کر مجھے
ساری دولت پھر تو میں دونگا تجھے

دور ہو شیطان یسوع نے کہا
ہے فقط سجدہ خدا کو ہی روا

ہار کر دیکھو وہ اس سے چل دیا
اس کی خدمت کو فرشتہ آگیا

یسوع ۔ دیکھئے صفحہ ۶۷
چالیس دن ۔ دیکھئے مقدس متی کی انجیل ۴ ۔ باب ۱ ۔ ۱۱ آیات
شیطان ۔ صفحہ ۵۰
ہیکل ۔ ۔ ۷۱

سن عیسوی
۳۰

خداوند یسوع مسیح ناصرت کے عبادت خانے میں

سبتؔ کا دن تھا عبادت کو گیا
ناصرتؔ کے گرجا گھر میں وہ گیا

عالمِ شرع کی اس پر تھی نظر
اس کی سننے کے لئے بے کل بشر

دی یسعیاہ کی کتابِ حق بیاں
اسکو لے کے اس نے یوں کھولی زباں

اس میں یہ مرقوم ہے میرے لئے
جو یہاں ہیں غور اس پر کیجئے

"مجھ پہ ہے روحِ خدا سایہ فگن
میں مسیح ہوں بہر عزبا بشۂ امن

قیدِ عصیاں سے چھڑا دونگا تمہیں
معرفت کی راہ دکھاؤں گا تمہیں

آنکھ نابینا کو میں دوں گا ضیا
زندگی مُردوں کو کر دوں گا عطا

غم کے ماروں کو تسلی دوں گا میں
ماتمی دل کو خوشی بخشوں گا میں

دے کے خادم کو کتابِ حق کہا
یہ نوشتہ مجھ میں پورا ہو گیا

فضل کی باتوں سے اس کی حاضرین
پڑ گئے حیرت میں کاہن ۔ ماہرین

سبتؔ کا دن ۔ یہ ہفتہ کا ساتواں دن ہے اور خدا نے چھ دن تک کام کیا اور تمام چیزیں بنائیں ۔ جیسے چاند ۔ سورج ۔ آسمان ۔ زمین ۔ درندے ۔ چرندے ۔ پرندے آدم حوّا ۔ ساتویں دن آرام کیا ۔ اس دن کو مقدس ٹھہرایا اور برکت بخشی اسی لئے آدم کو بھی حکم دیا کہ اس دن تو ۔ نہ تیرے نوکر ۔ نہ تیرے بیٹے بیٹیاں نہ تیری عورت اور نہ کوئی پردیسی جو تیرے یہاں مہمان ہوں کام کریں بلکہ آرام کریں ۔ بلکہ نیک کام ۔ خدا کی حمد و تمجید اور عبادت کریں ۔

ناصرتؔ ۔ دیکھئے مقدس لوقا کی انجیل ۴ باب ۱۶ آیت

خداوند یسوع مسیح کی تعلیم

اس لئے یہ تعلیم دی بہر جہاں — اس نے اپنی اس طرح کھولی زباں

دل کے جو عاجز ہیں بس ان کے لئے — وہ فلک کی بادشاہی دے گئے

وہ نظر میں بھی خدا کے آئیں گے — غم زدہ جو ہیں تسلی پائیں گے

ہیں مبارک کہہ گئے ہیں یہ کریم — وارثِ ارض و سما تو ہیں حلیم

بھوک سچ کی ہے جنہیں اور تشنگی — ان کی گذرے گی امن میں زندگی

ہیں مبارک رحمدل، غربا نواز — رحم ان پر خود کرے گا بے نیاز

دے گئے دنیا کو وہ اچھا سبق — صلح کے جویاں ہیں جو وہ ابن حق

جو ستائے جاتے ہیں حق کے لئے — بادشاہی سرفرازی لے گئے

ایکدن چیلوں نے اس سے یوں کہا — اے مسیحا تو دعا ہم کو سکھا

ٹیک کے گھٹنے کرو تم التجا — اس طرح مانگو خدا سے تم دعا

ہے فلک مسکن ہمارے باپ کا — اس کی نامِ پاک کی کر تو ثنا

بادشاہی تیری آئے اے خدا — ہو سما پر ارض پر تیری رضا

تو قصوروں کو ہمارے بخش دے — بخش دیتے ہیں خطا ہم اور کے

بخش دے ہم کو ہماری تو غذا — روز کی روٹی ہمیں تو کر عطا

تو ہمیں تو ہر برائی سے بچا — امتحاں میں تو ہمیں یارب نہ لا

بادشاہی اور قدرت اور جلال — تا ابد تیرے رہیں گے ذوالجلال

آمین (معنے ایسا ہی ہو)

سما و ارض ۔ آسمان و زمین

مقدس متی رسول کی انجیل ۵ باب ۱-۸ آیات

جسے پہاڑی وعظ بھی کہتے ہیں۔

معجزاتِ خداوند یسوع مسیح

تھی عبادت میں بھی اس کے سادگی — خلق کی خدمت میں گذری زندگی
تین دن سے ساتھ اس کے بھیڑ تھی — بھوک شدت کی انہیں بھی تھی لگی
پانچ روٹی مچھلیاں دو کو لیا — اس لئے برکت کی دعا مانگی۔ کہا
بانٹ دو ان کو روٹیاں دو۔ باوقار — آدمی موجود تھے۔ پانچ ہزار
سیر ہو کر سب اٹھے خرد و کلاں — یوں اسے رزاق کہتا ہے خدا
اپنے شاگردوں سے وہ گویا ہوا — جھیل کے اس پار جانے کو کہا
حکم سنجی پر تھے وہ تکمیل کئے — وہ سفینے پر چڑھے اور چل دیے
کر چکا رخصت سبھوں کو جب مسیح — کوہ پر پہر دعا تھا۔ اب مسیح
رات کا تھا وقت کشتی جھیل میں — جوش تھا لہروں میں مستی جھیل میں
تھی سفینے پر بڑی آفت بلا — اور ستم یہ کہ مخالف تھی ہوا
جھیل کے ادھ بیچ کشتی تھی رواں — تھے حواری ڈر سے کیا کیا نیم جاں
رات کے چوتھے پہر ابن خدا — آگیا ان کو نظر تب یہ کرشما
پانی پر چلتے ہوئے دیکھا اسے — بھوت سمجھے اسکو چیلے ڈر گئے
جب کہا "میں ہوں" مسرت چھا گئی — جان شاگردوں میں اس کے آ گئی
باادب پطرس[1] نے اس سے عرض کی — چل کے پانی پہ میں آؤں ناصری

پطرس[1] - پطرس کا عبرانی نام شمعون تھا۔ اس کے باپ کا نام بریوناہ تھا وہ شادی شدہ تھا۔ شہر کفرنحوم کے گاؤں بیت صیدہ کا رہنے والا تھا۔ ماہی گیر تھا۔ وہ خداوند یسوع مسیح کا پہلا شاگرد تھا۔ اس نے خداوند یسوع مسیح کا تین مرتبہ انکار کیا۔ اس کے بعد اس نے توبہ کی اور خداوند یسوع مسیح پر دل سے ایمان لایا اور بہت بڑا منادی ہوا۔ وہ اور اس کی شریک حیات دونوں مل کر جا بجا مسیح یسوع کی منادی کرتے تھے۔ انکا یہ پیغام تھا۔ مسیح گناہوں سے نجات دیتا ہے وہ مُردوں میں سے جی اٹھا ہے۔ خدا کا بیٹا ہے۔ وہ گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ اس نے ہمارے گناہوں کی خاطر فدیہ دیا۔ رومی شاہ نیرو کی حکومت میں ۶۳ء یا ۶۴ء کے شروع میں مذکورہ بالا منادی پر اسے قید کیا اسکو صلیبی موت کا حکم دیا۔ اس نے نڈر ہو کر شاہ نیرو سے درخواست کی کہ اس کا سر صلیب

باخوشی پانی پہ پطرس چل کے آئے — وہ چلا تھا دو قدم گھبرا گیا
جب لگا وہ ڈوبنے چلا اٹھا — اے مسیحا ڈوبتے کو اب بچا
اس نے تھاما دستِ پطرس اور کہا — شک کیا کیوں تو نے یہ پطرس بتا
وہ سفینے تک چلے تھے آب پر — چل رہا تھا سنگ پطرس بے خطر
اس نے ڈانٹا پھر ہوا طوفان کو — اُس کے ہیں ہر شے حکم ہے جان لو
تھم گئی تھی حکم سے اس کے ہوا — جھیل ساکن جوش لہروں کا تھما
آج تک ایسا بشر دیکھا نہیں — پائے اقدس پر جھکی ان کی جبیں

اس جہاں میں ہے نہیں کوئی بشر
چل سکے جو مثلِ منجی آب پر

ہر مریض جاں بلب سے بات کی — زندگی بخشی کسی کو آنکھ دی
اس نے دی مُردہ دلوں کو جان بھی — راہِ حق کی دی انہیں پہچان بھی
روحِ بد اس نے نکالیں سینکڑوں — جاں اسیروں کی بچالیں سینکڑوں
لاعلاجوں کو بھی دی اس نے شفا — موت پر غالب ہوا مثلِ خدا

سڑ چکی تھی نعش لعزر[ع] کی تو کیا
جی اُٹھا وہ۔ جب کہا اس نے کہ آ

صلیب نیچے کی طرف رکھ کر سُولی دی جائے۔ جو شاہ نیرو نے منظور کی اور اس کو اسی طرح صلیب دی۔ سچا منادِ مسیح یسوع پر شہید ہو گیا اور خدا کے آغوشِ مبارک میں سو گیا۔

[ع] لعزر۔ ایک شخص کا نام ہے جس کو دفن کئے ہوئے چار دن ہو گئے تھے اس کی لاش بالکل سڑ چکی تھی۔ خداوند یسوع نے اسے زندہ کیا۔

دلاتا ہوں کہ وہ حضرت عیسیٰ اور مقدسہ مریم کی زندگی کے بارے کیا فرماتا ہے، ذیل میں جو حوالے دیئے ہیں، وہ قرآن مجید میں سے لئے گئے ہیں جبکا اردو میں ترجمہ جناب مولانا فتح محمد جالندھری نے کیا ہے!

سورۃ الانبیاء ۲۱-آیت-۹۱-صفحہ ۴۴۸

وَالَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِیۡهَا مِنۡ رُّوۡحِنَا وَجَعَلۡنٰهَا وَابۡنَهَاۤ اٰیَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (۹۱)

اور ان مریم کو بھی یاد کرو جنہوں نے اپنی عفت کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی۔ اور ان کو اور ان کے بیٹے کو اہل عالم کے لئے نشانی بنا دیا۔ (۹۱)

سورۃ آل عمران ۳-آیت ۴۵-صفحہ ۸۶

اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَةُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَةٍ مِّنۡهُ ۖ اسۡمُهُ الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ وَجِیۡهًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ (۴۵)

وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے جب فرشتوں نے مریم سے کہا۔ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح مشہور عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ اور جو دنیا اور آخرت میں با آبرو اور خدا کے خاصوں میں سے ہوگا۔ (۴۵)

سورۃ مریم ۱۹-۱۹-۲۲ آیات-صفحہ ۴۱۵

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ ٭ۖ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا (۱۹)

انہوں نے کہا کہ میں تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں۔ (۱۹)

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا (۲۰)

مریم نے کہا! میرے ہاں لڑکا کیونکر ہوگا مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں بدکار بھی نہیں۔ (۲۰)

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ (۲۱)

فرشتے نے کہا: یونہی ہوگا۔ تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ یہ مجھے آسان ہے اور میں اسے اسی طریق پر پیدا کروں گا۔ تاکہ اس کو لوگوں کے لئے اپنی طرف سے نشانی اور ذریعہ رحمت و مہربانی بناؤں اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے۔ (۲۱)

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا (۲۲)

اور تو وہ اس بچے کے ساتھ حاملہ ہوگئیں اور اس کو لے کر ایک دور جگہ چلی گئیں۔ (۲۲)

سورۂ مریم ۱۹۔ ۳۰۔ ۳۲ آیات۔ صفحہ ۴۱۷

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا (۳۰)

بچے نے کہا میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے (۳۰)

وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۚ (۳۱)

اور میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مجھے صاحب برکت کیا ہے اور جب تک زندہ ہوں مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے (۳۱)

زکوٰۃ

سورۂ مریم ۱۹۔ ۳۲ آیت صفحہ ۴۱۷

وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا (۳۲)

اور مجھے اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے۔ اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا۔ (۳۲)

سورۂ مریم ۱۹ - ۳۳ و ۳۴ آیات صفحہ ۲۱۷

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (۳۳)

اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلام و رحمت ہے۔

ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ (۳۴)

یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں اور یہ سچی بات ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں (۳۴)

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۚ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

ملاحظہ ہو۔ البقرۃ ۲ - آیت ۲۵۳

یہ پیغمبر جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں۔ ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو کی ہے۔ بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے اور عیسیٰ ابنِ مریم کو ہم نے کھلی ہوئی[1] نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کی مدد کی۔

[1] کھلی نشانیوں سے مراد ہے مردوں کو زندہ کرنا۔ بیماروں کو اچھا کرنا اور مادر زاد اندھوں کی آنکھیں روشن کرنا وغیرہ

ولادت خداوند مسیح یسوع

نام لکھوانے گئے وہ بیت اللحم[1] | دن ولادت کے بہت تھے اس کے کم
جستجو میں تھے ملے کوئی مکاں | نہ ملی ان کو سرائے نہ دکاں
اک گئو شالہ میں پائی تھی جگہ | ابنِ حق کو راس آئی تھی جگہ
پاک تن سے ابنِ حق پیدا ہوا | جو کہا تھا رب نے وہ پورا ہوا
تھا لباسِ ابنِ مریم[2] نور کا | پیکرِ خاکی میں حق مستور تھا
ابنِ رب کی اس کو سنگت ہو گئی | اوج پر چرنی[3] کی قسمت ہو گئی
موسمِ سرما اندھیری رات تھی | اپنی بھیڑوں پر نظر چوپان کی
نورِ حق سے وہ خوشی سے بھر گئے | اک فرشتے کو جو دیکھا ڈر گئے
تم ڈرے کیوں یہ فرشتے نے کہا | میں سناتا ہوں تمہیں مژدہ نیا
آج داؤد کے شہر میں بالیقیں | ساری دنیا کا منجی ہے مبیں
طفلِ رب کا یہ نشاں تم کو دیا | ایک بچہ کپڑے میں لپٹا ہوا
پاؤ گے تم اس کو چرنی میں پڑا | وہ صداقت۔ راہِ حق کا رہنما

تھے فرشتے آسماں پہ نغمہ زن
صلح جو ہر آدمی اس سے مگن

[1] بیت اللحم کے معنی ہیں روٹی کا گھر۔ یہ یروشلم کے جنوب میں کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں پر خداوند یسوع مسیح کے پیدا ہونے کی پیشینگوئی کی گئی تھی۔ اور وہ وہاں پیدا ہوئے دیکھئے متی کی انجیل ۲ باب ۵ آیت

[2] بیٹا مریم کا بیٹا یعنی خداوند یسوع مسیح

[3] چرنی۔ یا ناند کو انگریزی میں MANGER or CRIB کہتے ہیں

ایک پورب میں ستارہ دیکھ کر ۔۔۔ چل پڑے تھے سہ مجوسیؔ سربسر
ہو گیا ان کا ستارہ رہ نما ۔۔۔ تھا مسیحا وہ وہاں ہی جا رکا
لے کے تحفہ سونا مُر۔ لوبان کا ۔۔۔ بہر سجدہ مشرقی یہ تین شہ
وہ عقیدت مند پہنچے بیت لحم ۔۔۔ پائے اقدس میں خوب چوما دم بدم
نذر اس کی کر دیا جو لائے تھے ۔۔۔ باخوشی لوٹے جہاں سے آئے تھے

خوش ہوئی یہ حال مریم دیکھ کر
شکر کرتی تھی خدا کا سربسر

جو جانوروں یعنی گائے۔ بیل۔ بھینس وغیرہ کے کھانا ہی رکھنے اور کھلانے کے کام میں آتی ہے۔ یہ اکثر سرائے یا مکان کی دیوار میں کاٹ کر حسب ضرورت لمبی۔ چوڑی۔ اونچی بنائی جاتی ہے۔ سرائے میں جگہ نہ ہونے کے سبب سے مسیح یسوع خداوند کو اس میں رکھا تھا۔ دیکھئے مقدس لوقا کی انجیل ۲ باب ۱۲ آیت

خدا کرے جو دل میں رہا ہے ہمیشہ ۔۔۔ وہی آج چرنی میں رکھا ہوا ہے

مجوسی۔ نجومی علم نجوم کے جاننے والے۔ انہوں نے ایک بہت چمکیلا ستارہ آسمان پر دیکھا۔ اس سے معلوم کیا کہ یہودیوں کا بادشاہ پیدا ہوا ہے جس کی پیشینگوئی کی گئی تھی۔ وہ اس کے درشن کو معہ تحفہ جات کے بیت لحم پہنچ گئے اور نذرانہ چڑھا کر واپس اپنے ملک کو چلے گئے۔

چوتھے برس سن عیسوی سے پیشتر

تکمیلِ موسوی شریعت

آٹھویں دن اس کا ختنہ ہو گیا — وہ شریکِ موسوی شرع ہوا
حسبِ حکمِ رب۔ اسے یسوع کہا — جسکا مطلب ساتھ ہے اسکے خدا
(ق) رات دن وہ جسم میں بڑھتا گیا — وہ نظر میں رب کے بھی چڑھتا گیا
وہ گیا ہیکل جو برس بارہ کا تھا — عید کا دن تھا فسح کا وقت تھا
تھا شریکِ عید ہر پیر و جوان — عید میں تھے ساتھ اسکے باپ ماں
عید کی رسمیں ادا وہ کر چکے — ناصرت اپنے وطن کو چل پڑے
باخوشی ہیکل میں یسوع رہ گیا — باپ ماں کو نہ ہوا اس کا پتا
عالمِ شرع نے کتابِ حق پڑھی — با دبہ و باخوشی اس نے سنی
اپنے قول پر جب کیا اس نے سوال — ذی فہم کاہن[۳] کو پایا۔ پُر ملال
میرِ مجلس کو کیا اس نے خطاب — ان سوالوں کا دیا خود نے جواب
عقل پر اس کی ہر اک حیران تھا — عالمِ شرع نے سن کے یوں کہا

کم سنی میں اس کا ہے ایسا کلام
ہے زبان اس کی۔ خدا کا ہے پیام

ختنہ[۱]۔ یہودیوں میں یہ ایک خاص رسم ہے کہ لڑکا پیدا ہونے کے آٹھویں دن بعد آلہ تناسل کی کھلڑی کاٹ دی جاتی تھی۔ جسکا مطلب یہ ہوتا تھا کہ وہ یہودی شرع میں شریک ہو گیا ہے۔ اور اس سے یہ بات ظاہر ہوتی تھی کہ اس نے اپنے آپ کو روحانی اور جسمانی طور پر خدا کو سونپ دیا ہے اور یہ اس پر خدا کا فضل تھا۔ ختنے کی رسم کا آغاز بحکم خدا ہوا۔ سب میں پہلا ختنہ حضرت ابراہام جب وہ ۹۹ برس کے تھے اور حضرت اسمٰعیل ۱۳ برس کے تھے۔ تو دونوں کا ختنہ ایک ہی دن ہوا۔ حضرت اضحاق کا ختنہ آٹھویں دن بحکم خدا ہوا۔ دیکھئے پیدائش کی کتاب ۱۶ ر ۱۷ باب آجکل مسیحیوں میں یہ رسم منع ہو چکی ہے۔ اسکی جگہ بپتسمہ ہے یعنی پانی میں غوطہ دیکر نکالنا یا پیشانی پر پانی ڈالنا اور پانی سے پیشانی پر صلیب کا نشان بنانا ضروری ہے جو پادری صاحبان ادا کرتے ہیں [illegible]

ہوا جو اس کو بحکم خدا ملا۔ اسی لئے خداوند یسوع مسیح نے بھی یوحنا سے بپتسمہ یردن میں لیا۔ متی ۳ باب ۱۵ اور ۱۶ آیت۔ اس سے بھی روحانی اور جسمانی طور پر خدا کو سونپ دیتا ہے۔ اور کہ وہ مسیحی کلیسیا میں شریک ہو گیا ہے۔ دیکھئے مقدس متی کی انجیل ۳ باب ۵ و ۶ آیات "تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا۔ مسیح کو پہن لیا ہے" ﷺ مقدس پولوس رسول کا خط گلتیوں کے نام ۳ باب ۲۷ آیت

ہیکل مقدس۔ حضرت سلیمان بادشاہ نے اپنے دور سلطنت کے چوتھے برس زیف مہینے کے دوسرے دن ہیکل کی تعمیر کوہ موریا جو یروشلم میں واقع ہے شروع کی۔ اسکی لمبائی ساٹھ ہاتھ چوڑائی بیس ہاتھ۔ اونچائی تیس ہاتھ تھی۔ ہیکل کی چھت فرش دیواریں۔ اور دروازے۔ کھڑکیاں۔ حجرے۔ الہام گاہ۔ پاک ترین کمرہ۔ مذبح۔ خاص اوفیر کے سونے سے بنوائے۔ ان میں ہیرے جواہرات جڑوائے۔ کھجور۔ کھلے ہوئے پھولوں کی گلکاری اور نقش نگاری بھی کی۔ دو فرشتے بھی بنوائے۔ جن کی اونچائی دس ہاتھ اور آکار پانچ ہاتھ تھا۔ ان کے نیچے عہد کا صندوق "(یعنی حضرت موسیٰ کا عصا۔ ۲ تختیاں جن پر دس احکام کندہ تھے۔ ایک مرتبان جس میں من تھا) رکھا رہتا تھا۔ یہ ہیکل حضرت سلیمان کے دور سلطنت کے گیارھویں برس "بول" مہینے میں بن کر تیار ہوئی۔ اس کے تیار ہونے میں سات برس لگے۔ دیکھئے پہلا سلاطین ۶ باب ۱-۳۸ آیات حضرت سلیمان بادشاہ نے ایتانیم مہینے (یعنی ساتویں مہینے) اس کی افتتاح کی۔ تمام یہودیوں۔ اسرائیلیوں۔ فقیہوں۔ کاہنوں۔ سردار کاہن۔ بزرگوں کو بلایا۔ اور سب نے مل کر خدا کا شکر کیا۔ دعائیں کیں۔ قربانیاں چڑھائیاں۔ منتیں کیں۔ ملاحظہ ہو پہلا سلاطین ۸-۱۰ باب۔ حضرت سلیمان بادشاہ نے ہیکل کی دیکھ ریکھ کے اور ہر کام کے لئے الگ الگ خدمتگذار رکھے۔ سردار کاہن۔ کاہنوں کی جماعت۔ عالم شرع وہاں رہتے تھے۔ عبادت گاہ تھی۔ مذہبی تعلیم کا مرکز تھا۔ دور دراز ملکوں سے یہودی۔ اسرائیلی وغیرہ یہاں ہر سال عید فسح اور دیگر عید منانے آتے تھے۔ دیکھئے پہلا سلاطین ۸-۱۰ آیات ﷺ

کاہن۔ یہ مذہبی پیشوا ہوتا تھا۔ جو کہ خاص کر لاوی کے خاندان سے چنا جاتا تھا۔ اس کا کام ہیکل کی دیکھ ریکھ کا تھا۔ تمام مذہبی رسوم وہ ادا کرتا تھا۔ مذہبی تعلیم بھی دیتا تھا۔ ایسے بہت سے کاہن ہوتے تھے۔ جن میں سب سے اعلیٰ ہوتا تھا۔ اسے سردار کاہن کہتے تھے۔ صرف وہی پاک ترین حجرے میں جا سکتا تھا۔

ایک منزل قافلہ جب چل چکا
جستجو میں اس کی ماں تھی مبتلا

جب نہیں پایا اسے واپس چلے
وہ تھکے ماندے شلم[51] کو آ گئے

دیکھ کے ہیکل میں اس کو باپ ماں
آ گئی نیم جانوں میں بھی جان

بولی مریم[52] تو نے بیٹا کیا کیا
کیوں جدا ہم سے ہوا ۔ کیوں رہ گیا

یوں دیا اس کو مسیحا نے جواب
باپ کے گھر میں مرا رہنا ثواب

اس اشارے کو وہ سمجھے ہی نہیں
حکمِ یوسف پر جھکی اس کی جبیں

نرگسی کی اب جبیں پر سل پڑے
ناصرت کو ساتھ تینوں چل پڑے

وہ مسافر تھے خدا تھا رہ نما
گاؤں[53] تک اس نے انہیں پہنچا دیا

وہ رہا یوسف کے تابع با خوشی
تھی مسیحا کی نمونہ زندگی

اس نے پوری ہر رضا کی باپ کی
کی بنجاری[54] میں مدد بھی باپ کی

ناصرت میں وہ رہا تھا تیس سال
ہر نظر میں نیک تھا وہ خوش خصال

نیک لڑکا روح و قامت میں بڑھا
رات دن اس پر خدا کا فضل تھا

شلم[51] ۔ مراد یروشلم
مریم[52] ۔ مراد مقدسہ مریم خداوند یسوع مسیح کی ماں
گاؤں[53] ۔ مراد ناصرت
بنجاری[54] ۔ مراد کھاتی کا کام ۔ بڑھئی
لڑکا ۔ دیکھئے صفحہ ۶۲

سن عیسوی ۳۱

عجیب انصاف

اک حسینہ تھی بہت ہی بدخصال ابنِ رب سے تھا فریسی[۱] کا سوال
یہ کہا استاد[۲] سے زانی ہے زن شرعِ موسیٰ ہے کہ ہو پتھراؤ تن
بس تو اس عورت کی نسبت سچ بتا حق میں اس کے تیرا ہے کیا فیصلہ
سبکو دیکھا اس نے پھر ان سے کہا مارے اس کو پہلا پتھر بے گنہ
اس نے انگلی سے زمیں پر کچھ لکھا ہر بشر اپنا سا منہ لے چل دیا
رہ گئے عورت مسیحا اب وہاں مُدعی عورت ترے ہیں سب کہاں
تجھ کو اب تک سنگساری کی نہیں جی نہیں شاہ اُمم۔ ہاں جی نہیں
میں سزا تجھ کو بھی کچھ دیتا نہیں جا زنا پھر تو کبھی کرنا نہیں
جھک گئی بہرِ اطاعت بدچلن اس گھڑی سے بن گئی وہ نیک زن

زندگی بدلی کرشمہ دیکھئے
شانِ انصافِ مسیحا دیکھئے

[۱] فریسی۔ یہودیوں کا ایک کٹّر فرقہ ہے۔ جو مُردوں کی قیامت کا قائل ہے اور وہ لوگ شریعت و رسومِ موسوی کے بہت پابند ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کو صلیب دلوانے میں ان کا ہاتھ تھا۔

[۲] استاد۔ مراد خداوند یسوع مسیح

سن عیسوی ۳۲

تغیرِ صورت[1]

ایک دن وہ ایک پربت پر گیا
ساتھ تھے یعقوب[2] پطرس[2] یوحنا[2]

وہ گیا تھا کوہ پر بہرِ دعا
جب وہ سجدے میں جھکا تو یہ ہوا

برف کی مانند تھی اس کی قبا
اس کے چہرے پر جلالِ پاک تھا

آ گئے موسیٰ[3] وہاں اور ایلیاہ[4]
ذکر اس کے مر کے جی اٹھنے کا تھا

نور کے بادل نے ان کو آ لیا
پھر خدا نے اس طرح ان کو کہا

برگزیدہ میرا بیٹا جان لو
جو کہے یہ با خوشی اُسکی سُنو

[1] تغیرِ صورت۔ دیکھئے مقدس لوقا کی انجیل ۹ باب ۲۸-۳۴ آیات
[2] یعقوب پطرس یوحنا۔ خداوند یسوع مسیح کے حواری۔

[4] ایلیاہ۔ حضرت ایلیاہ تشبی نام تھا۔ جلعاد کے پردیسیوں میں سے تھے۔ آپ نبی تھے
آپ کو خدا نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ آپ کے لئے خدا نے آتشی رتھ
جس کو گھوڑے چلا رہے تھے بھیجا۔ وہ اس میں بیٹھ کر آسمان کو چلے گئے۔
دیکھئے ۲ سلاطین ۲ باب ۱۱ آیت

ہیکل کی صفائی

اسقدر اس نے کیا سب کا بھلا — کہہ اٹھی دنیا محبت کا خدا
معجزے اس نے کئے تھے دم بدم — لوگ کہتے تھے اسے شاہ کرم
وہ گدھی کے بچے پر بیٹھا۔ چلا — شاہ حق سوئے شلم کو چل پڑا
آسمان والے۔ زمینی کہہ اٹھے — کہہ رہے تھے باخوشی چھوٹے بڑے
آرہا ہے جو خدا کے نام سے — ہو مبارک ہر طرف نعرے لگے
مسیح گئے ہیکل میں، ہلچل آگیا — مالک کون و مکاں ابن خدا
ہر طرح کی تھیں دکانیں جو وہاں — اس نے صرافوں کی الٹی چوکیاں
ہر پرندہ بھیڑ بکری۔ چھوڑ دی — اس طرح پھر اپنے ہیکل پاک کی
گھر دعا کا ڈاکوؤں کی کھوہ ہے — کاہنوں کو بس نفع کا موہ ہے
باخوشی اس نے یوں چیلوں سے کہا — گھر دعا کا یہ سدا کہلائے گا
پاک جب ہیکل کو وہ یوں کر چکا — اس نے شاگردوں کے ہمراہ کی دعا

گدھی[1]۔ گدھی کے بچے کا ذکر۔ زکریاہ نبی کی کتاب ۹ باب ۹ آیت میں یوں مرقوم ہے
اے بنت صیہون شادمان ہو۔ اے دختر یروشلم خوب للکار کیونکہ دیکھ تیرا
بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ صادق ہے اور نجات اس کے ہاتھ ہی ہے وہ حلیم
ہے اور گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر سوار ہے۔

[2] دیکھئے مقدس متی رسول کی کتاب ۲۱ باب ۶-۱۱ آیات

شلم[3] شلم سے مراد یروشلم ہے جس کے معنی ہیں۔ بنیاد۔ سرزمین امن ۔ اسکو خدا نے چنا تھا
اس شہر کو یہودی مسلمان مسیحی اسرائیلی مقدس شہر تسلیم کرتے ہیں۔ اور اسکو بڑی عزت
سے دیکھتے ہیں حضرت داؤد بادشاہ نے اسکو اپنا دارالسلطنت بنایا تھا جب ہی
سے وہ مذہبی مرکز رہا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مقدس پہلا سلاطین ۱۱: ۱۳

عالم الغیب

اک فریسی[1] نے یوں درخواست کی — اپنے گھر دعوت اسے کھانے کی دی
اس کے گھر وہ ہو گیا مہمان جب — اور بھی مہمان تھے ذی شان سب
آ گئی اتنے میں اک عورت وہاں — تھا جٹاماسی کا ہمراہ عطر داں
ہے یہ عورت بد چلن اور بد زباں — جانتے تھے شہر کے سب پیر و جواں
عطر اس کے پاؤں پر ڈالا وہ سب — کر چکی خشک وہ بالوں سے جب
کچھ فریسی بد گماں کہنے لگے — گر نبی ہوتا منع کرتا اسے
ہو گیا واقف وہ ان حالات سے — یوں کیا واضح انہیں اس بات سے
شخص دو مقروض تھے زردار کے — ایک پر سو ۔ پانچ صد دینار کے
پاس ان کے کچھ نہیں دینے کو تھا — قرض ان کا عرض پر بخشا گیا
میں سوالی تجھ سے ہوں شمعون[2] کہہ — اب زیادہ کون ہے ممنون کہہ
سن کے یہ شمعون یوں گویا ہوا — جو بہت مقروض تھا ۔ وہی ہوا

ابن رب نے فیصلہ سن کے کہا
فیصلہ تو نے بہت اچھا کیا

[1] فریسی :۔ دیکھئے صفحہ ۸۱

جٹاماسی :۔ یہ ایک بہت قیمتی عطر تھا۔ جو اس عورت نے خداوند یسوع مسیح کے پائے مبارک پر ڈالا۔ اور اپنے بالوں سے اس کو خشک کیا۔ اس عورت کا نام مریم مگدلینی تھا۔ ملاحظہ ہو مقدس مرقس کی انجیل ۱۴ باب ۱ ۔ ۹ آیات

[2] شمعون :۔ شمعون کوڑھی ۔ یہ بیت عنیاہ کا رہنے والا تھا قوم سے فریسی تھا۔ شریعت موسوی اور رسوم سے بہت واقف۔ کافی مالدار تھا۔ اس نے خداوند یسوع مسیح کی دعوت کی۔ خداوند یسوع مسیح نے اس سے کہا کہ تو نے فریسی ہوتے ہوئے بھی میری شریعت کے مطابق آؤ بھگت نہیں کی۔ رسوم مہمان نوازی یہ تھے کہ مہمان کو ہاتھ منہ دھونے کیلئے پانی دیا جائے میزبان اس کے پاؤں دھوئے پیشانی پر بوسہ دے ان میں سے ایک بھی اس نے نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو ... ۷ باب ۱ ۔ ۹ آیات

تو نے وہ مہماں نوازی کی نہیں — تیل۔ پانی۔ عطردانی۔ دی نہیں
تو فریسی ہو کے یہ جانا نہیں — فرض بوسے کا بھی پہچانا نہیں
دیکھ اس عورت کو جو ہے خستہ تن — جو نظر میں ہے تمہارے بدچلن
دھو رہی ہے آنسوؤں سے پاؤں وہ — آگئی ہے جب سے یہ عورت دیکھ لو
پاؤں میرے چومتی ہے دم بدم — کہہ رہی دل میں اے شاہ امم
تجھ سے مجھ سے ہیں فریسی[1] بدگماں — تو ہے واقف مجھ سے میرے غیب داں

راز سے واقف تھا اسکے عیب داں
تھے خیال خام میں پیر و جواں

یہ یہوداہ[2] نے کہا تھا برملا — عطر اتنا قیمتی ضائع کیا
بیچ کر کیوں نہ غریبوں کو دیا — کر دیا اس لالچی نے فیصلہ
یوں دیا ان کو مسیحا نے جواب — ساتھ ہیں غربا تمہارے بے حساب
پھر خدمت ساتھ ان کے تم چلو — جب بھی چاہو ان سے تم نیکی کرو

میں تمہارے ساتھ ہوں دو چار دن
پھر کہاں صحبت کہاں یہ یار دن

[1] فریسی - ۸۱

[2] یہودہ - یہودہ سے مراد ہے۔ یہودہ اسکریوتی۔ شمعون اسکریوتی کا بیٹا تھا۔ خداوند یسوع مسیح کا شاگرد تھا۔ وہ خزانچی تھا۔ طبیعت کا لالچی تھا۔ دولت سے بہت پیار تھا۔ اس نے خداوند یسوع مسیح کو سردار کاہن کے ہاتھ تیس سکوں میں بیچ دیا۔ اور گستمنی باغ میں اس کے پیشانی کا بوسہ لے کر اس کو رومی سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔ جب اس نے دیکھا کہ یسوع مسیح کو صلیب دی جانے والی ہے تو بہت پچھتایا اور اپنے آپ پھانسی لے کر مر گیا۔
ملاحظہ ہو مقدس متی رسول کی کتاب ۲۷ باب ۳ سے ۷ آیات

چھوڑ دو مریم[1] کو نہ تم دق کرو — ٹوٹے دل پر اور نہ تہمت دھرو
جو کیا اس نے بھلا ہی ہے کیا — عطر یہ تکفین کو میرے لگا
پائے اقدس چومتی تھی دم بدم — دل میں کہتی تھی کہ اے شاہِ کرم
بدچلن ہوں میں ذلیل و خوار ہوں — زندگی سے اپنی میں بیزار ہوں
دل پریشاں ہے مرا۔ آنکھ تر — رحم کی ہو جائے مجھ پر بھی نظر
ابنِ رب کو رحم اس پر آگیا — اس لئے بخشا باخوشی اس کا گنہ
حق میں اس کے یہ مسیحا نے کہا — یہ بھلائی کا صلہ اس کو دیا

جب منادی ہوگی میرے نام کی
یادگاری ہوگی تیرے نام کی

[1] مریم۔ نئے عہد نامے میں مریم کا نام چھ جگہ پر آیا ہے اور اس سے ہمیشہ الگ الگ عورت مراد ہے یا سمجھی جاتی ہے

(۱) مقدسہ مریم جو خداوند یسوع مسیح کی ماں ہے۔ مقدس متی رسول کی انجیل ۱: ۸
(۲) مریم۔ مرتھا کی بہن اور لعزران کا بھائی تھا جس کو خداوند یسوع مسیح نے جلایا۔ دیکھئے مقدس یوحنا رسول کی انجیل ۱۱ باب ۱ آیت
(۳) مریم مگدلینی۔ جس کو خداوند یسوع مسیح نے بیماریوں سے شفا بخشی۔ اس میں سے بد روحیں نکالیں۔ جسکو مریم بھی لکھتے ہیں اور یہ وہی مریم مگدلینی ہے جس نے خداوند یسوع مسیح کے پاؤں پر عطر ڈالا۔ اور اپنے بالوں سے خشک کیا۔ دیکھئے مقدس لوقا رسول کی انجیل ۷: ۳۷، ۳۸ نیز دیکھئے مقدس لوقا کی انجیل ۸: ۲
(۴) مریم۔ حضرت یعقوب و یوسیس کی ماں۔ دیکھئے مقدس متی کی انجیل ۲۷: ۵۵، ۵۶
(۵) مریم۔ مقدس یوحنا کی ماں۔ اعمال کی کتاب ۱۲ باب ۱۲ آیت
(۶) مریم۔ مریم ایک مسیحی عورت کا نام ہے جس نے مقدس پولوس کے زمانے میں مسیحیوں کی بہت خدمت کی اور مقدس پولوس اس کو سلام لکھتے ہیں۔ دیکھئے مقدس پولوس کا خط رومیوں کے نام ۱۶ باب ۱۶ آیت

متفرق ہدایات

نمک

یہ مسیحا نے مسیحیوں سے کہا
تم زمیں کے ہو نمک۔ خوش مزہ

چیز اس سے ہے بنی خوش ذائقہ
ہو نمک جس میں نہیں وہ بدمزہ

ہو نمک کا سا مزہ۔ تم میں حبیب
ہو زباں پر ذکرِ عیسیٰ اور صلیب

نور

تم جہاں کے واسطے روشن دیا
شہر ہر کوچے گلی میں ہو ضیا

تم دیا جلتا ہوا اوپر رکھو
تا کہ پہنچے روشنی ہر ایک کو

کام نیکی کا تو کر بندے خدا
ہو زباں پر رات دن رب کی ثنا

نظرِ بد

سن چکے ہو خون کرنا ہے بُرا
بھائی کو پاگل بھی کہنا ہے بُرا

ہو کسی زن پر جو تیری بد نگاہ
ہے زنا سے بڑھ کے وہ جرمِ سیاہ

قسم

تھی قسم کھانا تو اگلوں میں روا
پر نہ کھانا تم قسم اس نے کہا

بات سچ ہو۔ نہ زیادہ اس سے ہو
بات ہو ہاں یا نہیں بس تم کہو

امداد

مانگے جو تجھ سے اسے دے بے دریغ
اس کے بدلے میں چلے کیا تجھ پہ تیغ

سود اس سے تو نہ لینا دام پر
دے گا تجھ کو خود خدا اس کا اجر

انتقام

لینا بدلہ شرع موسیٰ میں روا
ہو جو خاطی بدلہ دے وہ جان کا

لے کسی سے تو نہ اپنا انتقام
دے خدا کے ہاتھ میں بدلے کا کام

حق میں بدلے کے مسیحا نے کہا
تو شریروں کے مقابل کو نہ جا

تو طمانچہ کھا بھی ہو۔ نہ خفا
پھیر دے تو گال اپنا دوسرا

ہے غلط اس کو سمجھنا بزدلی
اسمیں طاقت لاکھ گھوڑوں کی چھپی

دے دیا اس نے حلیمی کا سبق
عاجزی اور انکساری کا سبق

عداوت

دشمنوں سے رکھ عداوت ہے علیق
مثل مسیحی ہو حریفوں کا رفیق

تم حریفوں کے لئے مانگو دعا
تاکہ دنیا کہے تمہیں حق آشنا

خیرات

تو کرے خیرات تو یہ جان لے
نہ بجا باجہ طبل یہ جان لے

تیری ہو خیرات خفیہ طور پر
تیرے کاموں پر خدا کی ہے نظر

تجھ کو دے گا پھر خدا اس کا اجر
زندگی بھر تو رہے گا بے خطر

دعا

رکھ نہ دل میں یہ دعا کا مدعا
لوگ سمجھیں تجھ کو اچھا پارسا

جو یہ سمجھا وہ اجر پا نہ سکا
پاس حق کے وہ کبھی آ نہ سکا

اپنے گھر کا بند کر دروازہ تو
کر خدا سے پھر دعا کی آرزو

ہو کے دو زانو جھکا تو اپنا سر
ہر گنہ کہدے تو اس سے بے خطر

بخش دے گا تیری توبہ پر گنہ
نام اس کا ہے غفور و کبریا

روزہ

روزہ رکھنا فرض ہے ہر اک کا | روح و تن دونوں کی ہے اچھی غذا
دور کرتا ہے بدن کے مرض کو | روح کو پاک تر کرتا ہے وہ
شرط ہے روزہ داری کی عجیب | رکھ روزہ کہہ نہ اوروں سے حبیب
ہو ادا اسی چہرے پر نہ مُردنی | منہ بگاڑو تم نہ ہو بد گفتنی
بلکہ سر میں تیل ڈالو منہ کو دھو | سرنگوں بہر عبادت دل سے ہو
رات کے کھانے کے بعد کچھ نہ کھا | دوسرے دن شام کو روزہ اٹھا
باپ جو ہے آسماں سے دیکھتا | تجھ کو دے گا وہ اجر اس کا بڑا

مال و دولت

نہ جمع کر مال دولت تو یہاں | زنگ کیڑے مال کو کھائیں جہاں
مال ہے تیرا وہاں ہے دل ترا | دل عبادت پر ہو کیوں مائل ترا
ایک دن چور اسے لے گا چُرا | تو کفِ افسوس مل ۲ کے روئے گا
مال نیکی کا جمع کر نوجواں | زنگ جس کو نہ لگے ہرگز یہاں
مال دولت اور خدا ہیں کب یکی | دو کی خدمت میں اجیرن زندگی

فکر میں

کھانے پینے کی تجھے ہے فکر کیوں | تو قبا کا کر رہا ہے ذکر کیوں
تو پرندوں پر نظر اپنی اٹھا | کس قدر ان کی قبا ہے خوشنما
وہ نہ بوتے کاٹتے پھر بھی خدا | وقت پر دیتا ہے ان کو وہ غذا
نہ سلیماں کا بنا ایسا لباس | اس مزہ کی نہ غذا تھی اس کے پاس

تجھ کو دے گا وہ غذا اچھا لباس
شکر کی جا ہے خدا کی کر سپاس

عیب جوئی

عیب جوئی نہ کرو تم غیر کی
بھائی چارہ میں پڑے گی دشمنی
دل سے اپنے عیب کی زنجیر کھینچ
پہلے اپنے آنکھ کا شہتیر کھینچ
عیب کا تنکا جو اوروں میں دِکھے
با خوشی آنکھوں سے انکی کھینچ لے

کھانے کے بارے میں

کچھ بھی کھاؤ گوشت سبزی دوستو
مزبلہ بن کے نکل جاتا ہے وہ
کھانے پینے میں برائی ہے نہیں
ہے برائی بات بد تو کہہ نہیں
دل تو مسکن نیک بد دونوں کا ہے
کر بھلائی کہ خدا نیکوں کا ہے

جستجو

مانگنے والا خدا سے پائے گا
ڈھونڈنے والے کو وہ مل جائے گا
کھٹکھٹاؤ گے جو در کھل جائے گا
وہ خدا سے اپنا مقصد پائے گا

راہِ حق

راہِ حق پر چلنا ہے مشکل بہت
عیش کی راہ پر ہے مائل دل بہت
عیش کی راہ ہلاکت کو گئی
راہِ حق ہی ہے جو جنت کو گئی
سن کے یہ تعلیم لوگوں نے کہا
وہ ہے مختارِ جہاں اہلِ خدا

کوڑھی کو چنگا کرنا

ایک کوڑھی نے کیا سجدہ اسے
التجا کی پاک کر دے تو مجھے
ہاتھ اس کا اپنے ہاتھوں میں لیا
صاف ہو گیا کوڑھ سے اس نے کہا
جا کے کاہن کو دکھا اپنے کو تو
نذر اس کی کر ادا تو ہو بہو

خداوند یسوع مسیح نے گناہ معاف کئے

لائے وہ مفلوج کو بہرِ شفا — چارپائی پر وہ اپنی تھا پڑا
کی شفائی ابنِ رب سے التجا — دیکھ کے ایمان ان کا یوں کہا
بخش دیتا ہوں میں اس کا ہر گنہ — کفر ہے سن کے فقیہوں نے کہا
اس نے ان کی بدخیالی جان لی — دوں معافی۔ اٹھ کے چل ایسی کہی
دے سکے اس کو نہ وہ اسکا جواب — پھر مسیحا نے کیا ان سے خطاب
جان لو تم اختیارِ طفلِ رب — بخشتا دیتا ہوں گنہ تائب کے سب
با خوشی مفلوج سے اس نے کہا — کھاٹ کو اپنی اٹھا کے گھر کو جا
حکم کی تعمیل کی وہ چل پڑا — خوف ہر پیر و جواں پر چھا گیا

ہر لقی نے کی بڑائی اس کی سب
کہہ اٹھے وہ۔ ہے خدائی اس کی سب

نمونہ خدمت

چھوٹوں کو ہرگز نہ سمجھو تم ذلیل — یہ نمونہ دے گئے ابنِ جلیل
پاؤں شاگردوں کے دھوئے آپ نے — بیچ خدمت کے یوں بولے آپ نے

ہے بڑا چھوٹا نہیں تم میں کوئی
خلق کی خدمت کرے اعلیٰ وہی

خوف

دے اذیت جسم کو اس سے نہ ڈر — تیغِ ظالم۔ روح پر ہے بے اثر
جو فنا کر دے بدن کو روح کو — وہ خدا ہے خوف کھاتا اس سے تو

پڑوسی کون ہے؟

عالمِ شرع نے پوچھا۔ ابنِ رب — کون ہے میرا پڑوسی کہہ تو اب

جب مسیحا نے سنا اس کا سوال — اس طرح بولا وہ اس سے خوش خصال

اک مسافر یریحو* کو چل پڑا — ڈاکوؤں نے اس کو راہ میں جا لیا

مارا کوٹا اور اتارے کپڑے بھی — مال چھینا۔ توڑے اسکے جبڑے بھی

ادھ موا کرکے اسے وہ چل دئے — تھا لہو زخموں سے جاری۔ کیا جیے

ایک کاہن کی پڑی اس پر نظر — چل دیا کترا کے وہ منہ پھیر کر

ایک لاوی آگیا پھر اس جگہ — وہ بھی اس کو دیکھ کر چلتا ہوا

اتفاقاً سامری اک آگیا — دیکھ کے زخمی کو وہ گھبرا گیا

آ لیا اس کو بہت اس پر ترس — باندھ دی پٹی ہر اک گھاؤ پہ کس

وہ مسافر کو اٹھا کر چل دیا — اک سرائے میں اسے داخل کیا

دام کھانے کے دواؤں کے دیئے — مالکِ ہوٹل نے اس سے ملے لیے

وہ سوالی عالمِ شرع سے تھا — ہے پڑوسی کون تینوں میں بتا

باادب کی عرض اس نے ناصری — ہے مسافر کا پڑوسی سامری

یہ سبق ملتا ہے اس سے دوستو — ہر دکھی کی وقت پر خدمت کرو

*یریحو۔ یریحو کو انگریزی میں (JERICHO) کہتے ہیں۔ یہ بحرِ مردار (DEAD SEA) کے پانچ میل اُتر کی طرف یردن ندی کی وادی میں بسا ہوا ہے۔ انبیاء زادے یہاں رہتے تھے۔ مقدس ایلیاہ یہاں سے آتشی رتھ میں آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے۔ یہاں کے سب باشندے حضرت ایلیاہ نبی اور حضرت الیشع نبی کو بخوبی جانتے تھے۔ یہاں بہت آثارِ قدیمہ ہیں۔ خانقاہوں کے کھنڈرات آج بھی موجود ہیں۔ یہ یہاں کی آب و ہوا

صحت بخش نہیں ہے۔ سخت دھوپ کی وجہ سے یہاں کے آدمی جنگجو نہیں
ہیں۔ زمین زرخیز ہے۔ بار آور بھی۔ پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھئے مقدس
متی کی انجیل ۲۰ باب ۲۹ آیت۔ مقدس لوقا کی انجیل ۱۰ باب ۲۹-۳۶ آیت

کاہن[۵۲]۔ دیکھئے صفحہ ۱۷

لاوی[۵۳]۔ حضرت لابن کی دختر نیک اختر لیاہ کو حضرت یعقوب نے اپنے عقد میں لیا اور آپ کے
تیسرے بیٹے کا نام لاوی رکھا۔ (یہ عبرانی نام ہے جس کے معنی ہیں "مل جانا") آپ
کا شجرہ حضرت آدم تک پہنچتا ہے۔ آپکا فرقہ ستار، بربط اور جھانجھوں کے بجانے
اور نرسنگوں کے پھونکنے اور موسیقی میں ماہر تھا۔ خدا کی حمد و ثنا کرنا انکا خاص کام
تھا۔ خداوند کے عہد کے صندوق کو (جس میں دس احکام کی دو تختیاں تھیں) ایک جگہ
سے دوسری جگہ لے جانے کا شرف صرف اسی فرقے کو تھا۔ وہ ہیکل کے کاہنوں کے
ساتھ کام بھی کرتے تھے۔ دیکھئے ۲۔ تواریخ ۵ باب ۱-۱۴ آیات

سامری[۵۴]۔ سامری حضرت عمری شاہ اسرائیل نے حضرت سمر سے سامریہ کا پہاڑ دو قنطار
چاندی میں خریدا۔ اور اس پہاڑ پر حضرت سمر کے نام پر شہر سامریہ بسایا۔ شاہ اسور
بابل نے "کوتہ" "عوا" "حمات" "سفروئیم" کے لوگوں کو لا کر بنی اسرائیل کی جگہ آباد کیا۔
دیکھئے پہلا سلاطین ۱۶ باب ۱-۲۴ آیات
یہ لوگ خدا کے خوف اور موسوی شریعت کو نہیں جانتے تھے۔ بت پرستی۔ کھودی
ہوئی صورت اور دیگر ہاتھ کی بنائی ہوئی مورتوں کو پوجتے تھے۔ اور ہر گناہ میں
مبتلا تھے۔ خدا نے شیروں کو بھیجا جنہوں نے بعض کو مار ڈالا۔ بعض کو پھاڑ
ڈالا۔ زخمی کیا۔ کیونکہ وہ اسرائیلی طریقہ عبادت نہیں جانتے تھے۔ یہ خبر شاہ
اسور کو دی گئی۔ اس نے ایک کاہن وہاں بھیج دیا۔ تاکہ وہ ان کو اسرائیلی طریقہ
عبادت سکھلائے۔ وہ اس نے کیا۔ پس پر بھی وہ مورتوں، کھودی ہوئی صورتوں
بسیرتوں اور کئی دیوتاؤں کو پوجتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ وہ خدا کی بھی پرستش
کرتے تھے جو خدا کے احکام اور مرضی کے خلاف تھا۔ یہودی سامری کو نیچ سمجھتا
تھا۔ وہ اس سے کسی قسم کا تعلق و برتاؤ نہیں رکھتا تھا۔ دیکھئے ۲ سلاطین
۱۷ باب ۱۶-۴۱ آیات۔ نیز دیکھئے مقدس یوحنا رسول کی انجیل ۴ باب ۱-۱۱ آیات

بچوں کی بابت

اس کو بچوں سے محبت تھی بہت
بچوں کو بھی اس سے الفت تھی بہت

دے کے برکت انکو یسوع نے کہا
حق فلک کی شاہی کا تم کو دیا

امیر اور آسمان کی بادشاہی

ایک دولتمند نے پوچھا۔ اے مسیح
کون سی نیکی کروں کہ ہوں رفیع

کر عمل تو موسوی احکام پر۔
چل رہا ہوں ان پہ میں تو سر بسر

اب کمی مجھ میں رہی کس بات کی
آپ کہہ دو ہو کمی جس بات کی

یہ مسیحا نے سنا اس سے کہا
مال اپنا بانٹ تو غربا میں جا

تو اگر دے گا تو بدلہ پائے گا
تجھ کو دے گا وہ خزانہ اک بڑا

ہو گیا غمگین سن کے یہ جوان
چل دیا چپکے سے وہ اپنے مکاں

دکھ نہ جانا وہ کسی بیمار کا
سونا چاندی کا۔ دین ہے زردار کا

ہے امیروں کا خدا ہیرا نگیں
وہ خدا کی بادشاہی کے نہیں

بال بچوں کو جو دے میرے لئے
وہ صلہ پائے گا اسکا بے کہے

از سر نو پیدا ہونا

تھا نکودیمس بڑا اک آدمی
حسب شرع کٹ رہی تھی زندگی

وہ فریسی قوم سے تھا نیک نام
تھا سخی اور نمازی خوش کلام

وہ حکومت میں بڑا حاکم بھی تھا
میر مجلس تھا وہ اسرائیل کا

سن چکا تھا معجزے اس کے تمام
چاہتا تھا اس کا سننا وہ کلام

وہ مسیحا سے ملا اک رات کو
کہہ رہا تھا اس طرح وہ بات کو

جانتا ہوں میں کہ ہے استاد تو
ساتھ تیرے ہے خدا یوں شاد تو

معجزے تیرے عجب ہیں مثل رب
مانتا ہوں بات تیری میں تو سب

ہوگا داخل یہ بتا نہ دیر کر
بادشاہی میں خدا کی کب بشر

یوں مسیحا نے دیا اس کو جواب
پھر جنم لینا تجھے ہوگا جناب

پڑ گیا حیرت میں سُن کے بات وہ
پر نکودیمس نہ سمجھا بات کو

آج میرا پہلے سے ہے قد بڑا
کیسے جاؤں پیٹ میں ماں کے بتا

پھر سے پیدا ہوں میں یہ ممکن نہیں
موسوی شرع میں ایسا چون نہیں

میرِ مجلس عالمِ شرع ہے تو
ایک ناداں کی طرح کیوں گفتگو

بات میری میں چھپا ہے فلسفہ
اس کو اس لئے اس طرح سمجھا دیا

بُت پرستی سے تو منہ کو موڑ لے
بدخیالی۔ دشمنی کو چھوڑ دے

باعمل ایمان ہوتا خوب ہے
اور محبت سب ہی کو مرغوب ہے

اس طرح بدلے جو اپنا دل دماغ
وہ جنم پائے نیا کامل دماغ

روح پانی خون میرا ہے حیات
ہر بُری خواہش سے دیتا ہے نجات

خون میں میرے ہے ابدی زندگی
مغفرت عاصی کو اس سے ہے ملی

آ گئی اس کے سمجھ میں بات سب
از سرِ نو ہو گیا پیدا وہ اب

دیکھئے مقدس یوحنا کی انجیل ۳ باب ۱-۱۵ آیت

برّہ

وہ قیامت زندگی ہے، جانِ رب
وہ حقیقی راہِ حق ہے۔ شانِ رب

روحِ رب۔ ابنِ خدا بھی ہے وہی
منصفِ روزِ جزا بھی ہے وہی

دو جہاں میں بے گنہ تنہا وہی
بہرِ عاصی جو مُوا۔ برّہ وہی

سورہ الزخرف ۴۳ ۶۱-۶۳ آیت تک

شاگردوں کو ہدایت

بارہ چیلے تھے مسیحا کے ضرور
کر دیا منجی نے ان کو باشعور

روح اقدس ان پہ تھا سایہ فگن
پاک دل تھے پاک تھا ان کا چلن

کام جب تبلیغ کا ان کو دیا
حکم یہ ان کو مسیحا نے کیا

تم نہ لینا ساتھ اپنے سیم وزر
فکر اس کو ہے تمہاری ہر سحر

درس منجی کا سمجھ لو جان لو
دوست دشمن کو برابر مان لو

خدمت خلق تمہارا کام ہے
دو جو الفت کا مرا پیغام ہے

بادشاہی آسماں کی ہے قریب
جو شریک اس میں ہو وہ خوش نصیب

دل کی قربانی کرو۔ بکروں کی کیا
عاقبت سدھرے اور ہو راضی خدا

سن عیسوی ۳۳

آثار قیامت از خداوند یسوع مسیح

ایک دن چیلوں نے پوچھا محترم
کیا قیامت کے نشاں ہیں شہ امم

اس طرح چیلوں سے وہ گویا ہوا
تم نے جو پوچھا ہے یہ اچھا کیا

وقت ہوگا آخری ایسا عجیب
شور برپا ہر طرف ہوگا مہیب

رنگ بدلیگا جہاں کا اس قدر
ہوگا برگشتہ خدا سے ہر بشر

ناز ہوگا ان کو اپنی عقل پر
وہ صداقت کا نہ لیں گے کچھ اثر

سلطنت پر سلطنت چڑھ جائے گی
قوم پر قوم ستم برسائے گی

زور ہوگا کال کا۔ بھونچال کا
نہ پتہ ہوگا کسی بدحال کا

قتل وغارت۔ دشمنی بے پردگی
ہر طرف دیکھو گے تم آشفتگی

عیش ہوگا میکشی بھی جابجا
مرد وزن کا جسم ہوگا بے قبا

[illegible]

آسماں کی طاقتیں ہل جائیں گی — چاند سورج بھی نہ دیں گے روشنی

آسماں سے گر پڑیں گے تارے سب — جان لیوا ہر مصیبت ہوگی تب

آندھیاں، طوفان۔ بارش۔ بجلیاں — گولہ باری۔ زلزلے۔ بیلے چینیاں

ہوں گی ایجادیں نئی ہر ہر قدم — خرچ ہوگی اک بڑی ان پر رقم

دنیا کی بربادی ہوگی ان سے بس — اور زمیں میں جائے گی مخلوق دھنس

ہوگی الفت کی جگہ نفرت۔ نہیں — باپ ماں بچوں کو دیں گے لعنتیں

نہ بہن بھائی میں ہوگا اتفاق — بیوی دے گی اپنے شوہر کو طلاق

جنگ ہوگی رات دن ہر شہر میں — نہ کمی ہوگی خدا کے قہر میں

کچھ عجب ہوں گے فلک پر بھی نشاں — جن سے کانپیگا ہر اک پیر و جواں

بُت پرستی زور پکڑے گی بہت — ظلم ہوگا مومنوں پر بھی بہت

اپنے چیلوں کو ہدایت کی۔ کہا — یہ ہدایت دو مسیحیوں کو سُنا

ہوں گے برپا سینکڑوں جھوٹے نبی — جھوٹ ان کا دین ہوگا مطلبی

خود خدا بن جائیں گے وہ اور مسیح — تم نہ ان کو ماننا اپنا شفیع

شاہِ دوراں بھی ستائیں گے تمہیں — اے مسیحیو وہ جلائیں گے تمہیں

ہر طرف شیطان ہوگا کامراں — تم نہ پھر جانا خدا سے رازداں

وقت تم پر آئے جب ایسا بُرا — رات دن مانگو خدا سے یہ دعا

حاملہ عورت نہ ہو اور سبت بھی — موسمِ سرما کا نہ ہو وقت بھی

تم نہ گھبرانا۔ مگر ہو کے کھڑے — دیکھنا سوئے فلک چھوٹے بڑے

یہ قیامت کی نشانی سرسری — آئے گا بہرِ شفاعت ناصری

جاتے جاتے اس نے ایما کر دیا — وہ زمانے سے بہت کچھ کہہ گیا

دیکھئے متی رسول کی انجیل ۲۴ باب ۱ – ۱۹ آیت

خداوند یسوع مسیح کی آمد ثانی پر تمثیل

اس کے آنے کی گھڑی تاریخ کو ۔ اک خدا ہی جانتا ہے دوستو
جب بھرا ہو کونپلوں سے ہر شجر ۔ موسم گرما کی دیتے ہیں خبر
کونپلیں کہتی ہیں گرمی ہے قریب ۔ ہم سمجھ لیتے ہیں اس کو اے حبیب
اس کے آنے کی علامت ہے عجیب ۔ کہہ گئے عیسیٰ نہیں خود اے حبیب
اب مسیحا آئیں گے جب بھی یہاں ۔ آسماں پر ہوں گے کچھ ایسے نشاں
چاند سورج روشنی دیں گے نہیں ۔ ٹوٹ کر تارے گریں گے ہر کہیں
اتفاقاً ابنِ رب آجائے گا ۔ اک زمانہ اس سے حیرت کھائیگا
دس کنواری لڑکیوں کی دی مثال ۔ منتظر دولہا کی تھیں وہ خوش خصال
پانچ عاقل پانچ جاہل ان میں تھیں ۔ پنج جفاکش پانچ کاہل ان میں تھیں
دس کنواری میں جو عاقل پانچ تھیں ۔ مشعلوں میں تیل تھا کپّی بھریں
جاہلوں کی مشعلوں میں تیل تھا ۔ پاس کپّی نہ ذخیرہ تیل کا
منتظر دولہا کی وہ تھیں باخوشی ۔ آنے میں کچھ دیر دولہا کے لگی
تکتے تکتے راہ اس کی سو گئیں ۔ رات کو دولہا جو آیا سب اٹھیں
بہر استقبالِ نوشہ وہ چلیں ۔ مشعلوں کو ٹھیک وہ کرنے لگیں
جاہلوں کی بتیاں بجھنے لگیں ۔ التجا روغن کی وہ کرنے لگیں
تیل اتنا ہے نہیں ہم تم کو دیں ۔ تیل جا کے بیچنے والوں سے لیں
تیل کے لیئے کو جب وہ چل پڑیں ۔ پانچ دانا ہو گئیں صف میں کھڑیں
پیچھے گئیں یہ دھوم دولہا آگیا ۔ عاقلوں نے خیر مقدم کر دیا

وہ شریکِ دعوتِ دُلہا ہوئیں — جو نہیں تیار تھیں وہ وہ رہ گئیں
گھر کا اس نے بند دروازہ کیا — التجا پر بھی نہ ان کے در کھلا
دے دیا نوشہ نے ان کو یہ جواب — میں نہیں واقف ہوں تم سے نہ خطاب
کیا خبر کب ابنِ رب آجائے گا — بس رہیں ہم جاگتے۔ مجود ع

آتے دیکھیں گے اسے ہم ابر پر
سینکڑوں ہونگے فرشتے نغمہ گر

خداوند مسیح کے قتل کی سازش

حاسدوں[1] نے پھر حسد سے یوں کہا
اک زمانہ اس کا پیرو ہو چلا

قتل کی اس کے کرو تجویز اب
تا نہ جائے کاہنوں کی شان سب

کچھ یہودی تاک میں اس کے رہے
جستجو میں اس کی وہ ہر جا گئے

اسکروتی[2] اس کا چیلا مل گیا
اس نے سودا کاہنوں سے جا کیا

اسکروتی چھوڑ کے مجلس گیا
ابن حق چیلوں سے یوں گویا ہوا

میں تمہارے ساتھ ہوں اک دو گھڑی
سن کے مجلس بات اس کی رو پڑی

ایک پطرس[3] نے کہا۔ آقا مرے
مرتے جیتے ہوں گا میں ساتھ ترے

یوں دیا پطرس کو منجی نے جواب
نام سے منکر رہے گا تو میرے جناب

مرغ[4] نہ دے بانگ جب تک تو مرا
تین دفعہ ہو گا تو منکر مرا

بات سچ نکلی وہ منکر ہو گیا
پھوٹ کے پطرس بہت رونے لگا

رب نے بخشا اپنے بیٹے[5] کو جلال
میں رضا مانوں گا تیری ذوالجلال

جا رہا ہوں باپ کی خدمت کو اب
تم نہ دیکھو گے مجھے، دیکھو گے سب

تب فلیپس[6] نے کہا۔ ہم کو دکھا
جو ہمارا باپ ہے۔ سب کا خدا

یوں دیا اس نے فلیپس کو جواب
جو تمہارے سامنے ہے بے نقاب

جس نے دیکھا ہے مجھے۔ دیکھا خدا
اس کی صورت پر "میں ہوں" برملا

[1] حاسدوں سے مراد ہے یہودی۔ فریسی۔ یونانی۔ رومی۔ کائفا وغیرہ جو خداوند مسیح یسوع کو صلیب دینا چاہتے تھے۔ اور دوسرے بھی۔

اسکروتی[۵۱]۔ خداوند یسوع مسیح کا شاگرد۔

پطرس[۵۲]۔

بانگِ مرغ[۵۳]۔ خداوند یسوع مسیح نے چار وقت کا ذکر کیا ہے۔ جو مقدس مرقس کی انجیل ۱۳ باب ۳۵ آیت میں مرقوم ہے (۱) شام کو (۲) آدھی رات کو (۳) صبح کو (۴) مرغ کے بانگ دینے کا وقت۔ مرغ اکثر مقررہ وقت پر بانگ دیتا ہے خاص کر صبح کو۔ اس زمانے میں یہ بھی دستور تھا کہ حکومت وقت کے دستور کے مطابق جو وقت ہوتا تھا۔ اتنے ہی گھنٹے بجائے جاتے تھے۔ تاکہ رعایا کو صحیح وقت معلوم ہوتا رہے۔ جیسا کہ آج کل بھی ہو رہا ہے۔ اس کو بھی بانگِ مرغ کہتے تھے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ حضرت پطرس نے صبح ہونے سے پہلے خداوند یسوع مسیح کا تین بار انکار کیا۔

بیٹے[۵۴] سے مراد خداوند یسوع مسیح

فلپس[۵۵]۔ خداوند یسوع مسیح کا شاگرد تھا۔

تیس سکوں میں وہ بیچا گیا — اسکروتی نے وہ روپیہ لے لیا
چین کیوں کر اب بھلا آئے اسے — تاک میں تھا کب پکڑوائے اسے
ابن رب نے پہلے ہی یہ کہہ دیا — ایک تم میں سے مجھے پکڑوائے گا
وہ شریک عید[۱] کی دعوت میں تھا — اسکروتی پر گنہ پھر چھپ گیا
چل دیا وہ چھوڑ کے اس کو وہاں — حاسدوں کو لے گیا تھا وہ جہاں
اپنے چیلوں سے وہ یوں گویا ہوا — آج رسم پاک کی ہے ابتدا
شیرۂ انگور سے پیالہ بھرا — خون سمجھو اس کو تم اس لئے کہا
اس کو پی لو عہد ہے میرا نیا — خون میرا ہے نجاتی۔ جو بہا
اس نے پھر روٹی کو توڑا۔ اور کہا — اس بدن میرے کو سمجھو تم غذا

اس کو کھا لو۔ عہد ہے میرا نیا
یادگاری میں میری کرنا سدا

[۱] عید۔ عید سے مراد ہے عید فسح جسکو عید فطیر بھی کہتے ہیں۔ اسرائیلیوں میں یہ عید پہلے مہینے (یعنی ابیب کے مہینے) کی چودھویں تاریخ کی شام سے ایک ہفتے تک منائی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خدا اسرائیلیوں کو ملک مصر سے فرعون بادشاہ کے ظلم و ستم سے بچا کر نکال لایا تھا۔ وہ اس موقع پر ایک بے عیب نر برہ ذبح کرتے تھے اور بے خمیری روٹی کھاتے تھے۔ یہ ابیب کا مہینہ فی زمانہ اپریل میں آتا ہے۔ ذبح کئے ہوئے برہ کا خون ایک پیالے میں لے کر سردار کاہن ہیکل کے پاک ترین کمرے میں لیجاتا تھا اور خدا کی نذر کر کے سردار کاہن حاضرین پر چھڑکتا تھا جس کا مطلب تھا کہ ان کے گناہ معاف ہو گئے۔ اور اب یہ بے عیب برہ بے گنہ برہ خداوند یسوع مسیح ہے جو ہم کو ہمارے گناہوں سے نجات دلانے کے لئے صلیب پر قربان ہو گیا۔ اب مسیحی مذہب میں بکروں۔ بھیڑوں بیلوں بچھڑوں کی قربانی ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو گئی

گیتسمنی باغ کو وہ چل دیا — ساتھ تھے یعقوب۔ پطرس۔ یوحنا
ابنِ رب نے ان سے یہ جاتے کہا — جاگتے تم بھی رہو۔ مانگو دعا
دُور وہ ان سے ہوا۔ بہرِ دعا — آنکھ تر تھی دل پریشاں۔ غم زدہ
اس کے ہر موئے تن سے خوں بہا — سوزِ غم سے خون اس کا آب تھا
دل شکستہ۔ غمزدہ لینے کی دعا — دُور ساغر مجھ سے کر میرے خدا
پوری ہو میری نہیں۔ تیری رضا — ہے مجھے منظور جو تو نے کہا
تھا اندھیرا۔ رات کا تھا وقت بھی — امتحاں ان کا بڑا تھا سخت بھی
تھا سپاہی کاہنوں کا اک جہاں — ساتھ ہیں ان کے مشالیں لاٹھیاں
آگیا دیکھو یہودہ اب وہاں — دے چکا تھا ان کو بوسے کا نشاں
اس کی پیشانی کا بوسہ لے لیا — ابنِ رب کو اس نے یوں ظاہر کیا
ڈھونڈتے ہو کس کو تم۔ اس نے کہا — ہے تلاشِ ناصری۔ ابنِ خدا
"میں وہی ہوں"۔ اتنا کہنا تھا کہ بس — گر پڑے سب دیکھو۔ زمیں پر فتنہ کش
آک ہنگامہ مچا گلزار میں — اور لگے نعرے بہت پیکار میں
جوش میں پطرس اٹھا گلزار سے — اور کان ملخس کا اڑا تلوار سے
کان منجی نے دیا اس کا لگا — مرحبا شانِ کریمی۔ مرحبا
اس قدر ظلم و ستم پر یہ کرم — واقعی تو ہے رحیم و ذی ہمم
گیتسمنی باغ سے اس کو لیا — پیش اس کو کائفا کے کر دیا
میر مجلس کائفا نے یوں کہا — تو مسیحا ہے تو ہم کو دے بتا

گیتسمنی۔ یروشلم کے قریب زیتون پہاڑ کے ڈھلوان پر قدرون نالے کے پار ایک باغ تھا۔ جس کا نام گیتسمنی تھا۔ وہاں اکثر خداوند مسیح اپنے شاگردوں کے ساتھ دعا مانگنے جاتے تھے۔ یہودہ اسکروتی کو یہ باغ معلوم تھا۔ اس نے وہاں اس کو پکڑوایا۔

یعقوب۔ پطرس۔ یوحنا خداوند یسوع مسیح کے شاگرد تھے۔

ناصری۔ گلیل کے نیچے کی طرف ایک گاؤں ہے جس کا نام ناصرت ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنے بچپن کے دن وہاں گذارے تھے۔ حضرت یوسف کے ساتھ بڑھئی کا کام کیا تھا۔ اس لئے آپ کو ناصری بھی کہتے ہیں۔

ملخس۔ سردار کاہن کا نوکر تھا جس کا کان پطرس نے تلوار سے کاٹ دیا۔

کہتے ہو تم خود مجھے ابنِ خدا[۱۰] — کیونکہ میں ہوں راہِ حق صدق و صفا
کائفا اس بات پر جھلا اٹھا — مل کے سب نے قتل کا فتویٰ دیا
باندھ کر وہ لے گئے اس کو وہاں — ان دنوں منصف پلاطس[۹۳] تھا جہاں
ایک تھا الزام اس پر یہ لگا — ڈھا کے ہیکل تین دن میں دوں بنا
سینکڑوں[۵] الزام اس پر جھلے لگے — ایک بھی ثابت نہ وہ کر سکے
یہ پلاطس نے سرِ مجلس کہا — میں نہیں پاتا ہوں اس میں کچھ خطا
آدمی جو یہ گلیلی ہے۔ اگر — اس کو لے جاؤ ہیرودس[۹۴] کے نگر
دیکھ کر وہ ابنِ رب کو خوش ہوا — گفتگو کا اس سے وہ مشتاق تھا

ابنِ خدا[۱۰] ۔ ابنِ رب دیکھئے صفحہ

کائفا ۔ نئے عہد نامے (یعنی اناجیل مقدس) میں سردار کاہن کو ہی کائفا کے نام سے نامزد کیا جاتا تھا۔ اور وہ مذہبی سیاسی دونوں کا سردار مانا جاتا تھا۔ وہ یہودیوں کی سب سے بڑی مجلس جس کا نام انگریزی میں SANNEDRIN کا صدر ہے۔ اس کے ممبر سردار کاہن بزرگ فقیہی ۔ فریسی ۔ یہودی ہوتے تھے اس وقت جو کائفا تھا اسکا نام حنا تھا اس نے خداوند یسوع مسیح کو قتل کا فتویٰ دیا۔ دیکھئے مقدس یوحنا کی انجیل ۱۸:۱۳

پلاطس[۹۳] ۔ آپ کا پورا نام پنطس پلاطس تھا۔ وہ ۲۶ء سے ۳۶ء تک قصریہ شہر کا گورنر رہا اور وہ یروشلم میں عید فسح کے دنوں میں آیا ہوا تھا۔ تاکہ قانون اور امن بنائے رکھے شہر یروشلم کا نظام اور بندوبست اس کے ہاتھ میں تھا۔ خداوند یسوع مسیح کا مقدمہ اس کی عدالت میں پیش ہوا۔ اس نے مسیح کو بے قصور پایا اور چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اور بڑی بھیڑ سے خطاب کیا۔ کہ میں اسے کوڑے لگا کر چھوڑ دیتا ہوں اس سے زیادہ بلوہ ہو گیا اور بھیڑ نے خداوند یسوع مسیح کو صلیب دینے کی مانگ کی۔ اس نے انصاف نہیں کیا۔ بلکہ چلمچی میں پانی منگوا کر اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا "میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں ۔ اور خداوند یسوع مسیح کو ان کے حوالے کر دیا۔ قریباً ۳۶ء میں شہنشاہ روم نے اس کو بلوایا۔ اور اس کے عہدہ سے اتار دیا اور قید خانے میں ڈال دیا وہ وہیں مر گیا اس پر بغاوت کا الزام لگایا گیا۔ جو صحیح تھا۔

ہیرودس[۹۴] ۔ آپکا پورا نام ہیرودس اینٹی پاس تھا۔ گلیل کا حاکم تھا۔ اس نے قبل مسیح ۴ سے ۳۹ء تک حکومت کی۔ اس نے اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کو بیاہا تھا [illegible]

نہ دیا اس نے سوالوں کا جواب — ایک خاموشی تھی بس اس کا جواب
مدعی سے یوں ہیرودیس[۵] نے کہا — میں نے بھی پائی نہیں اس میں خطا
اس کو جو غرہ کرمزی پہنا دیا — پھر ذلیل اس کو سبھوں نے ہی کیا
منہ پہ تھوکا۔ مکے مارے فتنہ گر — گال پر مارے طمانچے سر بسر
جان پر اس کی کڑے لائے ستم — بال نوچے ڈاڑھی کے ہائے ستم
تاج کانٹوں سے سجایا اس کا سر — سر پہ سرکنڈے سے مارے فتنہ گر
دے نبوت سے ہمیں تو اب بتا — جس نے مارا نام اس کا دے بتا
تھا شرارت سے بھرا ان کا کلام — شہ یہوداں کہہ کے کرتے تھے سلام
پھر ہیرودیس نے اسے واپس کیا — حاسدوں سے پھر پلاطس نے کہا
میں نہیں پاتا ہوں اس میں کچھ خطا — چھوڑ دیتا ہوں اسے کوڑے لگا
اتنا کہنا تھا کہ سب چلا اٹھے — دار پر اس کو چڑھا۔ جھگڑا مٹے
عید پر اک رسم تھی اس عہد میں — ایک ڈاکو تھا برابا[۶] قید میں
ایک قیدی چھوڑتے تھے عید پر — جی رہا تھا وہ اسی امید پر
کس کو چھوڑوں میں برابا یا مسیح — تو برابا دے ہمیں پر نا مسیح
اور فریسی سب کو بھڑکانے لگے — اسکو سولی دے وہ چلانے لگے
حاکم دوراں کا انصاف کیا؟ — بے خطا کو اس نے ان کو دیدیا
ہائے انصاف پر صداقت رو گئی — دشمنوں کی بات پوری ہو گئی

یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر قلم کرا دیا۔ اسکو خدا وند مسیح نے لومڑی سے تشبیہہ دی دیکھئے مقدس لوقا کی انجیل ۱۳ باب ۳۱-۳۶ آیات اس کی بیوی ہیرودیاسی نے شہنشاہ کولیگولا (CALIGULA) سے درخواست کی کہ اسے بادشاہ نہ بنایا جائے اس سے شہنشاہ کولیگولا مشکوک ہو گیا۔ اس کے بدلے اسے ۳۶ء میں جلاوطن کر دیا۔ وہ وہاں مر گیا۔

[۶] برابا۔ یہ سیاسی باغی تھا اور قاتل اور ڈاکو بھی۔ اس سے پنطیس پلاطس بھی خوف کھاتا تھا۔ اس نے حکومت کے خلاف سر اٹھا رکھا تھا۔ اسکو گرفتار کر لیا تھا۔ وہ قید میں تھا۔ عید فسح پر یہ رسم تھی کہ ایک قیدی جس کو رعایا چاہے ان کی درخواست پر چھوڑ دیتے تھے۔ برابا کو صلیب دی جانیوالی تھی۔ یہودیوں فریسیوں کاہنوں نے رعایا کو بھڑکایا۔ اور پنطیس پلاطس سے برابا کی مانگ کی۔ اور مسیح کو صلیب دینے کی ان کی مانگ پوری ہوئی

قرعہ اندازی

دشمنوں نے اس کو قبضے میں لیا — حال اس کا اور بھی بدتر کیا
کپڑے اس کے چار حصوں میں بٹے — کچھ سپاہی ان کو سب لے کر ہٹے
بن سِلا اس کا جو اک کرتا رہا — قرعہ ڈالا تا نہو ان کو رگلا
یہ نوشتہ ہو گیا پورا ندیم — ہو گئی تقسیم پوشاکِ کریم
جب وہ تھکتا اس کا ایسا کر جھکے — دار اس پر لاد دی آگے پیچھے چلے
بوجھ اس کی پیٹھ پر سُولی کا تھا — اس کو نے چلنا اسے مشکل ہوا
دھوپ میں تیزی بہت۔ الامان — خاک کے ذرے تھے جوں شعلہ جواں
آبلہ پاؤں کا تھا آتش بھیرا — دھوپ سے اس کا بدن جھلسا ہوا
سر پہ کانٹوں نے کئے وہ زخم تھے — خون کے قطرے اُمڈ بہنے لگے
خون کے ریلے بہت چہرے پہ تھے — ایسے ریلے آج تک دیکھے نہ تھے
کوڑے مارے تھے سپاہی بے خطر — تازیانے کے الف تھے پیٹھ پر
خون جس سے بہہ رہا تھا دم بدم — کر رہی تھی پیاس بھی اس پر ستم

کپڑے۔ قرعہ اندازی۔ حضرت داؤد بادشاہ جو نبی بھی تھے۔ اس نے خداوند یسوع مسیح کے کپڑوں کے بارے میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ اس کے کپڑے آپس میں تقسیم کرینگے اور اسکی پوشاک پر قرعہ ڈالیں گے۔ وہ ہو بہو پورا ہوا۔ ملاحظہ ہو مقدس زبور کی کتاب ۲۲ باب ۱۸ آیت۔ مقدس متی رسول کی انجیل ۲۷ باب ۳۵ آیت

خون کے ریلے شکل بگڑ گئی۔ مقدس یسعیاہ نبی کی کتاب ۵۳ باب ۱-۱۲ آیات میں جو مقدس یسعیاہ نبی نے جو خداوند یسوع مسیح کے چہرے کی الفاظ میں تصویر کھینچی تھی۔ وہ حقیقی دکھائی دی جس کی پیشگوئی یسعیاہ نبی نے سالوں پیشتر کی تھی۔ وہ مذکور بالا باب میں یوں مرقوم ہے۔ "نہ اس کی کوئی شکل نہ صورت۔ نہ خوبصورتی اور جب ہم نے اس پر نگاہ کی تو کچھ حسن و جلال نہیں کہ ہم اس کے مشتاق ہوں۔ وہ آدمیوں میں حقیر۔ مردود۔ مرد غمناک۔ رنج کا آشنا۔ اس کی تحقیر کی گئی۔ اور ہم نے اس کی قدر نہ جانی۔ پر ہم نے اسے خدا کا مارا کوٹا ستایا ہوا سمجھا۔ وہ ہماری خطاؤں اور گناہوں کے سبب گھائل ہوا۔ ہماری ہی سلامتی کیلئے اس پر سیاست ہوئی۔ تا کہ اس کے مار کھانے اور قربان ہونے سے ہم شفا پائیں!"

جارہا تھا پیٹھ پر لادے صلیب[1] گلگتا[2] کی راہ پر میرا حبیب
نیچو کا پیت سا تو وہ نڈھال خستہ تن بوجھ بھاری دار کا لاغر بدن
چہرہ اس کا خون مٹی سے بھرا شکل بگڑی اس کی تھی حد سے سوا
ٹھہرے ہے پیچھے ہنس کے حاسد وہ گرا ہائے سولی کے وہ نیچے دب گیا
لڑکھڑاتا ڈگمگاتا وہ اٹھا دار کو سادھے ہوئے رک رک چلا
کرتا پڑتا آ گیا وہ کلوری[3]
بہر قربانی ہے برّہ ناصری

صلیب[1] - دار، سولی، کراس۔ یہ ایک سیدھی ۸-۹ فٹ لکڑی ہوتی ہے اور اس پر ایک ایک آڑی لکڑی ۸-۹ فٹ اوپر سے کچھ فاصلے پر لگائی جاتی ہے جس کی شکل ✝ ایسی ہوتی ہے۔ اس پر غلاموں مجرموں، ڈاکوؤں، باغیوں کو موت کی سزا دی جاتی تھی۔ اور خاص یہودیوں کی نظر میں لعنتی موت سمجھی جاتی تھی۔ مگر اس سے کوئی مذہبی تعلق نہ تھا۔ رومی حکومت کا یہ دستور تھا کہ مجرم اپنی صلیب کو خود اٹھا کر کچہری سے جائے اور مقام صلیب تک لے جائے جو گلگتا تھی۔ وہ خداوند یسوع مسیح نے کیا۔ دیکھئے مقدس یوحنا کی انجیل ۱۹ باب ۱۷ آیت

صلیب کے لغوی معنے ہیں مجرم کو سولی پر چڑھانا تاوقتیکہ وہ مر نہ جائے، لیکن نئے عہدنامے میں صلیب کے خاص معین روحانی معنے بھی ہیں جو مقدس اناجیل اور نئے عہدنامے کی دیگر کتابوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جو غور طلب ہیں۔ ان میں کچھ یہاں بیان کئے جاتے ہیں:-

(۱) صلیب ندامت اور لعنت کا نشان تھا۔

دیکھئے مقدس پولوس رسول کا خط گلتیوں کے نام ۳ باب ۱۳ آیت یوں مرقوم ہے:

(۱) "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا۔ لعنتی ہے"

(۲) صلیب ایثار و قربانی کا نشان ہے: دیکھئے مقدس مرقس کی انجیل ۸ باب ۳۴ آیت یوں مرقوم ہے: "اس نے بھیڑ کو اپنے شاگردوں سمیت پاس بلا کر ان سے کہا "اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب آپ اٹھائے اور میرے پیچھے ہولے۔"

(۳) صلیب مقدس اناجیل کی مختصر اور جامع حقیقت کا نشان ہے: دیکھئے مقدس لوقا کی انجیل ۹ باب ۲۲-۲۳ آیات یوں مرقوم ہے۔ اور کہا ضرور ہے کہ ابن آدم

مسیحؐ اس کے ہاتھ پاؤں میں جڑی — دار پر تانا اسے پتھر کی گھڑی
ناروا ظلم و ستم اس پر ہوا — وہ مصیبت صبر سے سہتا رہا
آرہا حق دار پر سب کو نظر — کچھ ہنستے تھے تھی کسی کی آنکھ تر
یہ پلاطس نے کتبہ یہ لکھ دیا — جو سرِ دارِ منجی تھا لگا

ناصری شاہِ یہوداں دیکھ لو
حال اب تم ابنِ یزداں دیکھ لو

دکھ اٹھائے اور بزرگ۔ سردار کاہن اور فقیہہ اسے رد کریں اور وہ قتل کیا جائے اور تیسرے دن جی اٹھے۔ اور اس نے سب سے کہا۔ اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہولے

(۴) صلیب پاک پر جو خون بہا تھا وہ اہم و عظیم صداقت کا نشان ہے۔ دیکھئے مقدس پولوس رسول کا خط کلسیوں کے نام ۱ باب ۲۵۔ آیت۔ یوں مرقوم ہے: اس کے خون کے سبب سے جو صلیب پر بہا صلح کر کے سب چیزوں کا اسی کے وسیلہ سے اپنے ساتھ میل کر لے۔ خواہ وہ زمین کی ہوں خواہ آسمان کی۔

(۵) صلیب پاک مسیح سے عارفانہ تعلق رکھنے کا نشان ہے۔ دیکھئے مقدس پولوس رسول کا خط گلتیوں کے نام ۵ باب ۲۲-۲۵ آیات۔ یوں مرقوم ہے: "جو مسیح یسوع کے ہیں۔ انہوں نے جسم کو رغبتوں اور خواہشوں سمیت صلیب پر کھینچ دیا۔ اگر ہم روح کے سبب سے زندہ ہیں تو روح کے موافق چلنا بھی چاہیے۔"

جب خداوند یسوع مسیح کو جو بے گناہ۔ بے خطا۔ راستباز تھا صلیب دی گئی تو اس کی عظمت و عزت اور معنے ہی بدل گئے کیونکہ صلیب کا پیغام مسیحیوں کے لئے دائمی نجات ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت گنہگاروں کے لئے جو اس پر ایمان لائے۔ نجات ہے اور منکر کے لئے پیغام ہلاکت۔ دیکھئے مقدس پولوس رسول کا خط پہلا کرنتھیوں کے نام ۱ باب ۱۸ آیت میں یوں مرقوم ہے: "کیونکہ صلیب کا پیغام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک تو بے وقوفی ہے۔ مگر ہم نجات پانے والوں کے نزدیک خدا کی قدرت ہے"۔ خداوند یسوع مسیح کا خون جو سولی پر بہا نجاتی ہے اور دنیاوی تمام برائیوں سے پاک کرتا ہے۔ صلح، امن اور شانتی بخشتا ہے یہ ایک نیا انسان بناتا ہے۔ نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ دشمنی کو مٹا کر دوستی اور محبت پیدا کرتا ہے اور خدا سے میل ملاپ کراتا ہے یہ خدا کی محبت معافی جلال اور قدرت کا مظہر ہے

گلگتا۔ کلوری[۲]۔ گلگتا عبرانی لفظ ہے۔ کلوری انگریزی لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں "کھوپڑی کی جگہ"۔ وہ یروشلم کی حد سے باہر ہے۔ مگر شہر کے قریب ہے وہ پہاڑی انسان کی کھوپڑی کی طرح لگتی ہے اور کافی دور سے دکھائی دیتی ہے۔ جہاں خداوند یسوع مسیح کو صلیب دی تھی۔

ناصری[۳]۔ دیکھئے صفحہ ۱۵۳

شکل بگڑوی[۴]۔ " " ۱۵۶

میخ[۵]۔ لوہے کی کیل کو کہتے ہیں جو خداوند یسوع مسیح کے ہاتھ پاؤں میں ٹھونکی گئی تھیں۔

کتبہ[۶]۔ جو خداوند یسوع مسیح کی صلیب پر لگایا گیا تھا۔ وہ عبرانی، لاطینی۔ یونانی زبان میں تھا۔ کتابہ یہ تھا: **"یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ"** دیکھئے مقدس یوحنا کی انجیل ۱۹ باب ۲۰ آیت

ابنِ یزداں[۷]۔ ابنِ خدا ملاحظہ ہو صفحہ ۷۴

ناصری۔ ۱۵۳

دو ڈاکوؤں کو صلیبی سزا کا حکم

حکم منصف سے قضا کے مستحق — راہزن دو تھے سزا کے مستحق
وہ بھی پہنچے کلوری بہر سزا[1] — ان کو بھی سولی پہ تھا کھینچا گیا
ابنِ حق کے بائیں جانب گیسٹس[2] — ابنِ حق کے دائیں جانب ڈیمس[3]
سر ہلا کر کہہ رہے تھے یہ حریف — تو اتر آ دار سے جانِ نحیف
مان لیں گے ہم تجھے اپنا خدا — سن کے طعنے ابنِ رب خاموش تھا
راہزن[4] کا بھی بیاں سننا ذرا — ہے الگ ان کی حریفوں سے صدا
ایک نے طعنہ دیا اور یہ کہا — تو مسیحا ہے اگر ہم کو بچا
شرم کھا کہنے لگا یوں دوسرا — مل گئی ہم کو خطاؤں کی سزا
حق میں منجی کے وہ یوں گویا ہوا — ہے حقیقت میں مسیحا بے خطا
فردِ عصیاں کاٹ میری رحم کر — اپنی شاہی میں مجھے تو یاد کر

یوں مسیحا نے کہا تو بہ کناں
آج ہی سے خلد ہے تیرا مکاں

گیسٹس[2]۔ خداوند یسوع مسیح کے بائیں جانب جو ڈاکو تھا اس کا نام گیسٹس تھا۔
ڈیمس[3]۔ خداوند یسوع مسیح کے دائیں جانب جو ڈاکو تھا اس کا نام ڈیمس تھا
راہزن[4]۔ ملاحظہ کیجئے مقدس لوقا کی انجیل ۲۳ باب ۳۹ - ۴۳ آیات

کلماتِ[1] صلیب

نیم بسمل ہو گیا وہ دار پر — کیوں نہ قربان جاؤں میں اس پیار پر
پہلے مرنے سے کہے کلمات سات — کاش ہم رکھیں انہیں دن رات ساتھ
پہلا کلمہ دشمنوں کے حق میں تھا — "اے خدا[1] بخش دے ان کی خطا"
بخشے توبہ پر ستمگر ڈاکو ترے — "آج ہوگا[2] خلد میں ہمراہ مرے"
تیسرا کلمہ یہ تھا وردِ زباں — "ماں مری[3] اے یوحنا تیری ماں"
چوتھے کلمے میں کہا مصلوب نے — "میرے[4] ابا دور کیوں محبوب سے"
"میں پیاسا[5] ہوں" یہ کلمہ پانچواں — چکھ کے سرکہ پھیر لی اپنی زباں
یوں چھٹا[6] کلمہ کہا "پورا ہوا" — میرے حق میں رب کا فرمایا ہوا
ساتواں کلمہ دعا کے ساتھ میں — "روح[7] اپنی دی خدا کے ہاتھ میں"
یہ معافی کے شفاعت کے وچن — یہ محبت کے صداقت کے وچن

عمر بھر دل میں رہیں گے دوستو
ہر بشر سے ہم کہیں گے دوستو

کلمات[1]: کلمہ کی جمع ہے۔ کلمہ وہ لفظ جو بامعنی ہو۔ وہ بات یا کلام جو آدمی کو خاص کر نبیوں کو خدا کی طرف سے ملتی ہے جس میں کبھی حکم ہوتا ہے کبھی پیشینگوئی ہوتی ہے کبھی ہدایت ہوتی ہے اور کبھی ہمت افزائی ہوتی ہے اور یہ کلمات دائمی ہوتے ہیں اور خدا کا حکم کبھی خالی نہیں ہوتا۔ خدا نے اپنے کلمات مسیح کے ذریعے صلیب پر ظاہر کئے۔ یہ کلمات حسب ذیل اناجیل میں پائے جاتے ہیں:

۱	مقدس لوقا کی انجیل	۲۳ باب ۳۴ آیت
۲	" " "	۲۳ باب ۴۳ آیت
۳	مقدس یوحنا کی انجیل	۱۹ باب ۲۶ آیت
۴	مقدس متی کی انجیل	۲۷ باب ۴۶ آیت
۵	مقدس یوحنا کی انجیل	۱۹ باب ۲۸ آیت
۶	" " "	۱۹ باب ۳۰ آیت
۷	مقدس لوقا کی انجیل	۲۳ باب ۴۶ آیت

خداوند یسوع مسیح کی موت

سہ پہر کا وقت تھا اور جاں کنی — موت میں اور زندگی میں کیب بنی
تھی سلامت اس کی ہر ہڈی[1] جناب — تا کہ پورا ہو نوشتہ لاجواب
مارا بھالا[2] اک سپاہی نے اٹھا — خون پانی اس کی پسلی سے بہا
ہو گیا ان کو یقیں پھر موت کا — خون پانی اس کے دل سے جب بہا

موت سے دوچار ابن پاک تھا
پردۂ ہیکل[3] ادھر بھی چاک تھا

تھا عجیب اور غضبناک سماں — خوف سے لرزے میں تھے پیر و جواں
غم سے سورج سہ پہر کو گہہ گیا — ہر طرف دہشت اندھیرا سخت تھا
ہر پرندہ آشیانے کو گیا — ہر چرندہ بھی ٹھکانے کو گیا
جو مسیحا سے ہوئے پہلے شہید — موت کا دن تھا نہیں روز سعید
کھل گئیں قبریں چٹانیں پھٹ گئیں — حاسدوں کی بھیڑ پل میں چھٹ گئیں

پاک تن نکلے لحد سے بخدا
وہ نظر آئے ٹہلتے ہر جگہ

ہڈی[1]۔ "یہ نوشتہ پورا ہوا۔ دیکھئے زبور کی کتاب ۳۴ باب۔ ۲ آیت۔ یوں مرقوم ہے: "وہ اس کی سب ہڈیوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ ان میں سے ایک بھی توڑی نہیں جاتی"۔

بھالا[2]۔ نیزہ۔ جنگ میں استعمال ہونے والے ہتھیار تلوار، نیزہ۔ برچھی، خنجر، تیر کمان فلاخن اور ڈھال ہوتے تھے جو حملہ کرنے اور بچنے کے کام آتے تھے۔ ہر سپاہی اس سے لیس ہوتا تھا۔ رومی حکومت میں یہ دستور تھا کہ سورج ڈوبنے سے پہلے

جو کوئی بھی مصلوب ہوتا تھا۔ اس کی لاش اتار لی جاتی اور اس کی ٹانگیں توڑ دی جاتی تھیں جس سے اس کی موت یقینی مانی جاتی تھی۔ تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ رہے پس سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے کی ٹانگیں توڑ دیں جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے لیکن جب انہوں نے مسیح یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہیں توڑیں۔ بلکہ اس کی موت کا یقین کرنے کے لئے ایک سپاہی نے اس کی پسلی میں نیزہ مارا اور پسلی سے خون اور پانی بہہ نکلا جس سے اس کی موت ثابت ہوئی۔

۲۔ پردہ ہیکل یا مقدس کا پردہ ۔ دیکھئے مقدس عہد عتیق پہلا سلاطین باب ۶ سے وہاں یوں مرقوم ہے۔ حضرت سلیمان بادشاہ نے ہیکل بنائی جو یہودیوں اسرائیلیوں کی عبادت گاہ تھی۔ اس میں ایک پاک ترین حجرہ تھا جس کو الہام گاہ کہتے تھے۔ اس کی دیواریں، فرش، چھت دروازے خالص سونے کے بنائے تھے اور مذبح پر بھی سونا منڈھا ہوا تھا۔ اس کو ایک دبیز خوبصورت کپڑے کے ذریعے دوسرے حجروں سے جدا کیا گیا تھا۔ اس کو پردۂ ہیکل یا مقدس کا پردہ کہتے تھے۔ اس حجرے میں سوائے سردار کاہن اور کوئی نہیں جا سکتا تھا اور وہ بھی سال میں ایک مرتبہ "عید فسح" کے دن وہ بے عیب بَرّہ کا خون لے کر مذبح پر چھڑکتا تھا جس سے گناہوں کی معافی ہوتی تھی۔ نیز دیکھئے۔ مقدس متی رسول کی انجیل ۲۷ باب ۵۱ آیت یوں مرقوم ہے: "یسوع نے پھر بڑی آواز سے چلا کر جان دیدی۔ اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اٹھے اور بہتوں کو دکھائی دئے"۔ اب یہ برّہ کی قربانی بند ہو گئی ہے کیونکہ خداوند یسوع مسیح نے اپنا خون صلیب پر بہا کر اس رسم کو پورا کیا۔ اس لئے یہ رسم ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی۔ کیونکہ ہمارے گناہوں کا فدیہ مسیحا نے دے دیا۔

دیکھ کر یہ حال قاتل ہو گئے
نیم جاں و نیم بسمل ہو گئے

کہہ اٹھے رومی سپاہی بے خطر
ہے خدا کا ہاں یہی لخت جگر

نہ کسی شاہ و نبی کی موت پر
نہ رسول و انبیاء کی فوت پر

گو مرے ہیں سینکڑوں اہل خدا
ماجرا ایسا نہ دیکھا نہ سُنا

اس کی پیدائش قضا پر دیکھئے
ہر علامت نیک و خوشتر دیکھئے

خداوند یسوعؑ مسیح کے دفن کی تیاریاں

نام یوسفؑ رہنے والا ارمتاہ
عرض اس نے کی پلاطس خوش نگاہ

نام جس کا تھا مسیحا مر چکا
نام روشن وہ خدا کا کر چکا

لاش اس کی آپ مجھ کو دیجئے
عرض یہ منظور میری کیجئے

سُن کے بولا وہ اجازت دی تجھے
ہر طرح کی میں نے راحت دی تجھے

پھر اتاری نعش اس کی دار سے
صاف چادر میں لپیٹی پیار سے

اس کو کفنایا سنوارا پیار سے
قبر میں اس کو اتارا پیار سے

آنکھ تر کس کی نہ ہو اس جبر پر
رکھ دیا سنگ گراں بھی قبر پر

حاسدوں کو چین اس پر بھی نہ تھا
حاکم دوراں پلاطس سے کہا

حضرت یوسفؑ ارمتیہ کا رہنے والا تھا مشیر رومی حکومت۔ نیک راستباز خداوند یسوعؑ کا شاگرد تھا۔ اس نے پلاطس سے لاش مانگی۔ کیونکہ رومی قانون کے مطابق رشتے داروں کو مصلوب کی لاش انکی درخواست پر بہر تجہیز و تکفین دے دی جاتی تھی۔ نکودیمس جو خداوند یسوعؑ مسیح کا شاگرد تھا۔ وہ مُر اور عود ملی ہوئی خوشبو لایا تھا جو اسکے بدن پر لگادی گئی اس کی قبر چٹان میں کھودی گئی اس کو وہاں دفن کیا۔ ملاحظہ ہو مقدس یوحنا کی انجیل ۱۹: ۲۸

تیسرے دن جی اٹھوں گا۔ کہہ گیا　　قول اس کا جانچنا ہے۔ بجا
کوئی نازیبا نہ حرکت کر سکے　　چور چوری کی نہ جرأت کر سکے
قبر کی منہ پر رکھا سنگ گراں　　کچھ مقرر تھے سپاہی نوجواں
قبر پر اس کے دیا پہرہ بیٹھا　　حاکمِ دوراں کی دیں مہریں لگا

خوش ہوئے سب منتظم علمائے دیں
ہو گیا اس کے نہ جینے کا یقیں

عید الظفر[1]

قول اپنا اس نے ہر پورا کیا — صبح صادق تیسرے دن جی اُٹھا

بھاری پتھر قبر کا لڑھکا ہوا — اک فرشتہ اس پہ تھا بیٹھا ہوا

صبح پہنچی مگدلینی[2] قبر پر — رو پڑی وہ قبر خالی دیکھ کر

اس سے پوچھا یہ فرشتے نے بتا — جستجو کس کی تجھے ہے مریما[3]

با ادب کی عرض اس نے مہرباں — رکھ دیا ہے ناصری کو اب کہاں؟

جستجو مُردوں میں کیوں ہے مریما — جی اٹھا مُردوں میں سے وہ جی اٹھا

دی خبر چیلوں کو اس نے اور کہا — ناصری جو کہ مرا تھا۔ جی اٹھا

قبر کے اندر یہ پطرس کو دکھا — قبر خالی ہے کفن کپڑا[4] پڑا

ہاتھ مل کر رہ گئے حساد سب
بے اثر ان کی ہوئی بیداد سب

[1] عید الظفر۔ خداوند یسوع مسیح تیسرے دن اپنے حسب قول مُردوں میں سے جی اٹھے تھے اور موت پر فتح پائی۔ اس لئے اس کو عید الظفر۔ ایسٹر کہتے ہیں۔
دیکھئے مقدس پولس رسول کا خط۔ ا۔ کرنتھیوں کے نام ۱۵ باب ۵۴ ۵۵ آیت یوں لکھا ہے: یہ کہ موت فتح کا لقمہ ہو گئی۔ اے موت تیری فتح کہاں رہی؟ اے موت تیرا ڈنک کہاں رہا؟

[2] مگدلینی۔ مگدلینی کا پورا نام مریم مگدلینی تھا۔ اس کو خداوند یسوع مسیح نے بیماریوں سے شفا بخشی اور اس میں سے بدروحیں بھی نکالی تھیں۔
دیکھئے مقدس لوقا رسول کی انجیل ۸ باب ۲ آیت

[3] مریما۔ میں الف ندا یا ہے یعنی اے مریم

[4] کفن کپڑا سے مراد ہے سوتی کفن اور وہ کپڑا اور رومال جو مسیح یسوع کے سر اقدس پر بندھا تھا۔ جو قبر میں الگ پڑا تھا۔
دیکھئے مقدس یوحنا رسول کی انجیل ۲۰ باب ۵-۷ آیات

زیارتِ مسیح

جا کے شاگردوں کو مریم[۱] نے بتا — جی اٹھا ہے شان سے ابنِ خدا

وہ حواری پر ہوا اکثر عیاں — بات کرتا تھا کھڑا وہ درمیاں

جب سنا توما[۲] نے ان کا یہ بیاں — کہا اٹھا دیکھوں گا میں تو یہ نشاں

اسکی پسلی۔ ہاتھ پاؤں کے نشاں — ڈال کے سوراخ میں خود انگلیاں

اس طرح دیکھوں گا میں اپنا مسیح — چلتا پھرتا۔ جاگتا جیتا مسیح

تب مجھے ہو گا یقیں اے دوستو — بات میری ہے حسیں اے دوستو

اک جگہ شاگرد تھے۔ توما بھی تھا — درمیاں ان کے مسیحا آ گیا

اس طرح توما سے وہ گویا ہوا — شک میں کیوں ہے ان دنوں تو مبتلا

پاس میرے آ کے توما دیکھ حال — ہاتھ اپنا تو میری پسلی میں ڈال

شک نکل اس کا گیا اور یوں کہا — حق بجانب ہے "مسیحا جی اٹھا"

موت پر غالب ہوا رب کا پسر — ہو مبارک مومنوں عیدِ الظفر

---

[۱] مریم ۔ مراد مریم مگدلینی۔

[۲] توما ۔ جسکو توام بھی کہتے ہیں۔ وہ خداوند یسوع مسیح کا شاگرد تھا۔ اس نے خداوند یسوع مسیح کے لئے کہا تھا۔ جب تک میں اس کے ہاتھ پاؤں میں کیلوں کے سوراخ اور پسلی کے چھید میں اپنا ہاتھ ڈال کر نہ دیکھ لونگا۔ تب تک یقین نہیں کروں گا کہ مسیح جی اٹھا ہے۔ آٹھویں دن خداوند یسوع مسیح شاگردوں کے بیچ آ کھڑے ہوئے اور توما بھی وہاں موجود تھا۔ خداوند یسوع مسیح نے توما سے کہا۔ اپنی انگلی میرے ہاتھ پاؤں کے سوراخ میں ڈال اور اپنا ہاتھ میری پسلی میں۔ جب وہ دیکھ چکا تو خداوند مسیح پر ایمان لایا۔ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا۔ "تو دیکھ کر ایمان لایا۔ مبارک ہیں وہ جو بغیر دیکھے ایمان لائے"۔ دیکھئے مقدس یوحنا رسول کی انجیل ۲۰ باب ۲۱-۲۶ آیات اس کے بعد وہ ایمان میں بہت مضبوط ہو گیا اور بڑا زبردست مبشر اور منادہوا۔ آپ ہندوستان تشریف لائے مسیحیت کی تبلیغ کی اور بہت روحوں کو جیتا اور ... پایا

بیٹے۔ روح القدس کے نام پر بپتسمہ دیا۔ سنہ ۵۲ء میں مدراس "MADRAS" میں مسیحی کلیسیا کی بنیاد ڈالی۔ ایک دن آپ دعا میں مشغول تھے کہ پیچھے سے دشمنوں اور حاسدوں نے بھالے گھونپ دئے۔ وہ خداوند مسیح کے نام پر شہید ہو گئے۔ آپ کا مزار مدراس میں آج تک موجود ہے

شاگردوں کو بپتسمہ دینے کی ہدایت

روح اقدس تم پہ اترے دن یا رات ۔۔۔ دی انہیں برکت اٹھا کے اپنے ہات

اس لئے یہ پیغام چیلوں کو دیا ۔۔۔ ابن حق کی ہو منادی جا بجا

معتقد ہو اس کا جو پیر و جواں ۔۔۔ باپ[۵۱] بیٹا روح اقدس کا نشاں

پانی سے اس کی جبیں پر دو بنا ۔۔۔ مغفرت اس کو ملے گی از گنہ

ہوں گنہ میرے مرے وہ دار پر ۔۔۔ ناصری کے ہے سوا کوئی بشر

پیار تیرا ہے عجب ہم سے خدا ۔۔۔ اپنا اکلوتا[۵۲] دیا بہر گنہ

ہم گنہگاروں کی خاطر دار[۵۳] پر ۔۔۔ دے گیا فدیہ تیرا لخت[۵۴] جگر

جو کوئی ایمان اس پر لائے گا

وہ ہلاکت سے سدا بچ جائے گا

[۵۱] باپ بیٹا روح اقدس دیکھئے صفحہ ۷۴

[۵۲] اکلوتا۔ دیکھئے مقدس یوحنا رسول کی انجیل نمبر ۳ باب ۱۶ آیت میں یوں لکھا ہے:

"خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تا کہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے"

[۵۳] دار۔ دیکھئے صفحہ ۱۵۷

[۵۴] لخت جگر۔ مراد خداوند یسوع مسیح

سن عیسوی ۳۳

عید صعود

بیت عنیاہ[1] کوہ پر پہنچے وہ سب — درمیاں ان کے کھڑا تھا ابن رب
سامنے ان کے وہ اوپر کو اٹھا — نور کی بدلی نے اس کو لے لیا
باپ سے بیٹا فلک پر جا ملا — ہو مبارک سب کو یارب یہ فضا
وہ خدا کے داہنے بیٹھا ہے ابھی — ہر طرف نعرہ ظفر کا ہے ابھی
درمیاں دو شخص ان کے آ گئے — اس کے چیلوں سے وہ یوں گویا ہوئے
کیوں نظر سوئے فلک ہے دوستو — نور رب کی یہ جھلک ہے دوستو

یہ مسیحا چرخ پر جیسے گیا
اس طرح پھر چرخ سے آجائے گا

[1] بیت عنیاہ ۔ یروشلم کے نزدیک قریباً دو میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے جہاں سے خداوند یسوع مسیح نے آسمان پر صعود فرمایا۔
دیکھئے مقدس لوقا رسول کی انجیل ۲۴ باب ۵۰ آیت

عہدِ نزول

دوسری آمد مسیحا کی قریب — جو اسے دیکھے بڑا وہ خوش نصیب
آسماں پر وہ گیا تھا جس طرح — پھر زمیں پر آئے گا وہ اس طرح
ابر پر آئے گا وہ ہو کر سوار — برق چمکے گی سماں بھی خوشگوار
اس کے سجدے کو جھکیگی ہر جبیں — ہوگی اس کے نور سے روشن زمیں
چنگ۔ بربط۔ کی صدا شیریں سخن — سینکڑوں ہونگے فرشتے نغمہ زن
ہے قبائے پاک پہ اس کے لکھا — ہے شہنشاہِ خداوندِ خدا
تاج میں بارہ ستارے ضوفشاں — وہ جو پہنے ہے مسیحا حق بیاں
لوہے کا ہاتھ میں اس کے عصا — اس کے سر پر تاج ہیروں کا سجا
ابنِ رب ہے منصفِ روزِ جزا — بہرِ انصافِ بشر وہ آئے گا

وہ کرے گا نیک و بد کا فیصلہ
ہاتھ میں اس کے سزا ہے اور صلہ

✝ ✝ ✝

حافظِ شریعت جو تھے اور مبیں — ایک بھی تو بے گنہ نکلا نہیں
حال جب یہ آدمی کا ہے حبیب — مخلصی ہو پاپ سے کیونکر نصیب
وہ منجی ہے۔ قیامت۔ زندگی — اس نے تائب کو عطا کی مخلصی
بہرِ عاصی ہو گیا قرباں وہ — اس پہ لائے دل سے بس ایمان جو

وہ گناہوں سے بچیگا بالیقیں
وقت توبہ کا نہ کھو تو اے حزیں

دعائے کلیسہ

اپنے وعدہ کے مطابق جلد آ　　راہ تکتی ہے کلیسا۔ باوفا
ہے کلیسا کی یہ منت اور دعا　　آنے والے آسماں سے جلد آ

میگ عاصی کی بھی سن لے التجا
بے قراروں کو رخِ روشن دِکھا

آمین ثم آمین

بسم خدا منجی یسوع مسیح

خداوند کے حضور نیا گیت گاؤ
اور مقدسوں کے مجمع میں اسکی مدح سرائی کرو
مقدس زبور کی کتاب ۱۴۹ باب پہلی آیت

حصّہ دوم

مناجاتیں ۔ ثنائیں

تمہیں تو ہو

بندہ نواز منجیٔ عصیاں تمہیں تو ہو
روز ازل سے موت کا درماں تمہیں تو ہو
ہم اتنا جانتے ہیں کوئی دوسرا نہیں
محتاج دل شکستہ کے مہماں تمہیں تو ہو
قابو نہ کر سکا ہے سمندر اِبل کوئی
غالب جو آیا اس پہ وہ انساں تمہیں تو ہو
خوف و خطر کی بات نہ ابلیس کا ہے ڈر
تائب کی زندگی کے نگہباں تمہیں تو ہو
زاہد کی زندگی میں کوئی دوسرا نہیں
مانند آفتاب درخشاں تمہیں تو ہو
ہر شخص میں ملی ہے کمی کچھ نہ کچھ مگر
کامل ہے دو جہاں میں جو انساں تمہیں تو ہو
بہر نجات میگت مرا کون دار پر
قربان جو ہوا ہے وہ انساں تمہیں تو ہو

رضائے خدا

مسیحی کو یہ بات منظور ہے
مسیحا جہاں ہے وہاں نور ہے
عزیزوں کا حامی محبت کا بانی
خدا کی صفت سے وہ بھرپور ہے
مسرت میں غم میں۔ زمیں پر فلک پر
رضائے خدا اس کو منظور ہے

ترا دل منوّر ہے اس واسطے
جو ہے دل میں تیرے وہ خود نور ہے
ہے جانِ مسیحا کلامِ خدا
مگر اس کا یہ قول مشہور ہے
میں ہوں "زندگی۔ راہِ حق روشنی"
جو مجھ سے جُدا ہے وہ بے نور ہے
عزیزوں کا شیدا خزانے کا طالب
وہ دل نیک حق سے بہت دور ہے

نوائے بقا

بہت ہی نرالی یہ شانِ خدا ہے — مسیحا کنواری[1] سے پیدا ہوا ہے
مقدس ہے مریم[2] نظر میں خدا کی — زمانے نے اسکو بھلا ہی کہا ہے
خدا کے جو دل میں رہا ہے ہمیشہ — وہی آج یہ دھرتی میں رکھا ہوا ہے
جلالی ہے پیکر جمالی ہے چہرہ — خدا کی وہ صورت میں دیکھا گیا ہے
فرشتوں سے گایا زمیں پر بشر نے — مبارک سلامت جو لڑکا ہوا ہے
ہوا ہے طلوع آفتابِ صداقت — مسیحوں کے دل میں وہی اب اُگا ہے
وہی خوبیاں ہیں جو ہیں خلقتِ حق میں (ذات) — تلاشِ خدا میں مسیحا ملا ہے
بنی ہے یہ خلقت کلامِ خدا سے — مشیرِ خدا وہ مسیحا بنا ہے
جو ٹوٹا تھا رشتہ خدا آدمی کا — اسے پھر ملانے وہ آ ہی گیا ہے
بچانے وہ نائب کو فدیہ سے اپنے — وہ برہ خدا نے عطا کر دیا ہے
شفا پائی اس نے خطا سے گنہ سے — مسیحا کے دامن کو جس نے چھوا ہے
نہیں دونوں عالم میں اس سا کوئی بھی — نجات اس سے ہے وہ ابنِ خدا ہے

بفضلِ خدا ہے مسیحا کی آمد
صدا میگت کی یہ نوائے بقا ہے

[1] کنواری۔ [2] مریم۔ دیکھئے صفحہ ۴۳

گلہائے عقیدت

فلک پر کچھ نئے ڈھنگ کے ستارے[51] مسکراتے ہیں
مجوسی[52] دیکھ کر جن کو ہمارے مسکراتے ہیں

یہ وہ فرزندِ حق ہے جو بچائے گا گناہوں سے
نوید جاں فزا پر بے سہارے مسکراتے ہیں

تری آمد سے اب پیکِ اجل بھی منہ چھپاتا ہے
حیاتِ جاوداں کے اب اشارے مسکراتے ہیں

رہِ منزل کی سب دشواریاں آساں ہوئیں ہم کو
جہاں بیت اللحم[53] کے سب نظارے مسکراتے ہیں

تری آمد سے اے محبوب بے جانوں میں جان آئی
جو ہیں مارے ہوئے غم کے بچارے مسکراتے ہیں

سفینہ ہو گیا ہے پار لو سجدوں کا وقت آیا
بھنور چکر میں ہیں اب دو کنارے مسکراتے ہیں

ہری ہوتی ہے شاخِ خشک جیسے آبِ باراں سے
تری رحمت سے ویسے غم کے مارے مسکراتے ہیں

چڑھا کر نذر گلہائے عقیدت پائے اقدس پر
سرور و کیف کے نغمے ہمارے مسکراتے ہیں

چھپا دو دامنِ منجی سے اپنے میگ خفتہ کو
کہ اس دل میں محبت کے شرارے مسکراتے ہیں

[51] ستارے [52] مجوسی [53] بیت اللحم — بکھو صفحہ ۱۲۸

خدا کا اشارہ

جسمِ انساں میں ذاتِ قدم دیکھ لو حاصلِ انتظارِ اُمم دیکھ لو
ہم پہ کتنا خدا کا کرم آج ہے

آسماں پر وہ نکلا ستارہ نیا یہ خدا کا ہے کوئی اشارہ نیا
بیعتِ فکرِ اہلِ ہمم آج ہے

نور دنیا میں چمکا تجلّی ہوئی مٹ گئی فکر، دل کو تسلّی ہوئی
دستِ جمہور میں جامِ جم آج ہے

کم ہے تقدیر پہ ناز جتنا کرو تم بھی دل سے مسیحا کو سجدہ کرو
ہر جبیں سامنے اس کے خم آج ہے

میگ لائے ہیں تحفے عرب و عجم پیش کر بڑھ کے تو اپنے دل کی رقم
جنسِ کاسد جہاں میں درم آج ہے

وحی

وحی کیا ہے خیالِ پاک کا آنا کسی دل میں کسی لمحہ۔ مگر حق سے
وحی اتری نہ عربی میں نہ ہندی میں زباں سب کی کلامی وہ اثر حق سے
مقدّس روح سے جو میگ ہے بھر جائے
وہی کہتا ہے یہ شرحق سے

شوقِ شہادت

دار پر چڑھکر مسیحا تخمِ الفت بو گیا
رائی کا پودا نہال عرش پیما ہو گیا

اس کی رحمت کے تصدق اپنے خونِ پاک سے
دامنِ آلودۂ عصیاں مرا جو دھو گیا

رکھتے ہیں اس بات کا ایمان ہم اہلِ جنوں
جاگ اُٹھے گا جو عیسیٰ کی وفا میں سو گیا

اے نظر والو۔ ذرا دیکھو کرم کی انتہا
برۂ روزِ ازل[۱] قربان ہم پر ہو گیا

کٹ گیا شوقِ شہادت میں تمہارا سر جو میگ
درحقیقت اس طرح مرنا بھی جینا ہو گیا

[۱] برۂ روزِ ازل ۔ مراد خداوند یسوع مسیح

قیامت پر قیامت

خونِ دل آنکھوں سے میری ہو کے پانی بہہ گیا
وائے بیداری کلیجہ منہ کو آ کر رہ گیا

رَبّ کی مرضی پر چلا وہ پیٹھ پر لادے صلیب
جان پر اپنی قیامت پر قیامت سہہ گیا

تیسرے دن زندہ ہونے کا نہ تھا جن کو یقیں
بولے وہ قصرِ مسیحا* آج ڈھہ نا گہہ گیا

دار پر تیرا اذیت سے تڑپنا دیکھ کر
مہرِ عالم تاب غم سے سہ پہر کو گہہ گیا

سرخروئی کب ہوئی ہے نوعِ انساں کو نصیب
جب مسیحا کے بدن سے خون سارا بہہ گیا۔

جو بھی ایماں لائے گا اے میک وہ بچ جائے گا
دار پر چڑھ کر مسیحا یہ حقیقت کہہ گیا

* قصرِ مسیحا۔ خداوند یسوع مسیح کا جسم مراد ہے

تاجِ محبوب

سامنے موت کے اے دوست ہیں ٹھہرے کتنے
کھل سکے پژمردہ ہوئے زیست کے سہرے کتنے

ہوش میں آئیں گے وہ روزِ قیامت ہی اب
سو گئے آ کے یہاں نیند میں گہرے کتنے

روسیہ جو ہیں انہیں تم یہ بتا دو جا کر
خونِ عیسیٰ سے نکھر جاتے ہیں چہرے کتنے

تاجِ محبوب ہر اک شے سے ترا لا دیکھا
سر پہ ہیں اس کے نشاں خار کے گہرے کتنے

عشق ہے جلوہ طلب حسن کے پردے میں چھپا
یہ ہے آزاد بہت اس پہ ہیں پہرے کتنے

میں نے تربت پہ کسی کے تو نہ دیکھے پہرے
ابنِ مریم کے لحد پر ہیں لگے پہرے کتنے

روح کہتی ہے بدن سے میں نکل جاؤں گی
صورتِ قید جہاں مجھ پہ ہوں پہرے کتنے

جی اٹھا مردِ خدا قول کو پورا کر کے
موت کے ٹوٹ گئے خواب سنہرے کتنے

جو کہا خوب کہا۔ اس کو نبھایا تو نے
اس کے پیار و وفا رنگ ہیں گہرے کتنے

ابنِ حق کے دیکھنے کو تم ٹھہر جانا ذرا
آج قربانی کسی کی یاد فرمانا ذرا

میں ہوں تو نا سمجھے آسان یہ مشکل مری
چھید پسلی کا مجھے خود آ کے دکھلانا ذرا

میں ہوں خاکی آپ نوری کس قدر تفریق ہے
آملیں دونو کنارے سے حکم فرمانا ذرا

زندگی ہے مختصر اور قیامت دور ہے
پہلے مرنے سے مرے ایک بار مل جانا ذرا

میرا دل بھی کوہ سینا ہے نہیں کمتر خدا
ہو کے مہماں ایک پل اس میں ٹھہر جانا ذرا

اسکی ہستی ہمسفر ہے ہر قدم پر ہر جگہ
تم حوادث جہاں سے اب گھبرانا ذرا

حق پہ مرنے کا صلہ اور حکم ربی ہے یہی
تم مثال ابن مریم مر کے جی جانا ذرا

میں تصور کا نہیں قائل نہ میں تصویر کا
روبرو گر ہو سکے تو خود کو دکھلانا ذرا

جام دینا ساقی و میکش جو مدغم ہو گئے
میکدہ ہے توہین ساقی ہوش میں آنا ذرا

کوہ سینا ۔ بیت اللحم کے مرکزی پہاڑوں کا سلسلہ ہے جو دور تک چلا گیا ہے۔ یہ وہ پہاڑ ہے جہاں خدا شعلہ اور دھواں کی صورت میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور اسرائیلیوں پر ظاہر ہوا۔ اور خدا نے اپنی انگلی سے پتھر کی دو تختیوں پر دس احکام لکھ کر حضرت موسیٰ کو دیئے جو آج تک موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو مقدس خروج کی کتاب ۱۹ باب ۱۱-۲۳ آیات تفسیر کیلئے ۲ باب ۱-۱۷ آیات

خدا دیکھ رہے ہیں

ہم اس کو زمانے سے جدا دیکھ رہے ہیں
مصلوب کی صورت میں خدا دیکھ رہے ہیں

پتہ بھی نہیں ہلتا جب حکمِ خدا بن
ہم دار پہ بھی اس کی رضا دیکھ رہے ہیں

سلطانِ جہاں ہے وہ مگر تاج نرالا
کانٹوں کا بنا سر پہ سجا دیکھ رہے ہیں

تل رکھنے کی گنجائش نہیں زخم ہیں اتنے
اس کی ہم رگ رگ کو چھدا دیکھ رہے ہیں

ہر زخم ہمارے ہی گناہ کے تو ہیں اس پر
اس پر بھی کرم اس کا سوا دیکھ رہے ہیں

اتنی بھی سمجھ تجھ میں نہیں بولا یوں رہزن
ہم اپنے کیے کی تو سزا دیکھ رہے ہیں

درخواست پہ تائب کی کہا یسوع نے ہر دم
فردوس میں گھر اس کا بنا دیکھ رہے ہیں

یہ شانِ مسیحا ہے ظفر مسندِ اجل پر
مغرور قضا کی بھی قضا دیکھ رہے ہیں

اعجازِ بصیرت ہے نگاہوں میں تجلی
پردے میں جو ہے نور چھپا دیکھ رہے ہیں

آ جاؤ مسیحا نہ کرو دیر خدارا
اب راہ تری اہلِ خدا دیکھ رہے ہیں

ہے چھاپ ترے خون کی جب میگت کے دل پر
ہم اس کو بری روزِ جزا دیکھ رہے ہیں

روئے جلالی

جی اٹھا ہے ابنِ مریم قبر خالی دیکھئے
چشمِ بینا سے اجل کی خستہ حالی دیکھئے

اب نہالِ زندگی پر برگ و بر آئے نظر
خون سے جس نے چمن سینچا وہ مالی دیکھئے

سینکڑوں آنکھوں کو آیا ہے نظر جا بجا
آپ بھی اس کا ذرا روئے جلالی دیکھئے

جی اٹھا غمخوارِ انساں بہرِ پیغامِ حیات
جانِ مردہ میں مسیحا کی بحالی دیکھئے

روشنی کو سمجھے ظلمت مر کے جی اٹھنے کو وہم
عقل کے ماروں کی آشفتہ خیالی دیکھئے

دہر میں ہے آج یہ خونِ مسیحا کا اثر
مہک ہر اک ذرہ ہے رشکِ لآلی دیکھئے

تڑکے تڑکے

یہ اعلان مر نماں ہوا تڑکے تڑکے
مسیحا لحد سے اٹھا تڑکے تڑکے

اجل منہ چھپائے لحد میں پڑی ہے
مسیحا سے ہاری قضا تڑکے تڑکے

خبر اس کے جینے کی پھیلی جہاں میں
نرالا یہ مژدہ سنا تڑکے تڑکے

یہ پہلا بشر ہے جو مر کے جیا ہے
ہوئی ہے نئی ابتدا تڑکے تڑکے

سہارا بزرگوں کا بچوں کا سب کا
یتیموں کا حامی جیا تڑکے تڑکے

مبارک ظفر ہو تجھے میرے بیٹے
ملا اس سے آ کے خدا تڑکے تڑکے

وہ اللہ کے دہنے بیٹھا ہوا ہے
یہ نظارہ مجھکو ہوا تڑکے تڑکے

مسیحا ملو آ کے پھر آج ہم سے
خدا میگ کی سن دعا تڑکے تڑکے

نردبانِ معتبر

یہ کیسی آج پھیلی ہے زمانے میں خبر پہلی
ہوئی ہے مرگ مہرم پر مسیحا کی ظفر پہلی

نوید جاں فزا پطرس کو دی مریم نے جب آ کر
مبارک ہو مبارک ہو ہمیں عیدِ ظفر پہلی

اٹھو دیکھو جہاں روشن ہوا نورِ حقیقت سے
مسرت سے اذاں دینے لگا مرغِ سحر پہلی

ہوا قربان وہ برہ کہ جس کے خون سے بخشش
شفاعت کے لئے کی نذرِ دل اس نے مگر پہلی

خدائے پاک نے ہم کو منجی اک بخشا ہے
مسیحا نے سنا دی اہلِ مرقد کو خبر پہلی

خدا میں اور کلمے میں نہیں کرتی ہے فرق کوئی
یوحنا[۱] کی کتاب اور باب اول کی سطر پہلی

اٹھو آؤ اِل منجی پر محبت کی بنا ڈالو
یہی ہے معرفت کی نردبانِ معتبر پہلی

زباں پر عاصیوں کے بس یہی رہ رہ کے آتی ہے
بدل دیتی ہے فطرت کو مسیحا کی نظر پہلی

تری حمد و ثنا میں اے منجی بیگ عاصی نے
لکھی ہے لیکن تنا بحرِ ہزج میں با اثر پہلی

[۱] یوحنا کی کتاب میں یوں مرقوم ہے۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں

مبارک کلماتؑ

زباں پر نامِ خالق تھا خیالِ عاصیاں دل میں
ابھی تاب شفاعت ہے مرے مصلوب بسمل میں
سرِ اقدس پہ تاجِ خار کیلیں ہاتھ پاؤں میں
مگر ہے نوکِ نیزے میں روانی دستِ قاتل میں
ہزاروں زخم تن پر ہیں لہو بہتا ہے ہر مو سے
مگر پھر بھی دعائیں کر رہے ہیں عفوِ قاتل میں
دعائے خیر کی دشمن کے حق میں اوّلیں کلمہ
"خدایا بخش دے" ان کو یہ ہیں راہِ باطل میں
دلی تو یہ پہ ڈاکو کی۔ کہا یہ دوسرا کلمہ
"کہ ہوگا آج ہی تو ساتھ میرے خلد منزل میں
یوحنا والدہ میری رہے کی تری ماں اب سے
یہ ہے وہ تیسرا کلمہ کہا جو جوششِ دل سے
خدا سے التجا مصلوب نے کی چوتھے کلمے میں
مرے ابا مجھے چھوڑا ہے کیوں اس سخت مشکل میں
یہ کلمہ پانچواں تھا۔ "میں پیاسا ہوں" "پیاسا ہوں
یہاں تک اللہ اللہ صبر تھا اس مردِ کامل میں
چھٹا کلمہ تھا "پورا ہوا" مقصد خدائی کا
مری تصلیب نے تسہیل کی جنت کے حاصل کی
مرے خالق میں تجھ سے ہوں یہ تھا ساتواں کلمہ
اب اپنی روح کو دیتا ہوں تیرے دستِ کامل میں
معافی کے۔ قناعت کے محبت کے شفاعت کے
یہ کلمے زندگی بن کر رہیں گے میگ کے دل میں

مبارک کلمات۔ چاروں مقدس اناجیل میں پائے جاتے ہیں۔ ان کلمات سے تعلیم مسیح محبت۔ فرائض اختیارات مسیح۔ قناعت۔ فرمانبرداری اور صفاتِ خدا مظہر ہیں

لختِ جگر

اللہ کی صورت پہ ہر اک نوع بشر ہے
لیکن بن مریم ہی فقط لختِ جگر ہے

مغرور فرشتہ بھی گرا بامِ فلک سے
ایڑی سے جو کچلا وہ شیطان کا سر ہے

پطرس کی طرح نہ ہو نیند کے مارے
اٹھ بیٹھو کہ بیدار ہر اک مرغِ سحر ہے

جو کچھ مری حالت ہے وہ معلوم ہے تجھکو
بیخود ہوں ترے عشق میں اتنی ہی خبر ہے

یارب تو مری فردِ معاصی پر نظر کر
مجھ بندۂ خاطی پہ جو رحمت کی نظر ہے

کیا خوب جلادی ہے دلِ مہک کو تم نے
دن کو ہے اگر شمس تو وہ شب کو قمر ہے

انجامِ حیات

دے رہا ہے سب کو وہ سولی سے پیغامِ حیات
جادۂ حق میں مر کے جی اٹھنا ہے انجامِ حیات

کلوری ہے دار ہے قدمے میں ہے خونِ مسیح
زخمہائے خونچکاں اصل میں ہیں جامِ حیات

سیرت وایماں و امید و محبت اور عفو
اس نے تجھکو بخشے کیسے کیسے انعامِ حیات

تشنہ لب تو ساقیِ آبِ بقا سے مانگ لے
دے رہا ہے مفت میں بھر بھر کے وہ جامِ حیات

پیاس سے کیوں جاں بلب ہے دار کے سائے میں پی
چل رہا ہے کلوری کی بزم میں جامِ حیات

بخش دیگا ہر گنہ وہ زندگی دے گا نئی
یہ مرا ایمان ہے اور وہ انعامِ حیات

دن ہی دن میں ہر طرف پہنچا دے پیغامِ صلیب
مہک آجائے گی ورنہ دفعتہً شامِ حیات

خدا مجاز میں

وہ عیاں ہے شکلِ مسیح میں جو نہاں تھا پردۂ راز میں
انہیں دو خبر جو ہیں منتظر کہ خدا کو دیکھیں مجاز میں

ہے مسیح موعود جلوہ گر اک شکستہ جھونپڑی میں سر بسر
وہ قصورِ شاہاں سے دور ہے پر انہیں رنج و گداز میں

اگر عشق مرا ہے دائمی، ترے حسن کو بھی ثبات ہے
ترے گیسوؤں میں پھنسا ہوا نہ پھنسے کا زلفِ ایاز میں

جو جنم لے خالقِ دو جہاں، تو مسیح ہے شافعِ عاصیاں
وہ مشیرِ خالقِ دو جہاں ہے شریک عقدۂ راز میں

ہے عجب وفا یہ مسیح کی جو کل تھی آج بھی ہے وہی
اور رہے گی دیکھنا تم باخدا۔ بے بدل نشیب و فراز میں

تو مرے گناہوں پہ کر نظر تو فردِ عصیاں کاٹ دے
ترا بندہ نذر چڑھا لئے گیا، تری شان بندہ نواز میں

مرا حالِ زار بدل گیا مرے دل کو کیا کیا سکوں ملا
مرے لب پہ خود بخود آگیا۔ ترا پیارا نام نماز میں

جو خدا کے دھیان ہے سرفراز وہ اسکا لختِ جگر بھی ہے
وہ زبانِ خلق کا ورد ہے وہ فلک کے نغمہ و ساز میں

تری شان ارفع ہے اے مسیح تو یہ میگ کیسے ثنا کرے
کوئی حرفِ ناز نہ آ سکے مرے اس بیانِ نیاز میں

موعود — وعدہ کیا گیا

جلالِ حق

نیا فلک نئی زمیں نئے مکیں نیا مکاں
جلالِ حق ہے جلوہ گر نہ رات ہے نہ دن وہاں

یہ باغباں کی شان ہے کھلائے پھول ہر طرف
بہار ہی بہار ہے چمن جہاں کا بن خزاں

نصیب ور ہے وہ بشر شہید ہے مسیح پر
حیات ہی حیات اجل بھی ہے اسے کہاں

نگاہ کو کھل گئی نظر ملی جو آپ سے
نہ تشنگی ہے دید کی کہ رو بہ رو ہے دوست عیاں

حیات ہے قضا تلک لحد سے ہے وہ حشر تک
سفر میں ہمسفر ہے وہ لٹے کیوں میرا کارواں

بدل نظر کا زاویہ اگر ہے ہوش تجھ کو کچھ
یہ معرفت کا رنگ ہے کلام حق ہے خوش بیاں

کبھی نہ میکشؔ پیاس سے تو خونِ[1] دل پلا دیا
عجب ہے رنگ ساقیا عجب ہے دورِ میکشاں

بہارِ بے خزاں

جسے تم کہہ رہے ہو لا مکاں ہے
مکیں دل میں وہ میرے جاوداں ہے

حیاتِ ابن مریم کا ہوں قائل
نہ کعبہ ہے نہ میرا آستاں ہے

اٹھا ہے وہ لحد سے تیسرے دن
مصدق یہ گواہوں کا بیاں ہے

مسیحا سے رہا جو دور۔ اس کی
نہ منزل ہے نہ منزل کا نشاں ہے

اسے منظور ہے مرضی خدا کی
زیاں ہوتے ہوئے جو بے زیاں ہے

اثر اے میکشؔ ہے یہ خونِ دل کا
چمن میں جو بہارِ بے خزاں ہے

[1] خونِ دل۔ مراد عشائے ربانی

دکھوں سے دور نیا اک جہاں عیاں ہوگا
نئی زمین۔ فلک بھی نیا وہاں ہوگا

وہاں نہ دیر نہ کعبہ نہ آستاں ہوگا
بزیرِ تختِ خدا سجدہ ہر زماں ہوگا

وہ دن بھی دور نہیں باغِ عدن میں جس دن
نظر خدا سے ملے گی۔ خدا عیاں ہوگا

رہے خیالِ عقیدت جبیں ہو سجدے میں
مگر نہ بھول صلیبی علم نشاں ہوگا

کسی شہید کے ایثار کا ہے کفارہ
خدا کے خوف سے آدم نہ پھر نہاں ہوگا

یہ کیا ہوا کہ نہیں ہوش میں ادھر کوئی
ادھر نقاب اٹھا رخ سے بے گماں ہوگا

خزاں کا خوف نہ صیاد کا جہاں کھٹکا
اسی چمن میں ترا میگ آشیاں ہوگا

جلوہ گری

نہ پیمانِ وفا تجھ سا نہ وصفِ دلبری تیری
کرے کیا خاک الفت میں کوئی بھی ہمسری تیری

مسیحا ہی تو قد یہ ہے زمانے بھر کے عصیاں کا
عجب ہے خالقِ عالم یہ بندہ پروری تیری

بیابانِ بطالت میں نہ بھٹکوں گا، نہ بھٹکوں گا
میں اس منزل کا راہی ہوں جہاں ہے رہبری تیری

وہی خود سر جو پہلے خون کے پیاسے تھے عیسیٰ کے
لئے پھرتے ہیں ہونٹوں پہ دعائے کلوری تیری

تلاوت با عمل گر ہو۔ کلامِ پاک کی پھر تو
مجھے رستہ دکھاتی جائے گی جلوہ گری تیری

نہ لایا رنگ سجدوں کا نشاں اے میگ محشر میں
نشانِ خونِ عیسیٰ سے ہوئی ہے جانبری تیری

دعائے کلوری ۔ مراد صلیبی کلمات ۔ دیکھئے صفحہ ۱۱۱

خیالِ مخلصی

ایسا بھی اک زمانہ کبھی آدمی کا تھا
نیکی کا تھا خیال نہ اسکو بدی کا تھا
احساس کمتری نہ اسے برتری کا تھا
پھر بھی اسے خیال تیری بندگی کا تھا
بھرتا وہ دم ہمیشہ تری دوستی کا تھا

اک روز گھومتا ہوا شیطان آ گیا
شاطر نے چالبازی سے ان کو ثمر دیا
بے سوچے اسکو آدم و حوا نے کھا لیا
اسکو ظفر پہ ناز تھا عالم خوشی کا تھا
آگے خدا کے حال برا آدمی کا تھا

سب کچھ سمجھ گیا تھا خدا بات بن گئی
ماں مریم مقدسہ اک رات بن گئی
پیدائش مسیح بڑی بات بن گئی
اسکو نہ پاس دکھ کا نہ اپنی خوشی کا تھا
اس کو خیال نیک مری مخلصی کا تھا

لے کے میرے گناہ وہ قربان ہو گیا
دیکے مجھے نجات وہ خوش جان ہو گیا
ملنے کا پھر خدا سے لو سامان ہو گیا
یعنی کہ عدن کا باغ پھر سے آدمی کا تھا
اس کو خیال نیک مری مخلصی کا تھا

کیا اعجاز ہے

ابنِ مریم مجھ کو تجھ پر ناز ہے — مر کے جی اٹھنا ترا اعجاز ہے
قبر میں بھی تھا تجھے میرا خیال — تو حقیقت میں مرا دم ساز ہے
تو ہے میرے حالِ دل سے آشنا — میرا ہر اک راز تیرا راز ہے
ہر طرف سنتا ہوں میں آہٹ تری — ہر خموشی میں تری آواز ہے

میگؔ اب میں اور آگے کیا کہوں
کیا قیامت ہے یہ کیا اعجاز ہے

دعا کیجئے

ہر سحر شام کو یہ دعا کیجئے — پاک دل مجھ کو یارب عطا کیجئے
مثلِ زن میں ہوں باگنہ اے مسیح — پاپ میرے مسیحا شما کیجئے
صورتِ راہزن میں نے توبہ ہے کی — اب نظر رحم کی اے خدا کیجئے
بادشاہ ہو یا ہو دوست کوئی گدا — آدمی پر نہ تم آسرا کیجئے
تجھ کو مانا جہاں میں ملی نہ جگہ — دل میں میرے مسیحا رہا کیجئے

خود منادی کرو۔ جا کے گھر گھر دعا
میگؔ راہِ خدا حق ادا کیجئے

ساقیِ آبِ بقا

بے خودی میں اپنے دل کا راز افشا کر دیا
کیا کیا میں نے کہ ان کا نرخ بالا کر دیا

پھوٹ کر روئے ہیں کیا کیا ضبط کے چھالے مرے
وائے بدبختی کہ اظہار تمنا کر دیا

جب بڑھا دستِ طلب گلچیں کا پھولوں کی طرف
بڑھ کے خود بلبل نے دل نذرِ تقاضا کر دیا

ساقیِ آبِ بقا کی آنکھ سے پی تھی کبھی
اس لئے ہم نے صنم ساغر کو اوندھا کر دیا

پاک طینت پاک دل اللہ کے بندے ہیں تو پھر
کعبہ کو گرجا کیا گرجے کو کعبہ کر دیا

یا الٰہی یہ فسوں کیسا ہے چشم ناز میں
کوئی زندہ کوئی مردہ جب اشارہ کر دیا

فعل سے گفتار سے الفت سے اور برداشت سے
ذاتِ باری کو عیاں تو نے مسیحا کر دیا

دل فروتن کیوں نہ ہوا ور جاں نثاری کیوں نہ ہو
خونِ عیسیٰ نے مبدل جب سراپا کر دیا

ابنِ مریم سے ملے گا دوستو اس کا پتا
مجھ کو تھا معلوم جو کچھ اس کا ایما کر دیا

یہ بھی اک اعجاز ہے تیرا شہید کلوری
جس نے توبہ کی اسے حق کا شناسا کر دیا

عالمِ امکاں میں کیا کیا صورتیں ظاہر ہوئیں
منتشر ذرات کو جب تو نے یک جا کر دیا

بندۂ کامل ہیں ہم کو لغزشوں سے کام کیا
جزو کو شامل کل میں جب تو نے مسیحا کر دیا

میگت وہ پردہ نشیں ہے ذرے ذرے سے عیاں
اک جہاں حیرت میں ہے کیا کچھ تماشا کر دیا

اچھا کیا

دل مسیحا کو دیا اچھا کیا
حق سے رشتہ اور بھی پکا کیا

پاک دل سستا ملا اس دام میں
زندگی دے کے بھی گر سودا کیا

ہے شہید کلوری کا معجزہ
دشمنوں کے دل میں گھر پیدا کیا

ابن مریم راہبر جس کا نہیں
ہر منزل وہ سدا بھٹکا کیا

اس طرف انوار کی بارش ہوئی
جس طرف بھی دوست نے چہرہ کیا

وہ جمال دوست میں تھی دلکشی
آئینہ حیرت سے منہ دیکھا کیا

جے مسیحا کی اٹھی ہر سمت سے
ہر قدم پر میگت نے سجدا کیا

شاہِ خلوص

زمانہ بھرتا ہے دم تیرا یوں اے شاہِ خلوص
کہ تیرے دل میں ہر اک کیلئے ہے چاہِ خلوص

ازل میں جس نے محبت کی نیو ڈالی تھی
وہی ہے دل میں بسی آج بھی نگاہِ خلوص

خدا کے دل میں بھی اس نے اثر کیا ہوگا
نکل گئی جو کسی دل سے دوست آہِ خلوص

جسا نہ آگ سکے زنگ بھی نہ جس کو لگے
نظر میں آئی ہے میرے وہ اک کلاہِ خلوص

چلو چلو نہ چلو منحصر تمہیں پر ہے
دکھا دیا ہے زمانے کو اس نے راہِ خلوص

مرے ضمیر کو روشن کرے گا نور وہی
کہ جس سے روشن ہے دن رات مہر و ماہِ خلوص

ترا مقام بہت دور ہے فلک سے اُدھر
ملے گی روحِ خدا سے اگر ہو چاہِ خلوص

کیا ہے میں نے مسیحا کے پاؤں پر سجدہ
کہاں ہے اس کے سوا ایک سجدہ گاہِ خلوص

سراپا نور

خدا کے دہنے بیٹھا ہے وہی تو ابنِ مریم[1] ہے
سراپا نورِ پیکر ہے منور جس سے عالم ہے

خدا کی خوبیاں اس میں محبت کا وہ سرچشمہ
امن کا شاہِ لاثانی۔ صلح جوئی کا ہمدم ہے

حیات و موت پر غالب گنہ بخشے حریفوں کے
مسیحا قادرِ مطلق۔ وہ مختارِ دو عالم ہے

ملائک۔ جن۔ پری کیا آدمی اور انبیا سارے
مسیحا کے مقدس پاؤں پر ہر ایک سر خم ہے

مسیحا نے اُلٹ دی سلطنت ابلیس[2] کی دیکھو
قیامت آ پڑی اس پر اسی کا شورِ ماتم ہے

خدا کے دل میں ہے عیسیٰ دلِ عیسیٰ میں ہے خالق
یہ رشتہ باپ[3] بیٹے کا زبانِ حق پہ ہر دم ہے

ذبح برہ کیا اضحاق[4] کے بدلے اشارہ تھا
وہ قربانی نجاتی ہے۔ وہ برہ ابنِ آدم ہے

مسیحا دین کو جب میگ[5] نے مانا سکوں پایا
نہ اس کو خوفِ محشر ہے نہ اس آنکھ پرنم ہے

[1] ابن مریم ملاحظہ ہو صفحہ [illegible] [2] ابلیس [illegible] دیکھو صفحہ ۵۵ [3] [illegible] [4] اضحاق [illegible] [5] ملاحظہ ہو صفحہ ۵۵

روح و دل

مرا روح و دل، مرا ہم نشین تو منجی ہے اور کبریا
تری رہبری سے نہ میں سچ کہوں مجھے راہِ حق سے لگا دیا

میں پڑا تھا گل سرِ رہ گزر مرے دوست آنکھیں چرا گئے
میں نظر میں سب کے ذلیل تھا مجھے تو نے دل سے لگا لیا

میں سمجھ کے اپنے کو بے گنہ میں نے باگنہ پہ اٹھائے سنگ
تو نے انگلیوں سے زمین پر مرا پاپ لکھ کے جتا دیا

میں دبا ہوا تھا گناہوں سے میں نراس بھی تھا حیات سے
جو لہو بہا ترا دار پر مری مخلصی کا سبب ہوا

مجھے رکھ سکی یہ لحد نہیں کہ ہے حکم میں ترے زندگی
مجھے تھا یقین ترے سخن کا کہ تو جی اٹھا میں بھی جی اٹھا

مری بندگی تری دید ہے مرا آستاں ہے کہیں نہیں
تو جہاں کہیں مجھے مل گیا میں نے سر وہاں پہ جھکا دیا

وہ خدا کے حکم میں تھا سدا نہ اسے عزیز حیات تھی
تھا اسے خیال رضائے رب جو کہا خدا نے اسے کیا

وہ چڑھا تھا دار پہ اس لئے کہ گنہ سے ہم کو نجات ہو
ترا شکر یہ اے ابنِ رب کہ خدا سے تو نے ملا دیا

تجھے چھوڑ کے میں رہوں کہاں کہ نجات تجھ سے ہے اے مسیح
ترے پاس ابدی حیات ہے تو کلام حق سے ہے آشنا

ہے مسیح پاک شریک رب، مجھے جستجو تھی اسی کی تھی
تری شکل سے ہے خدا عیاں تو نے لا پتہ کا پتا دیا

ہے مسیح پاک زبانِ حق۔ تو کلام رب۔ تو مشیر حق
ہے خدا کے سنگ ثنا تری۔ تو خدا کا نام ہے دوسرا

ترے ہجر میں مرے ہمنشیں مرا لڑکھڑا نے لگا ہے دل
کبھی بیگ کو بھی تو یاد کر اے شریکِ حسنِ کبریا

گل و خار

گل کے بدلے جو ہوا خار ہے مرغوب مجھے
تا ابد یاد رہے کلفتِ مصلوب مجھے

اس کی مرضی پہ چلا سجدہ کیا۔ جان لیا
اب کہاں جائے بھلا چھوڑ کے محبوب مجھے

ساری دنیا کی خوشی دل میں سمٹ آئی ہے
جب کیا آپ نے خود دوست سے منسوب مجھے

چھوڑ کے چل دئے احباب و اقارب مجھ کو
جب گرا میں تو کیا آپ نے منصوب مجھے

جان قربان کی اپنی اور بچایا مجھ کو
بیگ ... کا ... ایسا ... محبوب مجھے

جمالِ ندیم

جو مری نظر میں سما گیا وہ ندیم ترا جمال ہے
جو مرے وجود پہ چھا گیا وہ عجیب ترا جلال ہے

تو ذرا سمجھ سے تو کام لے جو خدا کے نام پہ مر مٹے
انہیں موت کیا ہے حیات انہیں ہجر کیا ہے وصال ہے

وہ بدل دے کافرِ سخت کو۔ وہ بہشت تو یہ بخش دے
یہ اثر ہے اس کی نگاہ کا وہ زباں کا اسکی کمال ہے

تو فدا ہے حسن فنا ہی پر۔ تو جہاں دوں کا مرید ہے
تو رواں دواں ہے ادھر ادھر تجھے حق کا ملنا محال ہے

یہ خلافِ شانِ فقیر ہے کہ زباں سے اپنی طلب کرے
وہ تنظر نواز نظر شناس سمجھ گیا جو سوال ہے

نہ ہلاک ہو تو گناہ سے یہ ہے اس کی مرضی کرنے لئے
وہ صلیب پر ہے چڑھا ہوا اسے میگ ترا خیال ہے

عجب کلام

کانٹوں کے تاج والے تیرا عجب کلام — الفت کا ہے پیام
رہتا ہے میرے لب پہ مصلوب ہی کا نام — تیری ثنا مدام

خالی لحد پڑی ہے وہ مر کے جی اٹھا ہے
کس پر پڑھوں میں فاتحہ کس کو کروں سلام — اس کا فلک مقام

میخوار میکدے سے میں ساقی کے پاس پہنچا
آنکھوں سے معرفت کا اس نے دیا وہ جام — مے ہوگئی حرام

مجھ میں کہاں سمجھ ہے میرا خیال خاک
لیتا ہوں میں تو ہر دم تیری رضا سے کام — ذی عقل تیرا نام

پہلے جبیں کو ٹیک تو پھر لبوں سے چوم
عیسیٰ کے نقش پا کا یوں کر تو احترام — منزل ہے زیر گام

شمشیر زن نے جیتے گو لاکھ ملک ہمدم
لیکن کسی کے دل میں نہ کر سکا مقام — شمشیر زن سلام

عیسیٰ نے دل ہزاروں الفت سے دوست جیتے
جس کا اثر ہے سر میں اور دل میں ہے مقام — عیسیٰ ہے شاد کام

عیسیٰ کو جس نے مانا اس نے نجات پائی
آزاد ہو گیا وہ عصیاں کا تھا غلام — سچا تیرا کلام

قابل نہیں میں مانا لیکن کرم نواز
ناچیز منگت کا بھی مقبول ہو سلام — اے خالق نظام

کچھ کم نہیں

معلوم نہیں مجھ کو شعلہ ہوں کہ شبنم ہوں
اللہ نہیں ہوں میں اللہ سے کچھ کم ہوں

اک خاک کے لوندے کو کیا شکل عطا کی ہے؟
تو جانے ہے میں کیا ہوں؟ نعمتوں کا ترے دم ہوں

تاریک فضاؤں سے مطلب ہی نہیں مجھ کو
جو نور مجسم ہے اس نور کا ہمدم ہوں

محشر میں خدا نے جب پوچھا جو نسب نامہ
قربان جو برہ ہے اس برے کا ہمدم ہوں

جب غور کیا میں نے سورج اور دگر شے پہ
قدرت کے نگینوں میں ہر ذرے سے کم ہوں

دنیا کو بنا کر کے آدم کو عطا کر دی
یہ اس کا کرم دیکھو۔ میں مالکِ عالم ہوں

ہر چیز سمندر کی ہر چیز زمیں کی بھی
ان سب پہ مرا قبضہ اس پر بھی تو خوش کم ہوں

ادراک مری ناقص، کیا بحث کروں تجھ سے
منظور رضا تیری، ہر بات پہ سر خم ہوں

ہنستے ہیں سبھی مجھ پہ۔ کہ خاک بسر ہوں میں
دنیا کا تماشہ ہوں۔ اللہ کا ہمدم ہوں

بچوں نے ستائش کی اے میگ خدا کی وہ
میں کر نہ سکا ایسی اس بات پہ پرغم ہوں

نِکھر گئے

مصلوب کے لہو سے سراپا نِکھر گئے
اس سے رہے جو دور وہ بے موت مر گئے

بخشی نگاہِ دوست نے ایسی نظر ہمیں
جس بد پہ کی نظر وہ سراسر سدھر گئے

روشن ضمیر پاک نظر اور خدمتی
کہنے لگے یہ لوگ ہیں ہم جو سدھر گئے

ہر وقت کارِ خیر کرو وقت ہے ابھی
آنے کے پھر نہیں جو یہاں سے گزر گئے

شفاف مثلِ برف ہوا ہے میرا بدن
کل داغ خونِ عیسیٰ سے مٹ سر بسر گئے

اے میگ ناؤ جن کا مسیحا ہے ناخدا
طوفاں سے بے ضرر وہ سفینے گزر گئے

تاج یا صلیب

اک شام میں ٹہلتا ہوا پہنچا کلوری — دیکھا کہ ہے صلیب کھڑی آج بھی ہری
کچھ خون کے نشان دکھے ہات سے کھری — آئی ندا یہ غیب سے کانوں میں سرسری
تو تاج یا صلیب بتا دیگا کیا اُسے؟

سہتا رہا وہ ظلم و ستم قہر و جفا — سر ہاتھ پاؤں و پیٹ بدن خون میں بھرا
شدت کی تھی پیاس بدن دھوپ سے جلا — یہ حال کل مسیح کا میری جگہ ہوا
تو تاج یا صلیب بتا دیگا کیا اسے؟

مجھکو اس سوال نے تڑپا کے رکھدیا — بے چین دل دماغ سراسر میرا ہوا
کچھ دیر کے لئے میں رہا اس میں مبتلا — میرے ضمیر نے یوں کہا کر تو فیصلہ
اپنی رضا ابھی تو جتا دیگا کیا اسے؟

آتے ہی یہ خیال مرا دار پر گیا — میرے گناہ بردار و غمخوار پر گیا
قربانیٔ بشر اور محبت پیار پر گیا — الفت بھری نگاہ کے اظہار پر گیا
تو تاج یا صلیب بتا دیگا کیا اسے؟

اس چشمِ التفات نے دل پر اثر کیا — آنسو بھری نگاہ سے کی میں نے التجا
اے مالکِ نجات تجھے میں نے چن لیا — خوش ہو کے دل نے میرے مسیحا سے یوں کہا
ہرگز نہیں صلیب نری تاج دوں تجھے

فرزند ہے خدا کا معاصی کا چارہ گر — رو کر کہا معاف گناہوں کو میرے کر
دو زانو ہو گیا میں مسیحا کے پاؤں پر — اے میگ اٹھ کہا یہ مسیحا نے سر بسر
دیتا ہوں میں حیات نئی آج ہی تجھے

دلِ جگر

مصلوب پر نثار جو سر دل۔ جگر کرے
اللہ کے بھی دل میں وہ اپنا گھر کرے

بھوکے کو دے طعام مناسب مقام بھی
وہ نیک خو ہے ایسے جو اپنی بسر کرے

سُرمہ مسیح پاک سے لے مُفت آج تُو
آنکھوں کے دل کے اندھوں کو وہ دیدہ ور کرے

اک آن میں بدل دے مسیحا میری حیات
محتاج دل شکستہ کو صاحبِ زر کرے

نفرت اسے بشر سے نہیں۔ گنہ سے ہے
عیسیٰ کا خونِ پاک گنہ کو بھی سر کرے

بخشے حیات تو وہ مسیحا کا خون ہے
مردار زندگی میں وہ ایسا اثر کرے

آسان مشکلیں ہوں۔ مصیبت و غم نہ ہو
اس کی حیات و موت پہ جو تو نظر کرے

تیمار دارین کے وہ آئے اور کی دعا
اے میگ تیرے پاپ خدا درگزر کرے

رباعیات

ابنِ مریم ابنِ اللہ ہے دوست
دونوں عالم کا وہ آقا ہے دوست
دل میں موجِ الفت اٹھتی ہے میگؔ
جب سے میں نے اسکو دیکھا ہے دوست

تیجانِ جہاں روز بدلتے ہی رہے
عیسائیوں کو غیر کچلتے ہی رہے
چھوڑی نہ رہ راست میگؔ کیا کہتے
تبلیغ وہ مر مر کے بھی کرتے ہی رہے

جب آن پڑی سچ بات سودا کر لے
چاہے دن ہو یا رات سودا کر لے
تو بیچ دے مالِ دل مسیحا کو میگؔ
یہ وقت نہ آئے ہات سودا کر لے

دیوانے کدھر جائینگے روتے روتے
ظاہر ہے کہ مر جائینگے روتے روتے
آنکھوں میں لیے میگؔ ہم اشکوں کے چراغ
دنیا سے گزر جائینگے روتے روتے

اچھوں پہ بروں پہ بھی تری نظر ہے
محتاجِ کرم ترا ہر اک بشر ہے
رزاق منجی ہے کلامِ رب تو
عاصی کی صدا میگؔ اس پہ نظر ہے

ہر کام محبت سے ادب سے کرنا
سچ بات کے کہنے سے کبھی نہ ڈرنا
اے میگؔ بدن روح کو جو خاک کرے
کھانا خوف اس سے اسی سے ڈرنا

قطعات

بہت کچھ کھو چکا ہوں میں بہت کچھ کھو رہا ہوں میں
سنو میری تمہیں گر کچھ خیالِ دین و ایماں ہے

جوانی ہے نہ ساقی ہے۔ نہ ہے وہ رنگ محفل کا
زلیخا ہے نہ باقی حسنِ یوسف ہے نہ داماں ہے

نشاط و عیش کا بندہ تھا میں اور جانِ محفل تھا
رہی باقی نہ وہ صحبت نہ اب وہ شوق ساماں ہے

کسی کے شوق میں مجھ کو نظر آئی تھی جو منزل
رواں اس کی طرف اب تک مری عمرِ گریزاں ہے

ترس کھاؤ یتیموں پر، مریضوں پر، غریبوں پہ
کرو تم غور اس پر، یہ صدائے سوختہ جاں ہے

چلیں اے میگ سب نقشِ قدم پر ابنِ مریم کے
یہی اک میری حسرت ہے یہی اک میرا ارماں ہے

دعا بخشش کی اس نے کی ہمارے واسطے حق سے
نہ دیکھا دار پر بھی میگ اسکو حالِ برہم میں
خدا کی سچی محبت ہے۔ حریفوں پر بھی اے ہمدم
یہ خوبی ہم نے دیکھی ہے مزاجِ ابنِ مریم میں

کرم گستر شہیدِ کلوری آ جا
قیامت۔ راہِ حق اور زندگی آجا
نظر سوئے فلک ہے میگ عاصی کی
شفاعت کے لئے تو ناصری آجا

ہو گیا محدود لا محدود بھی — جب مجسم وہ مسیحا میں ہوا
میگ اس میں وصفِ رب آئی نظر — یوں اسے بیٹا خدا کا کہہ دیا

خدا کی شان ہے کثرت میں وحدت ہے — جو شاہد اس کی ہے عیسیٰ کی طاعت ہے
جو دل کے پاک ہیں اے میگ کیا کہنا — انہیں حاصل حقیقی قربِ رحمت ہے

جہاں میں میگ دولت ہے نہ حشمت ہے — اگر کچھ ہے تو عزت ہے قناعت ہے
اٹھا پردہ مری آنکھوں سے نفرت کا — تو پھر دیکھا محبت ہی محبت ہے

کر دوست کے نام سے منسوب مجھے — آغوشِ محبت میں لے محبوب مجھے
لاٹھی و چھڑی باز نہ رکھ میگ سے تو — ہر بات مسیح کی ہے مرغوب مجھے

خدا نے اس قدر ہمدم گنہگاروں سے الفت کی — کہ اپنا لختِ دل اس نے برائے مخلصی بخشا
مسیحا پر خدا پر لائے گا ایمان جو دل سے — ملے گی زندگی اس کو یہ پیمانِ خدا پکا
جو ہے معلوم عاصی میگ کو وہ کہہ دیا تم — اگر مانو گے تم اس کو تمہارا ہی بھلا ہو گا

دل پاک تعصب اور بدی سے ترا ہو — تعلیم مسیحا کی سمجھنے کے لئے دل
اے میگ ہر اک گام پہ مضمون نجاتی — اسباق مسیحا نے ہمیں لاکھ دئے دل

تکتا مجھے تو رات دن یہ آسماں رہا — بجلیوں کی زد میں مرا آشیاں رہا
پر پورا بھروسہ میگ خدا پر کئے ہوئے — بیخوف میرا توسنِ عمرِ رواں رہا

SONNET

سانیٹ

ابنِ مریم - روح اللہ - ہے مسیحا بخدا
وہ قیامت - زندگی ہے - رب کا وہ زندہ کلام
وہ خدا کا دے گیا ہم کو مثالوں میں پیام
شافعِ امّت ہے عیسیٰ منصفِ روز جزا
دی گنہگاروں کی خاطر اس نے سولی پر حیات
اس کو اپنی جان سے بڑھکر تھا پاپی کا خیال
دے گیا فدیہ ہمارا دار پر ابنِ جلال
ملتی ہے تو بہ کناں کو خونِ برّے سے نجات
وہ محبت کا خدا ہے مخزن رحم و کرم
غم زدوں کو دی تسلّی نام ہے غم یا نواز
کالے گوروں کا نہیں اس کی نظر میں امتیاز
ہے مسیحا کی نظر میں نہ کوئی اعلیٰ نہ کم
میگ کوئی دو جہاں میں اس کی صورت ہے کہاں
قابلِ سجدہ ستائش ہے وہی پیر و جواں

SONNET

سانیٹ

ابنِ مریم - روح اللہ۔ ہے مسیحا بخدا
وہ قیامت۔ زندگی ہے۔ رب کا وہ زندہ کلام
وہ خدا کا دے گیا ہم کو مثالوں میں پیام
شافِع امّت ہے عیسیٰ منصفِ روزِ جزا
دی گنہگاروں کی خاطر اس نے سولی پر حیات
اس کو اپنی جان سے بڑھکر تھا پاپی کا خیال
دے گیا فدیہ ہمارا دار پر ابنِ جلال
ملتی ہے تو یہ کتاں کو خونِ برّے سے نجات
وہ محبت کا خدا ہے مخزنِ رحم و کرم
غم زدوں کو دی تسلّی نام ہے غم پا نواز
کالے گوروں کا نہیں اس کی نظر میں امتیاز
ہے مسیحا کی نظر میں نہ کوئی اعلیٰ نہ کم
میگ کوئی دو جہاں میں اس کی صورت ہے کہاں
قابلِ سجدہ ستائش ہے وہی پیر و جواں

سالک رام سالک

—xxx—